WWW.NOVELSCLUBB.COM

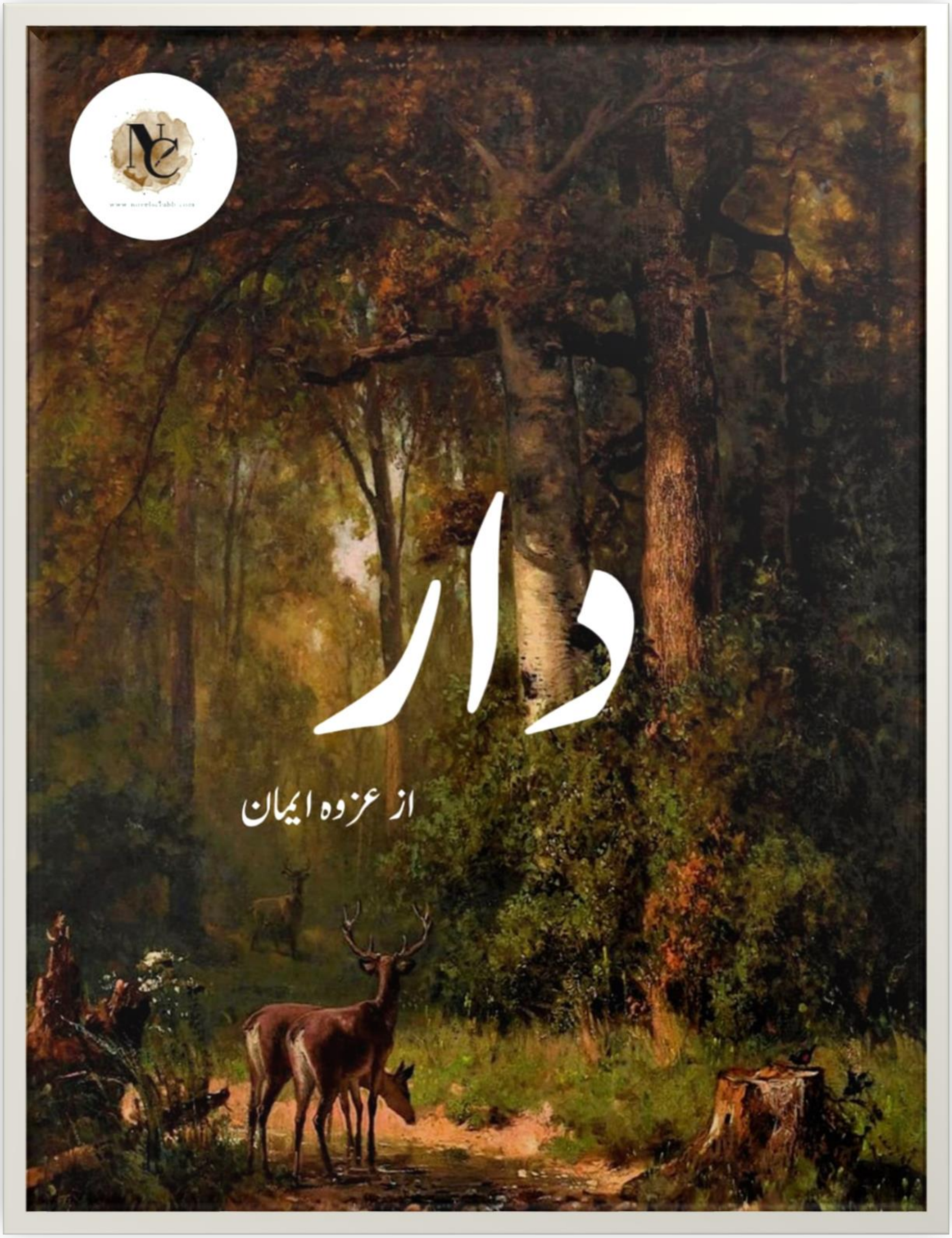

السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری، ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

WWW.NOVELSCLUBB.COM

دار

از عزوہ ایمان

کیا کبھی کسی کی محبت نے اسے تباہ کیا ہے؟

تم کہو شاید نہیں.

مگر کیا میں تمہیں ایسی کہانی سناؤں جس میں کسی کی محبت اسکے اپنے لیے ایک دار بن گئی، ایک پھندا بن گئی؟

www.novelsclubb.com

وہ دونوں ایک اونچی دیوار پر چڑھ رہے تھے۔

اس پر مختلف رنگ برنگے پتھر لگے ہوئے تھے تاکہ اس دیوار پر باآسانی چڑھا جاسکے۔

اگر اوپر سے نیچے دیکھو تو زمین پر ایک ٹریمپولین تھی تاکہ دیوار پر چڑھتے ہوئے گرنے والوں کو چوٹ سے بچایا جا سکے۔

"آج تو تم پکا ہارو گے اعاز جہانگیر!"

بھورے بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیے کوئی لڑکی چلائی تھی۔

"تمہارے خوابوں میں اریبہ سلطان!"

www.novelsclubb.com

اب کی بار گھرے بھورے بالوں والا لڑکا چلایا تھا۔

ان دونوں کے چہرے پسینے سے تر تھے۔

وہ بمشکل اوپر چڑھ رہے تھے۔

جب اچانک لڑکی نے ایک غلط پتھر پر پاؤں رکھ دیا۔

"اااااااا"

وہ چیختے ہوئے نیچے ٹریمپولین پر گری تھی۔

لڑکے نے اسکو گرتے دیکھ اپنا قہقہہ بالکل نا روکا تھا۔

"ہاہاہاہا!"

پھر وہ خود بھی نیچے گر گیا تھا۔

لڑکی رونی شکل بنائے ٹریمپولین سے اترنے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

لڑکا مسکراتے ہوئے اسکے پیچھے اترا تھا۔

"اچھا مجھ سے کیوں ناراض ہو رہی ہو؟"

لڑکے نے ہنستے ہوئے لڑکی سے پوچھا تھا۔

"تم کیوں ہنسے تھے مجھ پر؟"

لڑکی نے خفگی سے پوچھا تھا۔

"تم گری ہی اتنے فنی طریقے سے تھی بالکل منہ کے بل ہاہاہاہاہا!"

www.novelsclubb.com

لڑکا اب کی بار پھر ہنسنے لگا تھا۔

"اعاز جہانگیر! میں تمہارا خون پی جاؤں گی!"

لڑکی غصے میں غراتے اسکے پیچھے لپکی تھی۔

وہ لڑکا جو اعاز جہانگیر تھا۔

شہزادوں کی سی آن بان والا اعاز جہانگیر۔

"اچھا سوری! اریبہ! نہیں! بس!"

وہ بمشکل اس سے بچتے ہوئے بھاگا تھا۔

وہ جو لڑکی اریبہ سلطان تھی۔

www.novelsclubb.com

پھولوں جیسی شہزادی۔

وہ تیار ہو کر آئینے کے سامنے کھڑی تھی۔

اپنے آپ کو مختلف زاویوں سے دیکھتے اس نے زرا سا اپنا سانس اندر کو کھینچا۔

سناس روکے ہی اس نے ایک بار پھر خود کو شیشے میں دیکھا۔

پریشانی اسکی آنکھوں سے عیاں تھی۔

وہ سرخ سلیولیس میکسی میں ملبوس بے حد حسین لگ رہی تھی۔

"وفا حدید"

کسی کا بھی دل روکنے کی صلاحیت رکھنے والی۔

پھر وہ اپنے کمرے میں موجود الماری کی طرف بڑھی تھی اس میں موجود ویٹ مشین نکالتے وہ اس پر کھڑی ہوئی تھی۔

"44.5 kg"

www.novelsclubb.com

یہ ہندسے نظر آتے ہی اسکی جان میں جان آئی۔

اس نے فوراً ویٹ مشین اٹھا کر اپنی الماری میں رکھی اور کمرے کا دروازہ کھول دیا۔

اس کا عالیشان کمرا اسکے اسٹیٹس اور پیسے کی عکاسی کرتا تھا۔

کیا نہیں تھا اس کے پاس؟

سب کچھ ہی تو تھا سوائے دو چیزوں کے۔۔۔

"وفا بیٹا؟"

صباحدید اسکی ماں، اس کو پکارتے اندر داخل ہوئی تھیں۔

"ہوئی نہیں تیار؟"

www.novelsclubb.com

اپنی کلائی پر گھڑی باندھتے انہوں نے ایک نظر وفا کو بھی دیکھا تھا۔

وہ گریس فل سی خاتون تھیں، پچاس کا ہندسہ عبور کرنے کر باوجود وہ اتنی بڑی لگتی نہیں تھیں، بلکہ وہ اب بھی کافی حد تک جوان ہی لگتی تھیں۔

"کیسی لگ رہی ہوں میں ممی؟"

وفا نے ان سے پر جوش ہو کر پوچھا تھا۔

"بہت پیاری، بالکل سنو وائٹ جیسی."

اسکے بال سہلاتے وہ بولی تھیں۔وفا کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئ۔وفا حدید کو بچپن سے ہی سن نو وائٹ بہت پسند تھی اسی وجہ سے اسکی ممی اسکو آج تک پیار سے سنو وائٹ بلاتی تھیں۔

مگر پھر انکے ہاتھوں کی حرکت تھمی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن وفا۔۔۔۔"

انکی لیکن سنتے ہی وفا کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سکرین پر چلتی تصویریں آگے پیچھے کرتے وہ اپنی کلاس میں پریزینٹیشن دے رہا تھا۔

سب اسے دم سادھے سن رہے تھے۔

وہ تھا ہی اس قدر خوبرو۔

اسکا بولنا ایک سحر تاری کر دیتا تھا۔

وہ جو اعاز جہانگیر تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکے گروپ کا ٹاپک "eating disorders" تھا۔

پریزنٹیشن سب نے مل کر بنائ تھی لیکن بولنا صرف اعاز جہانگیر کا کام تھا۔

"تو ہم سب لفظ obsession سے واقف ہیں. obsession کیا ہے ؟ کسی چیز کو دیوانگی کی حد تک چاہنا۔۔۔"

وہ ایک پل کو رکا تھا۔

"جی نہیں میں عشق محبت کی بات نہیں کر رہا"

وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا اور پوری کلاس قہقہوں سے گونج اٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر ہم eating disorder term کو دیکھیں تو آپ کہہ سکتے ہیں یہ بیماری ایک obsession ہے۔۔۔ کھانے سے، کسی bodyshape سے وغیرہ وغیرہ۔

ہمارے ادھر صرف دو طرح کے disorders عام ہیں۔۔۔anorexia اور bulimia nervosa جبکہ اسکی چھ اقسام ہیں."

وہ ایک پل کے لیے سانس لینے کو رکا۔

"Eating disordes زیادہ تر فی میلز میں عام ہیں کیونکہ شاید ایک فی میل کے اندر under influence آنے کی زیادہ capacity ہوتی ہے"

بہت سی کلاس کی لڑکیوں نے برا سامنہ بنایا تھا۔

www.novelsclubb.com

سچ کڑوا جو ہوتا ہے.

اس نے اپنے سامنے موجود پروفیسر کے ڈیسک سے بورڈ مارکر اٹھالیا اور اسکو اپنی انگلیوں میں ایک مخصوص انداز میں گھمانے لگا۔

"Anorexia میں پیشنٹ کچھ بھی نہیں کھاتا وہ ایک lean body shape سے obsessed ہوتا ہے، جبکہ bulimia میں پیشنٹ بہت زیادہ کھاتا ہے اور جو بھی کھاتا ہے اس کو قے کر کے نکال دیتا ہے، حلق میں انگلی ڈال کر یا جیسے بھی، ایسا پیشنٹ بھی lean body shape سے obsessed ہوتا ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ کھانے سے بھی۔ اب آپ سب یہ پوچھ سکتے ہیں کہ اگر وہ قے نہ کرے اتنی ہی آبسیشن ہے کھانے سے تو؟"

اس نے سوالیہ انداز میں اپنی کلاس کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

"یہ ایک نفسیاتی مرض ہے پیشنٹ کا اپنے اوپر کوئی اختیار نہیں ہوتا۔۔۔اس کے main causes fixed نہیں کوئی child hood trauma یا کوئی اور مرض اس کی

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وجہ بن سکتا ہے۔ایسے لوگ عموماً laxatives کا بھی بے دریغ استعمال کرتے ہیں. وہ کسی طرح سے بھی چاہتے ہیں کہ انکا وزن controlled رہے، اسپیشلی anorexia میں پیشنٹ پانی پینے سے بھی انکاری ہوتا ہے۔ برے nutrition کی وجہ سے پیشنٹ میں

gastrointestinal، reproductive اور مزید psycological disorders بھی جنم لیتے ہیں۔ ضروری یہ بھی نہیں کہ اگر کوئی شدید lean ہو تب ہی اسکو disorder ہو۔ نہیں! یہ disorder دونوں صورتوں میں diagnose ہو سکتا ہے چاہے بندہ lean ہو یا obese. سب سے حیران کن بات یہ ہے کہ bulimia Nervosa کا پیشنٹ عموماً ویٹ لوز نہیں کرتا ایسا اس لیے ہے کیونکہ آیک شخص قے کر کے صرف اپنا بیس فیصد کھانا ہی نکال سکتا ہے جس میں زیادہ تر electrolytes اور پانی شامل ہوتا ہے۔۔۔ تو آپ سب سوچ رہے ہیں اسکا حل کیا ہو گا؟"

www.novelsclubb.com

اس نے سوالیہ آبرو اچکاتے کلاس سے پوچھا۔

"اسکا درحقیقت کوئی حل نہیں۔۔۔اسکو کنٹرول کیا جاسکتا ہے therapy کے زریعے ۔۔۔لیکن زندگی میں کبھی بھی پیشنٹ relapse کا شکار ہو سکتا ہے کسی بھی trigger کی وجہ سے،اب یہ trigger اس کے لیے کسی کا رویہ، کسی کے الفاظ یا اپنا کوئی بھی فعل ہو سکتا ہے"

پریزنٹیشن کا اختتام ہو چکا تھا۔

پوری کلاس تالیوں سے گونج اٹھی تھی اور وہ داد وصول کرتے اپنے باقی گروپ میمبرز کی طرف چل پڑا۔

پروفیسر نے اسکی پیٹھ تھپکتے اسکو شاباشی دی۔

www.novelsclubb.com

وہ بولتا واقعی ہی بہت اچھا تھا۔

اور یہی چیز اسکے روشن مستقبل کی ضامن تھی۔

ایک اچھے ماہر نفسیات کو صرف دو کام اچھے آتے ہیں ایک بولنا اور دوسرا سننا۔

اعاز جہانگیر ان دونوں کاموں میں ماہر تھا۔

وہ اپنے کھانے کی پلیٹ میں چمچ چلاتے کسی سے بات کر رہی تھی۔

کوئ اسکو نا بھی پکارتا تب بھی وہ بحث میں حصہ لیتی۔

کھانے میں بس چمچ چلاتے، وہ جب کبھی نوالا اپنے منہ کے قریب لے کر جاتی کوئ نا کوئ اس کو بلا لیتا اور وہ بھرا ہوا چمچ واپس پلیٹ میں رکھ دیتی۔

www.novelsclubb.com

وفا حدید اس محفل کی سب سے خوبصورت لڑکی سوسائٹی کے beauty standards کا خانہ پر کرتی تھئ۔

گوری دمکتی رنگت، کالے سیدھے سلکی بال جو اس نے مانگ نکال کر کھلے چھوڑے ہوئے تھے، بڑی بڑی ہیزل آنکھیں۔ ہلکے سے میک اپ نے اسکے چہرے کو چار چاند لگا دیے تھے۔

جہاں وہ سب کی نگاہوں کا مرکز بنی بیٹھی تھی وہاں کوئ اور بھی تھا جو اسکو بہت دیر سے نوٹ کر رہا تھا۔

اسکی ہر ایک حرکت کا ملاحظہ کر رہا تھا۔

وفا کے ساتھ بیٹھی لڑکی ایکسکیوز کرتے اس کے پاس سے اٹھ گئ شاید اسکو کہیں جانا تھا۔

اسکے جاتے ہی وفا ادھر ادھر بیزاری سے دیکھنے لگ گئ کھانا اب بھی ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کھانا کیوں نہیں کھا رہیں آپ؟"

کوئ اچانک دھپ کر کے اسکے ساتھ بیٹھا تھااور سوال اس قدر غیر متوقع تھا کہ وفا کا ہاتھ باقاعدہ اپنے دل پر گیا تھا۔

پھر آبرو اچکاتے اس شخص کو دیکھا تھا جیسے پوچھنا چاہ رہی ہو کہ تم کون سی بلا ہو؟

"میں دیکھ رہا تھا آپکی گیم۔۔۔اچھا کوور کر رہی ہیں آپ"

وہ مزے سے بولا تھا۔

"کیا مطلب؟"

www.novelsclubb.com

اب کی بار وفا گڑبڑائ تھی۔

"اعاز جہانگیر"

اس نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

وفا نے مشکوک انداز میں اسکے ہاتھ کو تھام لیا۔

"کٹ مارکس بھی ہیں انگلیوں پر"

کتنی تیز نظریں تھیں اسکی۔

وفا نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔

www.novelsclubb.com

"تم یہ کیا کر رہے ہو؟!"

وہ دباد باسا غرائی تھی۔

"Diagnosis"

یک لفظی جواب اطمینان سے دیا گیا تھا۔

"اووووتو تم کوئی سنکی ڈاکٹر ہو؟ میری اجازت کے بغیر تم میرا diagnosis نہیں کر سکتے!"

طنزیہ انداز میں کہتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"Eating disorder" ہے آپکو"

www.novelsclubb.com

وہ پوچھ نہیں رہا تھا بتا رہا تھا۔

ایک پل کے لیے وفا کا چہرا تاریک ہوا اور پھر وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتی وہاں سے چلی گئ۔

"Oops!"

خود سے کہتے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اعاز جہانگیر کو اس پارٹی میں کوئ دلچسپی نہیں تھی۔

اسکو لوگوں میں دلچسپی تھی۔

www.novelsclubb.com

انکی نفسیات میں۔

اب اسکا واحد تفریح کا سامان بھی یہاں سے جا چکا تھا تو اسکا اس پارٹی میں کیا کام؟

اپنے ڈیڈ سے ایکسکیوز کرتے وہ بھی وہاں سے نکل گیا۔

وہ باتھ روم میں موجود شیشے کے سامنے کھڑی گہرے سانس لے رہی تھی۔

اسکا چہرا سرخ ہو رہا تھا اور آنکھیں پانی سے بھری ہوئ تھیں۔

"Has it become that obvious?"

اس نے خود سے سوال کیا۔

"وہ کیسے پہچان گیا مجھے میں تو۔۔۔"

www.novelsclubb.com

اس کو یاد تھا۔۔۔

وہ پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی تا کہ سب کو لگے وہ کھانا کھا رہی ہے۔

وہ سب سے باتیں کر رہی تھی تاکہ سب کو لگے وہ کھانا انجوائے کر رہی ہے۔

وہ نوالہ منہ تک لے کر جاتے جاتے چھوڑ دیتی تھی تاکہ سب کو دھوکہ دے سکے۔

(اسکی انگلیوں پر کٹ مارکس کیوں تھے؟

Bulimia Nervosa میں کوئی انسان جب حلق میں انگلی ڈال کر قے کرتا ہے تو معدے میں موجود کنسنٹریٹڈ تیزاب بھی اس قے میں باہر آتا ہے جس وجہ سے انگلیاں اس طرح سے زخمی ہو جاتی ہیں۔)

تاکہ کوئی وفا حدید کو جج نا کر سکے۔

اس کو کچھ دیر پہلے کا واقعہ بھی یاد تھا۔۔۔

www.novelsclubb.com

"کیسی لگ رہی ہوں میں ممی؟"

وفا نے ان سے پرجوش ہو کر پوچھا تھا

۔

""بہت پیاری، بالکل سنو وائٹ جیسی۔"

وہ اسکا ماتھا چومتے بولی تھیں۔

"لیکن وفا۔۔۔۔"

انکی لیکن سنتے ہی وفا کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

"لیکن یہ ڈریس تمہیں تھوڑا تنگ نہیں ہے یہاں سے ؟"

www.novelsclubb.com

وہ اسکے بازؤں کی طرف اشارہ کرتے بولی تھیں۔

وفا نے فوراًاپنے بازؤں کی طرف دیکھا تھا اور پھر شیشے میں اپنا عکس۔

اسکے بازو واقعی بہت موٹے لگ رہے تھے۔

یا اس کو لگ رہے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا ممی۔۔۔میں بہت بری لگ رہی ہوں"

اور وفا حدید کا یہی ایک مسئلہ تھا وہ پرفیکٹ دکھنا چاہتی تھی۔

"چلو اٹس اوکے ابھی تو پہن لیا ہے تم نے۔کوئی ڈائٹ کر لو keto وغیرہ"

www.novelsclubb.com

عام سے انداز میں کہتے وہ مڑ گئی تھیں۔

وفا کا وجود وہیں کھڑا بے چینی کا شکار رہا تھا۔

وہ ایک بار پھر اپنے عکس کو مختلف زاویوں سے دیکھنے لگی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا میں تمہیں اعاز جہانگیر کی پریزینٹیشن یاد دلاؤں؟

وفا حدید کا trigger۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ ایک شاندار آفس تھا۔

گرے اور وائٹ کی تھیم میں بنایا گیا۔

وہاں موجود صوفہ سیٹ بھی گرے تھا۔

جبکہ ٹیبل اور ریوالونگ چیئر سفید۔

دو نفوس اس میز پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔

ایک کے تاثرات سخت جبکہ دوسرا بیزار۔

www.novelsclubb.com

"کل کیوں گئے تھے تم پارٹی سے جلدی؟۔۔۔ جانتے ہو نا میں وہاں تمہیں اپنے سرکل میں انٹروڈیوس کروانے والا تھا؟!"

یہ وہاب جہانگیر کی دہاڑ تھی جو کہ اعاز جہانگیر کے والد اور "جہانگیر انٹرپرائزز" کے سی۔ای۔او تھے۔

"کیا ہو گیا ہے ڈیڈ؟۔۔۔آپ جانتے بھی تو ہیں یہ میری فیلڈ نہیں۔۔۔میرا لاسٹ ائیر چل رہا ہے اسکے بعد میں اپنا کلینک کھول لوں گا"

ناک سے مکھی اڑانے والا انداز۔

وہ بلیک سویٹ شرٹ اور خاکی پینٹ میں ملبوس نوجوان اپنے باپ کی ناک میں دم کرنے کے فن سے بخوبی آگاہ تھا۔

اسکی گہری بھوری آنکھیں وہاب جہانگیر پر ہی گئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

ماتھے پر گرتے گہرے بھورے بال، ہلکی بڑھی شیواور کسرتی جسامت سمیت وہ بے حد ہینڈسم نوجوان تھا۔

" تئیس سال سے ایک کھوتا پال رہاہوں میں ! بے وقوف ! میری کمپنی کا کیاہو گا؟ !"

وہاب جہانگیر آبکی بار غصے میں دہاڑے تھے اوراعاز جہانگیر نے بے اختیار کانوں میں انگلیاں ٹھونسی تھیں۔

"اس طرح چیخنے چلانے سے مجھے تو کچھ نہیں ہو گا بس آپ نے جلدی اوپر پہنچ جانا" اعاز مزے سے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور تم نے اب اگر انکل سے بد تمیزی کی تو وہ تمہارے حصے کی جائداد میرے نام کر دیں گے"

وہ دروازے پر کھڑی نا جانے کب سے ان باپ بیٹے کو سن رہی تھی۔

اعاز نے پیچھے مڑ کر اسکو دیکھا اور پھر آنکھیں گھماتے واپس اپنے باپ کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"آ گئی میرے ڈیڈ کی چمچی"

گوری رنگت، متناسب سراپا، شولڈر کٹ بال جن میں ویو بھی پڑتا تھا اور ہلکی بھوری آنکھوں والی وہ اریبہ سلطان تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے مسکراتے ہوئے اعاز کی بات سنی تھی۔

اور اسکے مسکرانے کی خاص بات پتا ہے کیا تھی؟

جب وہ مسکراتی تھی تو اسکی آنکھیں اسکا ساتھ دیتی تھیں۔

ایک مکمل اور خوبصورت مسکراہٹ۔

وہ وائٹ ڈریس شرٹ اور بلیو بوٹ کٹ پینٹ میں ملبوس تھی۔

"ارے اریبہ بیٹا آؤ نا اندر آؤ"

وہاب جہانگیر اریبہ کو دیکھتے نہایت

خوش ہوئے تھے۔

وہ وہاب جہانگیر سے مل کر اعاز کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیسی جا رہی ہے بیٹا تمہاری پڑھائی؟"

انہوں نے نہایت خوش ہوتے ہوئے پوچھا تھا۔

اعاز نے ایک بار پھر آنکھیں گھمائیں تھیں کیونکہ اب وہ جانتا تھا کہ آگے کیا ہو گا۔

"بہت اچھی انکل بس لیکن سی۔اے(chartered accountancy)بہت مشکل ہے"

وہ شائستگی سے انہیں جواب دینے لگی۔

"تم فکر نا کرو بیٹا جیسے ہی تمہاری ڈگری پوری ہو انٹرنشپ کے لیے میری کمپنی آنا۔۔۔یہ نالائق تو پتا نہیں کیا نفسیات پڑھ رہا ہے اس سے اچھا تھا ڈاکٹر بن جاتا"

وہاب جہانگیر نے پہلی بات نہایت اشتیاق سے اور آخری بات نہایت جل کر کہی۔

اب تو اریبہ بھی جانتی تھی کہ آگے کیا ہوگا۔

اس نے ڈرتے ڈرتے اعاز کی طرف دیکھا، وہ پر سکون تھا۔

اور اسی بات نے اریبہ کا سکون غارت کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز اس ڈاکٹر انجینئیر complex سے نکل آئیں۔۔۔ یہ میری زندگی ہے، میں یہ پڑھ رہا ہوں کیونکہ یہ میرا passion ہے، اریبہ سی۔اے کر رہی ہے کیونکہ وہ اسکا passion ہے۔۔۔ شکر کریں میں صرف نفسیات پڑھ رہا ہوں خود برے کریئر چوائس کی وجہ سے نفسیاتی نہیں ہو گیا۔"

اس نے آرام سے اپنی بات کہی اور پھر اٹھ کھڑا ہوا ساتھ میں ایک خفا نظر اریبہ پر وہ ڈالنا نہیں بھولا تھا۔

وہاب جہانگیر کی تو سر پر لگی تلوؤں پر بجی۔

وہ غصے میں اعاز کو پیچھے سے پکارتے رہے لیکن وہ بھی ٹھیک ٹھاک ڈھیٹ واقع ہوا تھا۔

اریبہ "میں دیکھتی ہوں" کہہ کر اعاز کے پیچھے دوڑی تھی۔اس کی تو جان پر بن گئی تھی۔

ساری دنیا اریبہ سے ناراض ہو جائے اریبہ سلطان ان پر لعنت بھی نا بھیجے لیکن اگر ایک یہ شخص اس سے ناراض ہو جائے تو اسکو اپنا دم گھٹتا محسوس ہونے لگتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اعاز!"

وہ دوڑ رہی تھی اور وہ نہیں رک رہا تھا۔

"اعاز یار میری بات تو سنو!"

وہ لفٹ میں سوار ہوتے ہی بٹن پریس کر چکا تھا جب اریبہ فوراً دوڑتے ہوئے اندر داخل ہوئی۔

"کتنا۔۔۔۔ کتنا بھاگنا پڑتا ہے مجھے تمہارے پیچھے اعاز"

www.novelsclubb.com

وہ بمشکل اپنے سانس پر قابو پاتے بولی تھی۔

"تو کیوں بھاگتی ہو؟"

کیا شان بے نیازی تھی۔

"کیونکہ۔۔۔"

وہ بمشکل اسکی آنکھوں میں دیکھتے کچھ بولنے لگی تھی۔

شاید دل کا راز افشاں۔

اعاز نے ایک آبرو آچکا کر اسکو دیکھا۔

"کیونکہ میں تمہاری بیسٹ فرینڈ ہوں اور مجھے تمہاری پرواہے"

دل کا راز دل کے اندر ہی رہ گیا۔

وہ خود کو اسکے سامنے بے مول نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ جانتی تھی کہ اعاز جہانگیر کو اریبہ سلطان میں کوئی دلچسپی نہیں۔

www.novelsclubb.com

"رہنے دو تم صرف میرے ڈیڈ کی سگی ہو"

وہ چڑ کر بولا تھا۔

"اچھا نا پلیز سوری! انکل کی طرف سے میں سوری کرتی ہوں"

اس کے بازو کو پکڑتے وہ بولی تھی۔

"کافی پلانی پڑے گی"

وہ شاہانہ انداز میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ڈن۔۔۔ ممی بھی تم سے مل کر بہت خوش ہونگی"

وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

لفٹ سے نکلتے وہ دونوں اریبہ کی کار میں سوار ہو چکے تھے۔

کہیں دور دو آنکھوں نے یہ منظر نہایت نفرت سے دیکھا تھا۔

رات کے اس پہر ہر سو گہرے سناٹے کا راج تھا۔

سب لوگ خواب خرگوش کے مزے لوٹتے سو رہے تھے۔۔۔۔

اپنے مستقبل سے بے خبر، اپنے ماضی سے آزاد۔

کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں نے ترقی کرنی ہوتی ہے یا تو وہ صبح کے پانچ بجے اٹھتے ہیں یا پھر صبح کے پانچ بجے سوتے ہیں۔

وہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی اپنے سامنے پڑے رجسٹر پر کچھ لکھ رہی تھی۔

نمبرز۔۔۔

www.novelsclubb.com

اس کی خاصیت تھے۔

اریبہ سلطان نمبرز میں بہترین تھی۔

اسکی ہلکی بھوری آنکھیں شب بیداری کی عکاسی کر رہی تھیں۔

بالوں کا لوز جوڑا بنایا ہوا تھا جس سے چند آوارہ لٹیں نکل کر اسکے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

لیونڈر رنگ کے نائٹ سوٹ میں وہ بے حد تھکان زدہ لگ رہی تھی۔

ایک نظر اپنے کمرے میں لگی گھڑی پر ڈالتے اس نے اپنے ہاتھوں میں پکڑا پین چھوڑ دیا۔

"اففف"

اپنے پین پکڑنے والے ہاتھ کا اپنے دوسرے ہاتھ سے مساج کرتے اس نے سٹڈی چیئر کی پشت سے ٹیک لگالی۔

4:45

ڈیجیٹل گھڑی پر ہندسے واضح تھے۔

www.novelsclubb.com

پانچ بجنے میں صرف پندرہ منٹ رہتے تھے۔

کچھ ہفتوں بعد اسکے ایکزام تھے۔

لیکن اگر ایکزام نا ہوتے تب بھی وہ ایسے ہی پڑھتی تھی۔

وہ سب کچھ پلان کرتی تھی۔

ناکام ہونا اسکی ڈکشنری میں نہیں تھا۔

ناہی وہ آج تک کبھی ہاری تھی۔

لیکن۔۔۔۔

کوئی تھا جس سے وہ ہمیشہ ہار جاتی تھی۔

اور عنقریب شاید اسکو بھی ہارنے والی تھی۔

اعاز جہانگیر۔

وہ نصیب پر یقین نہیں رکھتی تھی، اسکی زندگی میں صرف struggle اور results تھے۔

www.novelsclubb.com

اسے صرف ایک چیز سے ہی ڈر لگتا تھا اور وہ تھا ناکامی۔

اب وہ کچھ دیر انسٹا گرام پر سکرول کرتے فجر کی آذان کا انتظار کرنے والی تھی جب اچانک اسکی کھڑکی پر ناک ہوا تھا۔

اسکا کمرا گھر کی اوپری منزل پر تھا لیکن وہ اتنا بھی اوپر نہیں تھا کہ وہاں کوئی چڑھ کر نا آسکے۔

آنکھیں گھماتے وہ اپنی کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی جانتی تھی کہ اس وقت کون ہو گا۔

پردے ہٹاتے اس نے کھڑکی کھول دی۔

اسکے کمرے کی کھڑکی ایک ٹیریس کی طرف کھلتی تھی۔

یہ اسکے گھر کا واحد کمرا تھا جہاں ٹیرس تھا اور اس نے اپنے والدین سے بہت ضد کر کے یہ کمرا لیا تھا ورنہ اسکی آرٹسٹ ممی "ردا سلطان" کا پورا ارادہ تھا کہ وہ اس کمرے کو اپنا سٹوڈیو بنائیں۔

ٹیریس کی باؤنڈری میں مختلف پھول سجائے گئے تھے اور ایک سفید جھولا بھی رکھا گیا تھا جس کو پھول دار بیل سے سجایا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اعاز جہانگیر"

اسکا نام خفگی سے لیتے وہ سینے پر ہاتھ باندھے اپنے کمرے سے ملحقہ ٹیرس میں نکل آئی تھی۔

"شکر ہے تم باہر نکل آئی ورنہ میں سوچ رہا تھا کہ یہ سب اکیلے ہی کھالوں"

اور وہ اعاز ہی کیا جس پر کسی بات کا اثر ہو جائے۔

مہرون ہوڈی اور گرے ٹراؤزر میں ملبوس وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ماتھے پر بکھرے بال اور گہری بھوری آنکھیں اپنے اندر مقناطیسی چمک رکھتی تھیں۔

اعاز نے فوراً اریبہ کا ہاتھ تھاما اور اسکو جھولے کی طرف لے گیا۔

www.novelsclubb.com

"اعاز تم اس وقت یہاں کیوں آئے ہو؟"

اسکے ساتھ چلتے ہوئے وہ خفگی سے بولی تھی لیکن جانتی تھی کہ وہ کیوں آیا تھا.

جھولے کے پاس پہنچتے ہی اس نے دیکھا کہ اسکی ایک سائیڈ پر بھرا ہوا شاپر پڑا تھا جس میں مختلف کھانے پینے کی چیزیں رکھی تھیں چپس چاکلیٹس وغیرہ۔

اعاز نے اسکی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا اور سارا سامان شاپر سے باہر نکالتے اس کو لیے جھولے پر بیٹھ گیا۔

وہ ایسا ہی تھا۔

جب اسکو پتا چلتا کہ اریبہ کے پیپرز قریب آچکے ہیں وہ فجر سے کچھ دیر پہلے اسکے گھر آتا اور اسکے ساتھ بیٹھ کر ڈھیر سارا جنک فوڈ کھاتا۔

وہ جانتا تھا اریبہ چھوٹی چھوٹی باتوں کا بہت سٹریس لیتی ہے اور وہ مانے یا نا مانے لیکن اعاز جہانگیر اریبہ سلطان کو پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ ہفتے میں دو تین دفعہ تو لازمی ہوتا تھا۔

"کتنا زیادہ پڑھتی ہو تم یار"

ایک چپس کا پیکٹ کھولتے اعاز بولا تھا۔

"تو کیا ناپڑھوں ؟"

اپنے چپس کے پیکٹ کو کھولتے وہ بے زار لہجے میں بولی تھی۔

"اپنے دماغ کو ریسٹ بھی تو دیا کرو۔۔ایسا نا ہو میری پہلی پیشنٹ تم ہی بن جاؤ"

اب کی بار اعاز مزے سے بولا تھا۔

"تو کیا تم مجھے نفسیاتی ہونے دو گے ؟"

www.novelsclubb.com

اپنے چہرے پر ڈھیروں معصومیت سموئے وہ بولی تھی۔

"بالکل میرا تو فائدہ ہو گا اس میں"

اسکے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں پڑا تھا۔

وہ جو کچھ ڈراماٹک سا سننے کے لیے تیار تھی اسکے اس جواب پر خفگی سے رخ موڑ کر بیٹھ گئ۔

لیکن وہ اعاز ہی کیا جو معاضرت کر لے۔

اریبہ بھی جانتی تھی کہ اس سے سوری کہلوانا نا ممکن ہے اسلیے واپس اپنے چپس کھانے لگ گئ۔

وہ ناشتے کے میز پر بیٹھی اپنی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی۔

"وفا بیٹا کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟"

www.novelsclubb.com

اپنے منہ میں کانٹے سے پوچڑا ایگ کا ٹکڑا اڈالتے ہوئے پوچھنے والے یہ "حدید خان" تھے۔

وہ بلیک ٹو پیس میں ملبوس تقریبا پچاس پلس عمر کے آدمی تھی، یقیناوہ آفس جانے کے لیے تیار تھے۔

انکی وفا حدید میں جان بستی تھی۔

انکے اس سوال پر جہاں وفا گڑبڑائ تھی وہاں کوئ اور بھی اپنا کھانے سے ہاتھ روک چکا تھا۔

"بابا۔۔۔وہ۔۔۔میں"

وفا سے کوئ جواب نہیں بن پایا۔

"حدید ڈئیر وفا ڈائٹ پر ہے"

سکون سے یہ جواب دینے والی صبا حدید تھیں۔

اب کی بار حدید خان نے اپنا کھانا روکتے ایک قہر برساتی نظر اپنی بیوی پر ڈالی۔

"وفا کیا تمہیں پھر relapse ہو رہا ہے؟"

www.novelsclubb.com

انہوں نے سنجیدگی سے اپنی بیٹی سے پوچھا تھا۔

"ن۔۔ نہیں بابا میں واقعی ڈائٹ پر ہوں"

بمشکل اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے اس نے جواب دیا تھا۔

"میرے دوست کا ایک بیٹا سائیکالوجی کے لاسٹ ائیر میں ہے۔۔۔ میں چاہتا ہوں تم اس سے ایک بار مل لو"

وہ ایک بار پھر اطمینان سے کہتے اپنا ناشتہ شروع کر چکے تھے۔

صباحدید مزید کچھ نہیں بولی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"بابا پلیز! میں مزید یہ سب نہیں کرنا چاہتی میں ٹھیک ہوں"

وفا دبے دبے غصے میں بولی تھی۔

"میں صرف چاہتا ہوں تم اس سے مل لو اور کچھ نہیں"

حدید خان کے اطمینان میں رتی برابر فرق نہیں آیا تھا۔

وفا نے ایک گہری سانس ہوا کے سپرد کی۔

"ٹھیک ہے جیسے آپکی مرضی"

وفا نے بمشکل مسکراتے ہوئے کہا تھا اور پھر ایکسکیوز کرتے ناشتے کے ٹیبل سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

www.novelsclubb.com

"آپ اسکے ساتھ زبردستی کیوں کرتے ہیں؟"

اب کی بار صبا حدید ملائم لہجے میں بولی تھیں۔

"کیونکہ میں اپنی اولاد کو تباہ ہوتے نہیں دیکھ سکتا"

وہ سنجیدگی سے بولتے ہوئے اپنے جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے، غالباً وہ آفس کے لیے لیٹ ہو رہے تھے۔

اب صبا حدید کھانے کی میز پر اکیلی بیٹھی رہ گئی تھیں اور انکے ذہن میں بے تحاشہ سوچیں بھٹک رہی تھیں۔

شاہانہ ڈائننگ روم میں انکے علاوہ کوئی نا تھا۔۔۔

وہ اکیلی تھیں۔۔۔

اپنی آنکھ میں ابھرتی نمی کو اندر دھکیلتے وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

انکو کسی پارٹی میں جانا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکی کلاس ختم ہو چکی تھی۔

اگلے دو ہفتوں بعد سے اسکے فائنل ائیر کے ایکزام شروع ہونے والے تھے۔

اپنے دوستوں سے باتیں کرتے وہ کیفیٹیریا کی طرف چلتا آرہا تھا جب اسکو وہ وہاں بیٹھی نظر آئی۔

بے حد حسین چہرے والی۔

شاید کسی نے اسکے چہرے کی رونق چھین لی تھی مگر پھر بھی وہ بے تحاشہ حسین تھی۔

"ہیلوووووو مس ڈسآرڈر"

اپنے دوستوں کو الوداع کرتے وہ اسکے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ چکا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ اسی سے ملنے آئی تھی۔

صبح ناشتے کے ٹیبل پر ڈیڈ نے اسکو بتایا تھا "وفا حدید" کا۔

www.novelsclubb.com

وفا نے ایک بار بھی نظریں اٹھا کر اسکو نہیں دیکھا۔

"اوکے مانا کہ ہماری پہلی ملاقات اچھی نہیں تھی لیکن وہ کافی دن پہلے کی بات ہے آج ایک نیا دن ہے، کیا میں ایک اور چانس ڈزرو نہیں کرتا؟"

نہایت معصومیت سے پوچھنے والا وہ تھا "اعاز جہانگیر"۔

پیارا لڑکا جسکی باتیں بھی اسکی طرح پیاری تھیں۔

اور یہ اسکا ہنر تھا۔

باتوں میں اس سے کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔

آج وفا نے ڈینم کا سلیویس جمپ سوٹ پہن رکھا تھا، بال آج بھی کھلے رکھے گئے تھے، ہلکے میک اپ نے اسکے چہرے کو چار چاند لگا دیے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے بابا سے میرے بارے میں بات کی تھی؟"

اب کی بار براہ راست اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر وفا نے سنجیدگی سے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں"

یک لفظی جواب۔

"تو آپ کیوں۔۔۔"

اسکو سمجھ نہیں آیا کہ وہ اس سے کیا کہے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کے بابا نے میرے ڈیڈ سے بات کی تھی"

سنجیدگی سے جواب دیا گیا تھا۔

"لیکن مجھے آپ سے بات نہیں کرنی آپ میرے بابا کو منع کر دیں"

وہ بے بسی سے بولی تھی۔

"لیکن مجھے تو کرنی ہے"

بے نیازی سے جواب دیا گیا تھا۔

وفا نے فوراً اپنا بیگ اٹھایا تھا اور وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ ڈیڈ سے کہے گی کہ یہ لڑکا بد تمیز ہے اسکو کچھ نہیں پتا۔

ہاں ٹھیک ہے ڈیڈ سمجھ جائیں گے۔

www.novelsclubb.com

"اگر آپ یہ سمجھ رہی ہیں کہ آپ آپنے ڈیڈ کے سامنے میرے خلاف باتیں کریں گی اور انکے پوچھنے پر میں انکو سچ نہیں بتاؤں گا تو یہ آپکی بھول ہے مس ڈس آرڈر"

اعاز نے وہیں سے بیٹھے بیٹھے ہانک لگائی تھی۔

"کیوں پیچھے پڑ گئے ہو میرے تم؟"

وہ اب سیدھا آپ سے تم پر آئ تھی۔

"مفت میں تو میں کچھ نہیں کرتا پھر آپ سوچ لیں"

بے نیازی سے پھر سے جواب آیا تھا۔

"تو ٹھیک ہے مجھے قائل کرو"

www.novelsclubb.com

اب کی بار وفا استھزائیا انداز میں کہتے اسکے سامنے بیٹھی تھی۔

اور وفا جہانگیر کو اسکے باپ کے علاوہ کوئ قائل نہیں کر سکتا تھا۔

"میں کیوں کروں گا قائل آپکو؟"

بے نیازی سے جواب آیا تھا۔

اب کی بار وفا غصے سے پیر پٹختے اٹھی تھی۔

"اوو گوچی کا بیگ ہے"

ایک بار پھر وفا پیچھے مڑنے پر مجبور ہو چکی تھی۔

اعاز اپنے ہاتھوں میں اسکا بیگ پکڑے اسکا معائنہ کر رہا تھا۔

"میرا بیگ واپس کرو"

www.novelsclubb.com

وہ غصے سے سرخ ہوتے بولی تھی۔

اعاز نے اپنی جگہ سے اٹھتے اسے اسکا بیگ تھمایا تھا۔

"ہماری زندگی پر ہم سے زیادہ ہم سے محبت کرنے والوں کا حق ہے"

گھمبیر لہجے میں کہتے وہ وفا کو سن کر چکا تھا اور پھر فوراً مڑ گیا۔ جانتا تھا کہ اب کیا ہو گا۔

"ایک، دو، تین۔۔۔"

دل میں گنتی کرتے وہ قدم اٹھاتا رہا تھا۔

"ٹھیک ہے میں یہ اپنے بابا اور ممی کے لیے کروں گی لیکن تم میری مدد کیسے کر سکتے ہو؟

تمہاری تو پڑھائی بھی مکمل نہیں"

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

اعاز جہانگیر مڑا تھا۔

آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

"تم یہ سب کیوں کرنا چاہتے ہو اعاز؟"

اب کی بار وہ کنفیوزڈ سی بولی تھی۔

"دل چاہ رہا ہے".

نہایت معصومانہ لہجے میں کہتے وہ ایک بار پھر وفا کو تپا چکا تھا۔

وفا اثبات میں سر ہلاتے مڑ گئ تھی۔

"اس کارٹون کو برداشت کرنا میرے بس کی بات نہیں لیکن بابا اور ممی کی خاطر میں یہ کروں گی"

www.novelsclubb.com

خود سے بولتے وہ اپنی گاڑی کی طرف چل پڑی تھی۔

"تم ملے اس سے؟"

وہ اپنے بیڈ پر لیٹا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا جب وہاب جہانگیر اسکے کمرے کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے تھے۔

بکھرے بال ماتھے پر بے نیازی سے گر رہے تھے، گہری بھوری ذہین آنکھیں کتاب پر مرکوز تھیں۔

"جی لگ گئی سفارش"

وہاب جہانگیر اپنے نائٹ سوٹ میں ملبوس تھے غالباً وہ سونے سے پہلے اسکے کمرے میں آئے تھے۔

"سفارش نہیں تھی اعازوہ اچھی لڑکی ہے بس اسکے کچھ مسائل ہیں اور وہ انکو اکیلے نہیں سلجھا سکتی اسکو ایک دوست کی ضرورت ہے"

وہاب تکان زدہ لہجے میں کہتے اس کے پاس بیڈ پر آ بیٹھے تھے۔

اعاز کتاب چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"اور پھر بھی آپ میرے پروفیشن کو پسند نہیں کرتے"

وہ سنجیدہ لہجے میں بولا تھا۔

"اب پلیز پھر لڑنے مت لگ جایئے گا آپ دونوں"

عمیرہ جہانگیر ہاتھوں میں ٹرے پکڑے داخل ہوئ تھیں۔

نہایت گریس فل خاتون غالباً وہ اعاز کی ماں تھیں۔

ٹرے میں موجود چائے دونوں کو پیش کرتے وہ اعاز کے ماتھے پر بوسہ دیتے اسکے پاس بیٹھی تھیں۔

اعاز نے انکی گود میں اپنا سر رکھ لیا اور وہ اسکے بالوں میں اپنی انگلیاں چلانے لگ گئیں۔

www.novelsclubb.com

"کتنا کمزور ہو گیا ہے میرا بچہ وہاب آپ اس سے اتنی سختی سے پیش آتے ہیں"

انکے لہجے میں ممتا بولتی تھی۔

اعاز بھی معصومیت کے تمام رکارڈ توڑتے انکی گود میں سر رکھے آنکھیں موند چکا تھا۔

"لو ہو گیا شروع میلوڈرامہ "

وہاب جہانگیر نے بے زاری سے آنکھیں گھمائیں تھیں۔

"سارا پیار بھائی کو ہی دے دیں گے آپ ؟میں سوتیلی ہوں کیا؟"

www.novelsclubb.com

منہ پھلائے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیے وہ اپنی ماں کی پرتو تھی۔

زویا جہانگیر۔

اعاز جہانگیر کی چھوٹی بہن۔

پنک نائٹ سوٹ میں ملبوس، گہری بھوری آنکھوں والی معصوم لڑکی انیس برس کی تھی اور سیکنڈ ائیر بی ڈی ایس کی طالب علم تھی۔

"بھئی میرا سارا پیار تو میری بیٹی کے لیے ہے"

وہاب جہانگیر نے اپنے بازو پھیلائے تھے۔

زویا آنکھوں میں بچوں کی سی خوشی سموئے اپنے ڈیڈ کے گلے لگی تھی۔

"اب اس میلوڈرامہ کو میں کیا نام دوں؟"

اعاز آنکھیں بند کیے ہی اونچی آواز میں بڑبڑایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی آپ چپ کریں۔۔۔آپ نے بھی تو میری ممی پر قبضہ کیا ہوا ہے"

وہ مصنوعی غصے سے بولی تھی۔

"چپ کرو بھئی میرے بیٹے کو کچھ مت کہو"

عمیرہ جہانگیر نے مصنوعی خفگی سے کہتے زویا کے سر پر چپت لگائی تھی۔

"ڈیڈا نہیں دیکھیں!"

وہ اپنی بڑی بڑی آنکھوں میں آنسو بھرتے اپنے ڈیڈ سے بولی تھی۔

اب شروع ہو چکی تھی "جہانگیر ہاؤس" میں نا ختم ہونے والی بحث۔

----

www.novelsclubb.com

اپنے فون کا کیمرا سیٹ کرتے اس نے ایک طائرانہ نگاہ اپنے سٹوڈیو میں دوڑائی تھی۔

"پرفیکٹ"

سٹوڈیو لائٹس، اس کا سیٹ سب بہترین تھا۔

نیوی بلیو ٹی شرٹ اور سکائی بلیو جینز میں ملبوس وہ اپنے شولڈر کٹ بالوں کی چھوٹی سی پونی بنائے، نیلی سحر زدہ کر دینے والی آنکھوں اور گوری رنگت والا وہ "تیمور ڈار" تھا۔

ہاتھوں میں مختلف بریسلٹس اور گلے میں سلور چین پہنے وہ کہیں سے بھی شریف نہیں لگ رہا تھا۔

فون پر ایک بٹن پریس کرتے ہی اسکے سٹوڈیو میں میوزک گونجا تھا۔

وہ میوزک کی دھن پر رقص کرنے لگا۔

جدید ڈانس، جیسے ہپ ہاپ۔

آپ سب کہہ سکتے ہیں کہ "تیمور ڈار" ایک ٹک ٹاکر اور انسٹا گرامر تھا۔

ان دونوں سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر اسکے لاکھوں فالوورز تھے۔

www.novelsclubb.com

لڑکیاں تو کیا لڑکے بھی اسکے دیوانے تھے۔

میوزک بند ہوتے ہی اس نے بھی اپنا ڈانس روک دیا۔

موبائل پر کچھ بٹن پریس کرتے اس نے غالباً اپنا ڈانس ٹک ٹاک پر پوسٹ کیا تھا۔

اسکے چہرے پر کافی دانے تھے جیسے عموماً تین ایجر لڑکوں کے چہرے پر آجاتے ہیں، اسکی شیو کافی بڑھی ہوئی تھی، غالباً چھوٹی سی داڑھی رکھنے کی کوشش کی ہو۔

اس داڑھی میں بھی مختلف کٹس لگا کر ڈیزائن بنایا گیا تھا۔

کہا جاسکتا ہے کہ "تیمور ڈار" نے کول لگنے کی بھرپور کوشش کی تھی اور وہ اس میں کتنا کامیاب تھا؟ یہ تو آپ اسکے انسٹا اور ٹک ٹاک کے فالوورز کی تعداد سے بتا سکتے ہیں۔

پڑھائی میں اسکا کوئی دل نہیں لگتا تھا لیکن وہ اپنے ڈیڈ کی اکلوتی اولاد تھا۔

ایم این اے "مشتاق ڈار" کی اکلوتی اولاد، جس وجہ سے وہ ایک مشہور نجی یونیورسٹی سے ایم اے پولیٹیکل سائنسز کر رہا تھا۔

یو نو ناپیسہ بولتا ہے۔

بچپن میں ہی اسکی مام کی ڈیتھ ہو چکی تھی اور اسکے ڈیڈ کے بعد تب سے اب تک کام کے علاوہ اس سے کوئی بات نہیں کرنی ہوتی تھی۔ خیر فرق تو تیمور عرف ٹمی کو بھی نہیں پڑتا تھا، اسکے پاس وقت گزاری کے لیے اور "سامان" موجود تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ اب اپنے سٹوڈیو میں موجود بین بیگ پر جا کر بیٹھ گیا تھا۔

وہ ایک انفلوا ینسر تھا۔

لائیکس اور کامینٹس کا بھوکا.

اب وہ انہی کا انتظار کر رہا تھا۔

اپنا ڈی ایم کھول کر اب وہ پی آر پیکجز کی ریکوئسٹس چیک کر رہا تھا اور ساتھ ساتھ اپنے

"فینز" کو بھی ریپلائے کر رہا تھا۔

ڈی ایم بے زاری سے سکرول کرتے اسکی نیلی آنکھیں یکدم چمکیں۔

اسکی انگلیاں ایک چیٹ پر تھم گئیں۔

کوئی لڑکی تھی۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

کوئی نیا شکار تھا۔۔۔۔

وہ تیزی سے سیڑھیاں اترتے ناشتے کے میز تک آئی تھی۔

"مارننگ مما! مارننگ بابا!"

اپنے والدین کے گالوں پر بوسہ دیتے وہ ایک کرسی گھسیٹ کر انکے ساتھ بیٹھ چکی تھی۔

سفید بوٹ کٹ پینٹ اور بلیک بیگی طرز کی شرٹ کو پہنے وہ "اریبہ سلطان" تھی۔

شولڈر کٹ بال کیچر میں مقید تھے۔

رات دیر تک جاگ کر پڑھنے کے باوجود وہ ہلکے میک اپ کے ساتھ یونیورسٹی جانے کے لیے بلکل فریش لگ رہی تھی۔

"مارننگ بیٹے"

"طلحہ سلطان" نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اریبہ آج اگر تم نے یہ ناشتہ نا ختم کیا تو میں نے تمہارا حشر کر کے رکھ دینا ہے!"

غصے سے اپنی بیٹی کو ڈپٹنے والی وہ "ردا سلطان" تھیں۔

انہوں نے خفا سا چہرا بنائے اریبہ کے سامنے دودھ کا گلاس اور سینڈوچ رکھا تھا۔

"Really mama?"

آبرو اچکاتے ان سے پوچھا تھا۔

اس کا اشارہ دودھ کی طرف تھا کیونکہ اسکے مطابق اس عمر میں وہ دودھ پیتی اچھی تھوڑی نا لگے گی!

نہایت عجیب بات۔

"ہاں ہاں تم بچوں کے لیے یہ ناشتہ فضول ہو گا بڑے جو ہو گئے ہو، لیکن تمہیں کیا میں اس کے فوائد بتاؤں؟"

www.novelsclubb.com

ردا سلطان نے کہا تھا۔

"اچھا بھئی بیٹا میں تو ناشتہ کر چکا تم سنو اپنی ماں کی تقریر"

طلحہ سلطان شرارتی انداز میں کہتے میز سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے وہ جانتے تھے کہ اب پندرہ سے بیس منٹ انکی بیگم انکی بیٹی کو اچھا ناشتہ کرنے اور دودھ پینے کے فوائد سے آگاہ کرتی رہیں گی۔

"نہیں بابا پلیز آج مجھے آپ نے چھوڑنا ہے"

منت بھرے لہجے میں کہتے اس نے جلدی سے دودھ کا گلاس لبوں سے لگالیا تھا۔

"Okay I'm waiting come outside in 5"

www.novelsclubb.com

اپنی بیگم کے ماتھے پر بوسہ دے کر وہ اریبہ کو اشارہ کرتے باہر نکل چکے تھے۔

"یہ کیا بات ہوئی بھئی؟ آپ دونوں ایسے میرا مزاق اڑاتے ہیں"

ردا سلطان خفگی سے بولی تھیں۔

"میری اتنی مجال مما! لیکن میں ابھی لیٹ ہو رہی ہوں آ کر سنوں گی آپ کی باتیں"

ردا سلطان کے ماتھے کا بوسہ لیتے اس نے ایک سینڈوچ کا سلائس ہاتھ میں پکڑ لیا تھا اور فوراً باہر کو لپکی تھی۔

تو یہ تھی اریبہ سلطان کی فیملی!

بالکل مکمل!

اریبہ سلطان طلحہ سلطان اور ردا سلطان کی اکلوتی بیٹی تھی اور انکو اپنی جان سے زیادہ عزیز تھی۔

www.novelsclubb.com

طلحہ سلطان کا اپنا بزنس تھا جبکہ ردا آرٹسٹ تھیں۔

اللہ کا دیا سب کچھ تھا ان کے پاس اور وہ ایک اچھی زندگی بسر کر رہے تھے لیکن کون جانے وقت انکو کس نہج پر لا کھڑا کرنے والا تھا؟

"واپسی پر تمہارے لیے ڈرائیور بھیجوں؟"

وہ دونوں گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے جبکہ ڈرائیور گاڑی چلا کر رہا تھا۔

وہ غائب دماغی سے کھڑکی کے باہر دیکھ رہی تھی، طلحہ سلطان کے پکارنے پر چونکی لیکن پھر کچھ سنبھل کر جواب دیا۔

"کیا؟... نہیں ڈرائیور مت بھیجیے گا میں اعاز کے ساتھ آجاؤں گی"

طلحہ سلطان نے سر ہلا دیا۔

وہ جانتے تھے کہ انکی بیٹی اعاز جہانگیر کے لیے کیا جزبات رکھتی تھی۔

لیکن انہوں نے اریبہ کے منہ سے کبھی کوئی اقرار نہیں سنا تھا(اریبہ ایسی باتیں صرف ردا سلطان سے کرتی تھی)ناہی اعاز نے کوئی پیش قدمی کی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہاب جہانگیر انکے بہت اچھے دوست اور بزنس پارٹنر تھے اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ انکی دوستی میں انکے بچوں کی وجہ سے کوئی دراڑ آئے۔

اریبہ کو اسکی یونیورسٹی چھوڑتے وہ اپنے آفس کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔

"obsessive compulsive disorder یہاں کسی کے لیے نئی ٹرم نہیں ہے۔آپ لوگ اپنے روزمرہ میں لوگوں سے سنتے ہونگے کہ انکو او۔سی۔ڈی ہے۔۔۔یہ عام الفاظ میں

Series of obsessions and convulsions

کو کہا جاتا ہے"

www.novelsclubb.com

پروفیسر طارق کی آواز پوری کلاس میں گونج رہی تھی۔

"اسکی چار اقسام ہیں:

Contamination/washing, doubt/

Checking,taboo, unacceptable thoughts.

ان میں سے سب سے کامن پہلی قسم ہے۔

لوگ ہاتھ دھونے سے آبسیسڈ ہوتے ہیں سیدھے الفاظ میں وہ جرمز سے خوفزدہ ہوتے ہیں"

وہ سمجھا رہے تھے اور کلاس میں موجود کچھ طلبہ پوائنٹس نوٹ کر رہے تھے، کچھ سو رہے تھے جبکہ کچھ باتوں میں مشغول تھے۔

www.novelsclubb.com

پروفیسر طارق ایک ادھیڑ عمر پروفیسر تھے، انکے سفید بال انکے تجربے کی عکاسی کرتے تھے، وہ پر شفیق اور بہترین انسان تھے۔ ان سے بات کرنا ہی انسان کو اتنا سکون دیتا تھا کہ اسکی روح تک سرشار ہو جاتی تھی۔ انکا لہجہ ہی اتنا نرم اور مٹھاس بھرا ہوتا تھا۔

اعاز جہانگیر بھی انکی ہر بات غور سے سنتے اپنے ریجسٹر پر نوٹ کر رہا تھا۔

آج اس نے براؤن کالر شرٹ کے ساتھ ڈارک بلیو جینز پہن رکھی تھی۔

گہری بھوری ذہانت سے بھرپور آنکھیں نہایت سنجیدہ تھیں جب یکدم اسکو اپنے اوپر کسی کی نظروں کی تپش محسوس ہوئ۔

اس نے فوراً پیچھے مڑ کر دیکھا۔

آنکھوں میں الجھن در آئ۔

یہ کافی دنوں سے اسکے ساتھ ہو رہا تھا۔

ناصرف یونیورسٹی میں بلکہ ہر جگہ جہاں وہ جاتا تھا۔

یوں لگتا تھا جیسے وہ ہر وقت کسی کی نظروں کے حصار میں ہے۔

www.novelsclubb.com

خیر یہ شاید اسکا وہم ہو۔

کندھے جھٹک کر خود کو نارمل کیا اور پھر لیکچر کی طرف متوجہ ہوا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کچھ دنوں پہلے اعاز جہانگیر اور انکے گروپ نے ایک پریزینٹیشن تیار کی تھی۔۔۔اعاز نے ایک بات کہی تھی شاید مزاق میں ہی۔۔۔کیا میں اس بات کی وضاحت کروں؟"

پروفیسر طارق نے اب کی بار براہ راست اعاز کی طرف دیکھ کر پوچھا تھا۔

اعاز اثبات میں سر ہلاتے تھوڑا سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

وہ انکا پسندیدہ سٹوڈنٹ تھا اور اعاز کے لیے بھی پروفیسر طارق اپنے باپ کی جگہ تھے.

"آپ نے کہا تھا کہ آبسیشن عشق معشوقی میں شمار نہیں ہوتا؟"

سوالیہ آبرو آچکا کر ایک بار پھر پوری کلاس سے پوچھا تھا۔

"اگر میں آپ سے کہوں او۔سی۔ڈی کی ایک قسم کو "limerence" کہا جاتا ہے اور یہ کسی انسان کی طرف آبسیشن ہوتی ہے جیسے کھانے کی طرف ہوتی ہے یا ایک پرٹکیولر باڈی شیپ کی طرف۔limerence کو ہم آج کل کی زبان میں "محبت" بھی کہتے

ہیں۔کچھ لوگ limerence اور او۔سی۔ڈی کو دو الگ الگ چیزیں سمجھتے ہیں اور یہ کچھ حد تک درست بھی ہے۔limerence کو ہم ایک طرح سے obsessive love disorder بھی کہہ سکتے ہیں"

اب کی بار ڈاکٹر طارق سانس لینے کو رکے تھے۔

پوری کلاس خاموش تھی۔

شاید یہ موضوع دلچسپ ہو رہا تھا۔

"اسی سب سے ہم ٹاکسک ریلیشنز اور involuntary dependence کی طرف بڑھتے ہیں، آپ کا دل چاہتا ہے کہ آپ جس سے محبت کرتے ہیں وہ صرف آپکے ساتھ رہے، آپ کے علاوہ کسی سے بات بھی نا کرے، آپ شدید پوزیسو ہو جاتے ہیں اور یہ سب کرنے کے لیے آپ کسی بھی حد تک جا سکتے ہیں۔آپ کی عادات، سوچیں اور جزبات سب متاثر ہوتے ہیں۔"

اس سے پہلے ڈاکٹر مزید کچھ کہتے بیل بج گئی۔

"اوکے پھر آج کے لیے اتنا ہی کافی بچوں۔۔۔امید کرتا ہوں آپ سب کی اپنے امتحانوں کے لیے اچھی تیاری ہو رہی ہو گی!"

اپنا سامان سمیٹتے وہ کلاس سے باہر نکل پڑے تھے جب انکو اعاز اپنے ساتھ ساتھ چلتا نظر آیا۔

"اچھا ہوا تم خود ہی آ گئے ورنہ میں تمہیں بلوانے والا تھا"

اعاز کو دیکھتے ہی پروفیسر طارق گویا ہوئے اور اپنے آفس آنے کا اشارہ کیا۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا اعاز کچھ دنوں سے تم مجھے گم صم لگ رہے ہو؟"

اپنی کرسی سنبھالتے وہ اعاز سے بولے تھے جو انکے مقابل موجود کرسی سنبھال چکا تھا۔

"کچھ نہیں پروفیسر"

وہ بدقت مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

لیکن کیا وہ بھول گیا تھا ڈاکٹر طارق کا تجربہ اعاز کی عمر سے بھی زیادہ ہے؟

"تم مجھ سے چھپانا چاہو تب بھی نہیں چھپا سکتے اعاز"

وہ پر شفیق لہجے میں بولے تھے۔

اعاز ایک گہرا سانس لے کر گویا ہوا۔

"کچھ دنوں سے۔۔۔ شاید یہ میرا وہم ہو۔۔۔ لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی مجھے مسلسل دیکھ رہا ہے، میری ہر حرکت پر نظر رکھ رہا ہے کوئی"

وہ پریشان لہجے میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"Paranoia?"

پروفیسر طارق نے سوالیہ آبرو آچکا کر اعاز سے پوچھا۔

"Sixth sense maybe"

اب کی بار اعاز کندھے اچکاتے بولا تھا۔

"Stalker?"

اب کی بار ڈاکٹر طارق نے ایک اور اندازہ لگایا تھا۔

www.novelsclubb.com

اعاز نے انکو حیران نظروں سے دیکھا تھا۔

وہ بالکل سنجیدہ نہیں لگ رہے تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں تو اسکو بلیم بھی نہیں کروں گا تم کافی ہینڈ سم ہو ینگ مین"

وہ سنجیدہ نداز میں بولے تھے جبکہ آنکھوں میں شرارت ہنوز موجود تھی۔

اب کی بار اعاز نے قہقہہ لگایا تھا۔

"پھر تو مجھے بچ کر رہنا چاہیے میری وجہ سے کسی کو آبسیسو لوڈ سارڈر نا ہو گیا ہو"

اعاز بھی ہنستے ہوئے بولا تھا ساتھ میں پروفیسر طارق بھی مسکرائے تھے۔

"چلو بچے اب میں چلتا ہوں میرے لیکچر کا ٹائم ہو رہا ہے"

وہ اپنے ہاتھوں میں پہنی گھڑی دیکھتے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

اعاز بھی انکے ساتھ کھڑا ہوا اور انکو سلام کرتے انکے آفس سے باہر نکل آیا۔

باہر نکلتے ہی اسکے کچھ دوستوں نے اسے جالیا تھا۔

وہ ابھی یونیورسٹی کے کیفے کی طرف بڑھ رہے تھے جب کسی نے اسکو پکارا۔

"اعاز جہانگیر!!!"

وہی حسین لڑکی۔

آج ڈینیم کی سکرٹ اور بے بی پنک سکن ٹائٹ ٹی شرٹ میں ملبوس تھی۔

ہلکا گلابی میک اپ کیے وہ خود بھی ایک گلاب ہی لگ رہی تھی۔

بالوں کو آج پھر کھلا چھوڑا ہوا تھا۔

"وفا حدید"

اپنے دوستوں کو الوداع کرتے وہ اسکی طرف آیا تھا۔

"اب آپ مجھے روز پک اینڈ ڈراپ کریں گی؟ ویسے یہ بھی سہی ہے اس مہنگائی کے دور میں"

سنجیدگی سے کہتے اس نے آخر میں کندھے آچکا دیے۔

"تم میرا ٹریٹمنٹ کب سٹارٹ کروگے ؟"

وفاشدید بدمزہ ہوئ تھی۔

"جب میرے بینک اکاؤنٹ کی طرف سے میسج موصول ہوگا کہ وفاحدید کی جانب سے مجھے پچاس ہزار روپے ٹرانسفر کیے گئے ہیں"

مزے سے بولتے وہ آگے چل پڑا تھا جب اسکے موبائل کی رنگ ٹون بجی۔

"اب ؟"

www.novelsclubb.com

پیچھے سے اسکو وفا کی آواز آئ۔

غالباًوہ پیسے ٹرانسفر کر چکی تھی۔

"چلیں آئیں۔۔۔بس اپنی گاڑی واپس بھجوادیں آپ میرے ساتھ جائیں گی"

آعاز کچھ قدم پیچھے ہوتے اسکے ساتھ چلنے لگ گیا تھا۔

وہ دونوں کافی دیر سے آعاز کی گاڑی میں بیٹھے کسی یونیسورسٹی کے باہر موجود تھے۔

"ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟"

وفا نے شدید بے زاری سے آعاز سے پوچھا تھا جو اپنے موبائل پر سکرولنگ کررہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری دوست کو پک کرنے"

آرام سے جواب دیتے اعاذ اپنے موبائل پر ہی لگا رہا۔

"لیکن کیوں؟ تم تو میری مدد کرنے والے تھے"

اب کی بار اعاز کی سکرول کرتی انگلیاں تھمی تھیں۔

"کیونکہ میرے فائنل ایکزامز میں ایک ہفتہ باقی ہے"

یہ کہتے ہی وہ واپس سکرول کرنے لگ۔ گیا تھا۔

"اس سے میرا کیا تعلق؟"

وفا اکتا ہی تو گئ تھی۔

"تو بی جب میں یہ ایکزام دوں گا تب ہی تو انٹرنشپ کروں گا اور اسکے بعد ہی تو کلینک کھولوں گا اور آپ کا ٹریٹمنٹ کروں گا"

اعاز اس سے زیادہ اکتائے لہجے میں بولا تھا۔

وفانے گھور کراسکو دیکھا تھا۔

"تو ابھی میرا وقت کیوں ضائع کر رہے ہو؟"

"ابھی تو میں صرف آپ سے دوستی کرنا چاہتا ہوں"

نہایت معصومیت سے جواب دیا گیا تھا۔

وفا اب کی بار کچھ اور کہنے لگی تھی جب اعاز نے فوراً ہاتھ کے اشارے سے اسکو بولنے سے روکا۔

www.novelsclubb.com

"بس!!! باقی باتیں بعد میں"

اکتائے ہوئے لہجے میں بولتے وہ واپس سکرول کرنے لگ گیا تھا۔

وفا غصے سے لال ہوتی اپنا چہرا موڑ چکی تھی۔

"کارٹون!!بندر!!!ہنہہ"

اونچی آواز میں بڑبڑایا گیا تھا جو کہ اعاز سن چکا تھا۔

لیکن اس سے پہلے وہ کچھ کہتا وہ اسکو آتی نظر آئ تھی۔

اریبہ سلطان۔

اسکی آنکھوں میں الجھن تھی۔

اعاز کے ساتھ گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر کوئ اور لڑکی بیٹھی ہوئ تھی۔

وہاں تو اریبہ بیٹھتی ہے!!

وہ تو اریبہ سلطان کی جگہ ہے!!

www.novelsclubb.com

اپنے تاثرات پر بمشکل قابو پاتے وہ بیک سیٹ کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئ تھی۔

اپنے ہاتھوں میں پکڑی کتابوں کو سائیڈ پر رکھتے اس نے سوالیہ انداز میں اعاز کو دیکھا تھا جو کہ فرنٹ مرر سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

"اریبہ۔۔۔وفا حدید!"

"وفا۔۔۔اریبہ سلطان میری سب سے اچھی دوست"

اس نے ان دونوں کا تعارف ایک دوسرے سے کروایا تھا۔

وفا نے مسکراتے ہوئے اریبہ سے ہاتھ ملایا تھا اور اریبہ!!

وہ تو مسکرا بھی نا سکی.

کیا کبھی کسی کو "فرینڈ زون" ہونا اتنا برا لگا ہوگا جتنا آج اریبہ سلطان کو لگا تھا؟

اعزاز اب گاڑی سٹارٹ کر چکا تھا۔

وہ اریبہ سے کچھ سوال پوچھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

جن کا وہ بمشکل مسکراتے ہوں ہاں میں جواب دیتی رہی۔

وفا جہانگیر نے پورا راستے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

لیکن آریبہ!!

اسکا دل چیخ رہا تھا۔۔۔

کیا اس سے کچھ چھن رہا تھا؟؟

وہ مسکراتے ہوئے ٹیکسٹ میسجز کا رپلائے کر رہی تھی۔

اسکی گہری بھوری آنکھوں کی چمک اس وقت کچھ اور ہی تھی۔

اپنے ایک ہاتھ کے ناخنوں کو اپنے دانتوں سے کترتے وہ مقابل کے رپلائے کا انتظار کر رہی تھی۔

"ٹوں" کی آواز پر وہ پر جوش ہو کر چیخی تھی۔

وہ اس سے بات کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تیمور ڈار" زویا حدید سے بات کرنا چاہتا تھا.

"افففففف"

اس نے بمشکل اپنی چیخ روکی تھی۔

پھر اپنے دل کی دھڑکنوں پر قابو پاتے ریپلائے کرنے لگی تھی جب اچانک ضمیر کی آواز ابھری۔۔۔

"کیا یہ سہی ہو گا؟"

اسکی ٹائپ کرتی انگلیاں ایک پل کو تھمی تھیں۔

"م۔۔میں صرف اسکی فین ہوں تھوڑی سی بات کرنے سے کیا ہو گا"

ضمیر کی آواز کو تھپک کر سلاتے وہ اس راستے پر چل پڑی تھی جس کی لذت ہی اس قدر ہے کہ ہر موڑ پر وہ بڑھتی جاتی ہے لیکن اختتام بے حد بھیانک۔

دور کہیں۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے بین بیگ پر بیٹھا اونچی آواز میں میوزک سن رہا تھا۔

میسج ٹون کی آواز ابھرتے اسکی نیلی آنکھوں کی چمک کچھ مزید بڑھ گئی تھی۔

وہ اسکو ابھی ریپلائے نہیں کرنے والا تھا۔

وہ اسکو ایک دو دن بعد ریپلائے

کرنے والا تھا۔

اپنے شکار کو اپنے جال میں پھنسانے کے لیے اسکو تڑپانے والا تھا۔

فون سائیڈ پر رکھتے وہ ایک بار پھر آنکھیں بند کیے میوزک سننے لگا تھا۔

اسکے تاثرات وہی تھے۔۔۔۔۔

شیطانی۔

وہ تینوں ریسٹورانٹ میں ایک ٹیبل پر بیٹھے اپنے آرڈر کے آنے کا انتظار کر رہے تھے۔

تینوں کے تاثرات ایک دوسرے سے مختلف تھے۔

www.novelsclubb.com

"آخر ہم یہاں کیوں آئے ہیں؟!"

اب کی بار وفا چیخ کر بولی تھی۔

آعاز جو انسٹا گرام سکرول کر رہا تھا، اس نے نہایت بدمزہ ہو کر وفا کو دیکھا۔

"ہم یہاں پیزا کھانے آئے ہیں"

تحمل سے جواب دیا گیا تھا۔

"مگر کیوں؟! ان لائک یو میری زندگی میں کچھ اہم کام ہیں جن کو میں چھوڑ کر یہاں آئ ہوں!"

ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارتے وہ غصے سے سرخ ہوئ تھی۔

اریبہ جواب تک ان دونوں سے بے نیاز اپنا موبائل استعمال کر رہی تھی اب کی بار سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

آعاز نے بے چارگی سے اریبہ کو دیکھا تھا گویا کہنا چاہتا ہو کہ پلیز میں مزید اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔

"آیئے وفا ہم سامنے والے ٹیبل پر چل کر بیٹھتے ہیں"

اپنا بیگ اٹھاتے اریبہ نے وفا سے کہا تھا۔

اسکا لہجہ کچھ ایسا تھا کہ وفا انکار نا کر سکی اور آعاز پر ایک گھورتی نظر ڈال کر اریبہ کے ساتھ چلی گئ۔

"کیا کھاؤ گی؟"

www.novelsclubb.com

اریبہ نے وفا سے نہایت دوستانہ انداز میں پوچھا تھا۔

"کچھ بھی نہیں"

لٹھ مار انداز۔

"ٹھیک ہے تمہاری مرضی"

کندھے اچکاتے اریبہ مینیو کارڈ دیکھنے لگ گئ تھی۔

اریبہ سمجھ چکی تھی کہ وفا کسی امیر باپ کی نہایت سیلف آبسیسڈ اور بگڑی ہوئی اولاد ہے۔

لیکن کیا اس کا یہ اندازہ درست تھا؟

"م۔۔۔میں ڈائٹ پر ہوں در حقیقت"

اب کی بار وفا ہلکی آواز میں بولی تھی۔

اسکی خوبصورت آنکھوں میں پریشانی تھی، شرمنگی تھی جیسے وہ اریبہ کو ناراض نا کرنا چاہتی ہو۔

www.novelsclubb.com

"تو اس میں کیا مسئلہ ہے؟ ہم دونوں سیلڈ کھا سکتے ہیں!"

اریبہ دل میں بغض رکھنے والوں میں سے نہیں تھی اس لیے فوراً خوشدلی سے جواب دیا۔

"ن۔۔۔ٹھیک ہے"

وفا شاید کچھ اور بولنا چاہتی تھی مگر منہ سے پھر بھی اقرار نکل آیا۔

"تو مس وفا کیا کرتی ہیں آپ؟"

اب کی بار اریبہ نے دلچسپی سے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں این۔سی۔اے سے فیشن ڈیزائننگ پڑھ رہی ہوں"

اب کی بار وفا نے بھی کچھ آرام دہ ہو کر جواب دیا تھا۔

وہ دونوں اپنے درمیان برف پگھلانے میں کامیاب ہو چکی تھیں اور اب آرام سے ایک دوسرے سے باتیں کر رہی تھیں۔

دوسری طرف دیکھا جائے تو آعازا اپنے ٹیبل پر اکیلا بیٹھا ایکسٹرا لارج پزا کو دیکھ نہال ہو چکا تھا۔اسکی تو خوشی کی کوئ انتہا نہیں تھی۔

مگر ایک بار پھر اسکو وہی محسوس ہوا جیسے کوئ اسکو بہت گہری نظروں سے دیکھ رہا ہو۔

اس نے فوراًاپنے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔

وہاں کوئ نہیں تھا۔

یکدم اسکو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

----

www.novelsclubb.com

"وفا تھوڑی مختلف۔۔۔میرا مطلب۔۔۔"

واپسی پر آعاز اور اریبہ اکیلے آئے تھے کیونکہ وفا کو ریسٹورانٹ سے اپنے بابا کے آفس جانا تھا کہ جب اریبہ کافی دیر سے اپنے زہن میں گردش کرتے سوال کو زبان پر لے آئ۔

لیکن وہ سمجھ نہیں سکی کہ سوال کیسے کرے وہ ابھی تک آعاز اور وفا کے تعلق کی نوعیت سے اگاہ نہیں تھی۔

"عجیب ہے؟"

آعاز نے موڑ کاٹتے اسکا سوال مکمل کیا تھا۔

"ہاں۔۔۔مطب کچھ ہے اس میں جیسے وہ وہ نہیں ہے جو وہ دکھا رہی ہے"

اریبہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے کہا تھا۔

"Eating disorder and inferiority complex "

دو لفظی جواب آعاز کی طرف سے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نا کرو!! اسکواٹینگ ڈس آرڈر تو ہو سکتا ہے یہ انفیریارٹی کمپلیکس ناممکن! میں مان ہی نہیں سکتی! وہ اس قدر حسین ہے اور خیر سے مغرور بھی۔۔۔ سپیریارٹی کمپلیکس ہوتا تو میں پھر بھی مان جاتی"

اریبہ بے حد حیران ہوئی تھی۔

"پیاری ارو کبھی کبھی چیزیں وہ نہیں ہوتی جو دکھائی دیتی ہیں۔۔۔ یہاں ہر انسان ایک بہترین ایکٹر ہے۔۔۔it's all an illusion"

پراسرار لہجے میں کہتے وہ اریبہ کو مزید کنفیوز کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اریبہ کو پیار سے "ارو" کہتا تھا مگر بہت کم موسٹلی جب اسکا موڈ اچھا ہوتا۔

"مجھے نہیں پتا بھئی۔۔۔ خیر پتا نہیں کیسے رہتی ہو گی وہ ہر وقت بھوکی مجھ سے تو نہیں برداشت ہوتی"

اب کی بار اریبہ چڑ کر بولی تھی۔

"تم چھوڑو اسکو اپنے نمبرز پر دھیان دو بس"

آعاز مزاق اڑانے والے لہجے میں بولا تھا

۔

"تم۔۔۔ میرا مطلب کہاں ملے وفا سے ؟"

اب کی بار اریبہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

کاش وہ صرف وہی بولے جو وہ سننا چاہتی تھی۔

"اس سے ایک پارٹی میں ملا تھااور پھر اسکے ڈیڈ اور میرے ڈیڈ بزنس پارٹنرز ہیں انکو پتا چلا میں سائیکالوجی پڑھ رہا ہوں تو بس یہ میری پہلی کسٹمر"

آرام سے جواب دیا گیا تھا۔

اور یونہی اریبہ کا بھی دل یکدم پر سکون ہوا تھا۔

"تو تم اسکو مجھ سے ملانے کیوں لائے تھے؟"

ایک اور سوال۔

www.novelsclubb.com

"تاکہ اس سے دوستی کر سکوں لیکن وہ مجھ سے دوستی نہیں کرنا چاہتی۔۔۔اب اسکا کوئی بھی ٹریٹمنٹ میرا کلینک کھلنے کے بعد ہی ہو گا"

آعاز جل کر بولا تھا۔

"لیکن میری تو اس سے بہت اچھی دوستی ہو گئی ہے ہم نے تو نمبرز بھی ایکسچینج کر لیے ہیں"

اریبہ مزے سے بولی تھی۔

"ہاں ہاں کر لو بھئی تم جتنی مرضی دوستیاں ان دا اینڈ تمہارا سب سے خاص دوست آعاز جہانگیر ہی رہے گا"

مزے سے کہتے وہ اریبہ کے گھر کے سامنے گاڑی روک چکا تھا۔

"آؤ کافی پیتے ہیں"

www.novelsclubb.com

اپنا سامان نکالتے اریبہ نے اس سے کہا تھا۔

"ٹھیک ہے تم اتنا اصرار کر رہی ہو تو میں آجاتا ہوں گاڑی پارک کر کے"

اسکے جواب پر اریبہ مسکراتے ہوئے باہر نکل گئ تھی۔

اریبہ کے جاتے اس نے گاڑی پارک کی اور وہ موبائل چیک کرتا گیٹ کی طرف بڑھا تھا

جب اسکو ایک بار پھر اپنے اوپر کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس ہوا تھا۔

اب کی بار ایسے لگا تھا جیسے کوئ اسکے پیچھے ہی کھڑا ہو۔

اس نے نا محسوس انداز میں موبائل اپنی جیب میں رکھ کر زمین پر پڑا اپتھر اٹھایا تھا۔

وہ یکدم پیچھے مڑا تھا۔

"ااا"

کوئ چیخا تھا۔

اسکے سامنے ایک ہلکے سانولے رنگ کی لڑکی آنکھیں میچے کھڑی تھی۔

اگر آعاز بروقت اپنا ہاتھ نا روکتا تو آج وہ لڑکی پکا ہسپتال میں ہوتی۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سو سوری میری وجہ سے آپ ڈر گئیں...آپ کو لگی تو نہیں؟"

وہ بے حد پریشان ہوا تھا کیونکہ لڑکی رونے والی ہو چکی تھی۔

"ن۔۔۔ نہیں میں ٹھیک ہوں"

زکام زدہ آواز میں کہتے وہ دور ہوتی رہی۔

آعاز کو احساس ہوا کہ وہ پہلے ہی روتی رہی ہے اور شاید پاس سے گزر رہی تھی۔

"Are you sure?"

اپنی گہری بھوری آنکھوں میں ڈھیروں پریشانی سموئے وہ لڑکی سے گویا ہوا تھا۔

لڑکی ایک پل کو رکی تھی مگر پھر فوراً تیز تیز چلتے دوسری طرف جانے لگی۔

آعاز نے دیکھا اس لڑکی کی آنکھوں کا رنگ شہد جیسا تھا اور بالوں کا بھی وہی رنگ تھا۔

لیکن نا جانے وہ کیوں اتنی پریشان تھی۔

www.novelsclubb.com

"خیر مجھے کیا؟"

کندھے اچکاتے وہ اندر جا چکا تھا۔

وہ دونوں ایکسائٹڈ سے پولو گراؤنڈ کو دیکھ رہے تھے۔

"ہم لوگ اب یہاں کیوں آئے ہیں؟"

انکے ساتھ ایک تیسرا نفوس بھی تھا جس کے خوبصورت چہرے پر ہمیشہ کی طرح بے زاری تھی۔وفا حدید۔

اس نے آج بلیو ہائے ویسٹڈ ڈریس پینٹ کے ساتھ آف وائٹ ٹی شرٹ پہن رکھی تھی جبکہ بالوں کی فرنچ بریڈ بنا رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وفاڈئیر ہم یہاں ہارس رائڈنگ کرنے آئے ہیں۔۔۔یہ کلب اریبہ کے ڈیڈ کا ہے اس وجہ سے ہم دونوں یہاں ہر ویک اینڈ پر ضرور آتے ہیں"

آعاز پچھلی بار کی ملاقات کے مقابل آرام سے بولا تھا۔

اس نے آج ڈارک گرین ہوڈی کے نیچے سکائے بلیو ڈینم جینز پہن رکھی تھی، سر کے بال روز کی طرح بکھرے ہوئے۔

اریبہ نے سختی سے اس کو وفا سے بدتمیزی کرنے سے منع کیا تھا۔

"لیکن مجھے تو یہ نہیں کرنی آتی"

اب کی بار وفا افسردہ لہجے میں بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بات نہیں ہم ہیں نا"

اریبہ نے چہکتے ہوئے بولا تھا۔

اریبہ نے آج کے دن بیج بوٹ کٹ پینٹ کے ساتھ بھورے رنگ کی سویٹ شرٹ پہن رکھی تھی جبکہ بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ تینوں اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔

وفا کے گھوڑے کے ساتھ ایک ٹرینر بھی کھڑا ہوا تھا جس نے اسکے گھوڑے کو سنبھالا ہوا تھا۔

ٹرینر نے وفا کے گھوڑے کو پکڑ کر گراؤنڈ کا ایک چکر لگوادیا جس کے بعد وفا گراؤنڈ میں موجود بینچز پر بیٹھ گئی تھی۔

"میں یہاں بیٹھ کر تم لوگوں کو دیکھوں گی"

www.novelsclubb.com

تمکنت سے کہتے وہ وہاں ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گئی۔

اریبہ اور آعاز نے بھی زیادہ اسرار نہیں کیا۔

"ریس؟"

اریبہ نے آعاز سے پوچھا۔

آعاز نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس دیوار کو ہاتھ لگا کر اسی بینچ کے پاس آنا ہے جہاں وفا بیٹھی ہے"

اریبہ نے پلان ترتیب دیا۔

"وہاٹ!!!!نو!!!تم لوگ یہاں نہیں آؤ گے کہیں اور کرو یہ!"

وفا اپنی جگہ سے بدک کر کھڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

درحقیقت اس کو یہ گھوڑے بالکل پسند نہیں آئے تھے۔

اور اب وہ دونوں ریس لگا کر اس تک آنا چاہتے تھے۔

گھوڑے تیزی سے چلتے آئے اور اسکو کچل گئے تو؟

وفا نے جھرجھری لے کر سوچا۔

آس پاس نظر بھی دوڑائی مگر آس پاس کوئی بینچ نہیں تھا۔

یہ گراؤنڈ بہت بڑا تھا اور دوسرا بینچ گراؤنڈ کے دوسرے کونے میں تھا۔

اب کون چل کر جاتا اتنے دور بینچ کے پاس؟

"تھری!"

"ٹو!"

"ون!"

وہ دونوں ایک ساتھ بولے تھے اور ون پر دونوں اپنے گھوڑوں کو تیزی سے دوڑاتے جا چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

وفا منہ بناتی بینچ پر واپس بیٹھ گئی۔

گراؤنڈ کی انتظامیہ اب پورے گراؤنڈ میں پانی دے رہی تھی۔

وفا نے آرام سے اپنا موبائل نکال لیا اور انسٹا گرام پر سکرول کرنے لگی۔

دوسری طرف دیکھا جائے۔

"آج جو ہارا نا..."

اریبہ کی بمشکل تیز ہوا کی وجہ سے آواز آرہی تھی۔

"وہ سب کو آئس کریم کھلائے گا!"

آعاز اسکی بات مکمل کرتے اپنے گھوڑے کو آگے لے گیا تھا۔

اسکو آگے نکلتے دیکھ اریبہ نے بھی اپنے گھوڑے کی لگامیں کھینچتے اسکو آگے دوڑایا تھا۔

فنشنگ لائن پر پہنچتے ان دونوں نے بمشکل اپنے گھوڑوں کی لگام کھینچی تھی ان کو روکنے کے لیے۔

www.novelsclubb.com

وفا انکو اپنی طرف آتا دیکھ فوراً اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

گراؤنڈ کی انتظامیہ وہاں پانی لگا چکی تھی جہاں وفا بیٹھی تھی جس وجہ سے وہاں کھڑا پانی کیچڑ بن چکا تھا۔

آعاز اور اریبہ کے اس طرح گھوڑے روکنے کی وجہ سے ڈھیر سارا کیچڑ اڑ کر وفا کے کپڑوں پر گر چکا تھا۔

یہ ریس اریبہ سلطان جیتی تھی۔

"Ewwww!!!"

وفا اپنے کیچڑ سے لتھڑے برینڈڈ کپڑوں کو دیکھ کر چیخی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یس!!!! میں جیت گی آعاز!!!!"

اریبہ جوش سے چیختی ہوئی اپنے گھوڑے سے نیچے اتری تھی۔

آعاز بھی مسکراتا ہوا اپنے گھوڑے سے نیچے اترا تھا۔

اریبہ سلطان سے گھڑ سواری کے مقابلے میں کوئی نہیں جیت سکتا تھا۔

"یہ کیا کر دیا تم لوگوں نے؟!"

وفا اپنے کیچڑ سے لتھڑے کپڑوں کو دیکھتے چیخی تھی۔

"بھئی میں تو جارہا آجانا تم لوگ بھی"

آعاز میں مزید وفا کے ڈرامے برداشت کرنے کی سکت نا تھی۔

"رئیلی سوری وفا"

www.novelsclubb.com

وہ پریشانی سے وفا سے معاضرت کرتی کسی ٹریز سے ٹشو لانے کو بول رہی تھی۔

"ویسے۔۔۔"

آعاز ایک پل کو رکا تھا اور پھر پیچھے مڑا۔

"مجھے نہیں پتا تھا آپ لوگوں کے گھر واشنگ مشین نہیں ہے وفا حدید"

نہایت معصومیت سے کہتے اسکا جس بات کی طرف اشارہ تھا وفا اور اریبہ دونوں سمجھ چکی تھیں۔

اریبہ نے بمشکل ہونٹ دبا کر اپنی ہنسی ضبط کی تھی جب کہ وفا آعاز کے پیچھے لپکی تھی جو وہاں سے تیزی سے بھاگ چکا تھا۔

"دیکھ لونگی تمہیں میں !"

اس سے مزید اپنی لمبی ہیل کی وجہ سے بھاگا نہیں گیا تھا اس لیے دھمکی دینے پر اکتفا کیا۔

"وفا تم ہر جگہ ہیل پہنتی ہو؟"

اریبہ نے حیران ہوتے ہوئے اسکی خوب صورت برینڈڈ کالی ہیل کو دیکھا تھا اور پھر اپنے بلیک سنیکرز کو۔

"ہاں۔۔۔مجھے عادت ہے۔۔۔ ممی کہتی ہیں ایسے لڑکیاں گریس فل لگتی ہیں"

سادہ سے لہجے میں کہتے وہ کسی ٹریبز سے ٹشو لیتے اپنے کپڑے صاف کرنے گی تھی۔

گریس تو اس میں واقعی بہت تھی۔

وہ اتنی حسین تھی کہ اریبہ بھی اس سے شدید متاثر ہوئی تھی۔

ایک پل کے لیے تو اسکو لگا آعاز جہانگیر بھی وفا کی خوبصورتی سے متاثر ہو کر اس سے دور ہو جائے گا اور یہی بات اسکو پریشان کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

لیکن پھر بھی اسکو وفا اچھی لگتی تھی۔

وہ ایلیٹ کلاس کی دوسری لڑکیوں جیسی تھی لیکن پھر بھی اس میں بہت کچھ مختلف تھا۔

"تم آئس کریم نہیں کھاؤ گی وفا؟!"

اریبہ نے تقریباً چیختے ہوئے وفا سے پوچھا تھا۔

وفا نے نفی میں سر ہلا کر "آئی ایم آن آ ڈائٹ" والا بہانہ استعمال کیا تھا۔

آعازان دونوں کی باتوں کے دوران موبائل استعمال کرتا رہا۔

"لیکن آج آعاز اپنے پیسوں کی آئس کریم کھلا رہا ہے تمہیں چاہیے کہ بڑی ساری کھاؤ تاکہ آعاز کا نقصان کروا سکو"

اریبہ نے اب کی بار شرارتی لہجے میں کہا تھا۔

اس بات پر جہاں وفا کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ابھری تھی وہیں اعاز کے چہرے کی مسکراہٹ غائب ہوئی تھی اور اس نے ایک قہر آلود نظر اریبہ پر ڈالی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تو پھر میں ضرور کھاؤں گی"

تمکنت سے کہتے وہ بیک سیٹ پر ٹیک لگا چکی تھی۔

کچھ دیر بعد آعاز اپنے ہاتھوں میں تین کونز لے آیا۔

دو کونز جو کہ بڑی بڑی تھیں وہ شاید اریبہ اور وفا کی تھیں جبکہ تیسری کون جو کہ تھوڑی چھوٹی تھی وہ آعاز کی تھی۔

پیسے جو کم لائے گئے تھے۔

"ویسے وفا ان دو دنوں میں تمہیں ہمارے ساتھ کیسا لگا؟"

اریبہ سے چپ بہت مشکل سے رہا جاتا تھا اس لیے اب وہ پھر شروع ہو چکی تھی۔

آعازان کی باتوں سے بے نیاز اپنی آئس کریم کھا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم بہت اچھی ہو اریبہ"

وفا نے اپنی آئس کریم کھاتے اریبہ سے کہا تھا۔

"اور اعاز؟"

دل میں کچھ خدشے تھے۔

وہ بس انکو ختم کرنا چاہتی تھی۔

"زہر لگتا ہے مجھے یہ بندر"

وفا جل کر بولی تھی۔

اریبہ کے دل پر گویا سکون کی ندیاں بہہ گئی ہوں۔

www.novelsclubb.com

"لیکن پتا ہے کیا وفا؟"

اب کی بار آعاز پر سوچ انداز میں بولا تھا۔

"آپ مجھے بالکل چاکلیٹ جیسی لگتی ہیں۔۔۔ لیکن 75٪ کوکو ڈارک چاکلیٹ"

وفا نے آبرو آپچا کر اسے دیکھا تھا جیسے کہہ رہی ہو مجھے کیا۔

جس ڈارک چاکلیٹ میں 75٪ کوکو ہوتا ہے وہ پیور ڈارک چاکلیٹ ہوتی ہے جو کہ ہماری صحت کے لیے اچھی ہوتی ہے اور عموماً لوگ اسکو ڈائٹ میں استعمال کرتے ہیں لیکن یہ بہت شدید کڑوی ہوتی ہے ہر کوئی اُسکو نہیں کھا سکتا۔

آئسکریم کھانے کے بعد آعازار یہ کو پہلے گھر اتار چکا تھا اور پھر وفا کو اسکے گھر چھوڑنے چلا گیا تھا۔

"پرسوں سے میرے فائنل ائیر کے ایکزامز ہیں۔۔۔میں نے صرف اسلیے آپ کے ساتھ کچھ دن گزارے تھے تاکہ آپ کو سمجھ سکوں آپ کے ڈیڈ نے مجھے آپ سے دوستی کرنے کو نہیں کہا تھا وہ کچھ اور چاہتے ہیں"

آعاز ٹھہر ٹھہر کر بول رہا تھا۔

"میں جانتی ہوں وہ کیا چاہتے ہیں۔۔۔وہ تمہیں میرے لیے پسند کرتے ہیں اعاز اور تم بہت اچھے ہو لیکن۔۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں کی انگلیوں کو دیکھتے بول رہی تھی۔

"لیکن شاید ہم دونوں ایک دوسرے کے لیے اچھے نہیں ہیں"

آعاز نے اسکا جملہ مکمل کیا تھا۔

"ایگزیکٹلی"

www.novelsclubb.com

وہ آہستگی سے بولی تھی۔

اسکے گھر کے سامنے گاڑی روکتے ہی اعاز نے اسکی طرف دیکھا تھا اور اسی وقت وفا نے بھی اسکی طرف دیکھا تھا۔

"اگر کبھی آپ کو لگے کہ آپ خود کو اپنے دماغ کی قید سے آزاد کروانا چاہتی ہیں تو آعاز جہانگیر کو ضرور یاد رکھیے گا وفا حدید"

اب کی بار وہ مسکرا کر بولا تھا۔

"تم جانتے ہو کہ میں کبھی تمہارے پاس نہیں آؤں گی"

وفا بمشکل مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"جانتا ہوں۔۔۔ لیکن میں نے ان کچھ دنوں میں واقعی آپ سے دوستی کرنے کی کوشش کی تھی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ خود کو کبھی اکیلا نا سمجھیں"

www.novelsclubb.com

وہ صدق دل سے بولا تھا۔

"خداحافظ آعاز جہانگیر"

وہ صرف اتنا بول کر اسکی گاڑی سے باہر نکل گئی۔

آعاز وہیں رہا۔

جب تک وہ اندر نا جا چکی تھی۔

اسکے اندر جاتے ہی آعاز بھی وہاں سے اپنی گاڑی لے گیا۔

"آعاز تم کیوں جارہے ہو؟"

وہ پیکنگ کر رہا تھا اور وہ اسکے آگے پیچھے پھر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہو گیا ہے ارو؟ کچھ ہی سالوں کی تو بات ہے"

اب تو آعاز بھی اکتا چکا تھا۔

"تم یہاں سے بھی تو یہ سب کر سکتے ہو جو تم مانچسٹر جا کر کرنا چاہتے ہو"

زکام زدہ آواز میں کہتے وہ تقریباً رونے ہی کو تھی۔

آعاز نے university of Manchester میں masters in clinical psychology کے لیے آپلائے کیا تھا اور جب سے اسکو ایکسیپٹینس ای۔ میل رسیو ہوا تھا تب سے اسکے گھر میں یہ میلوڈرامہ لگا ہوا تھا۔

آج وہ اپنی بقیہ پیکنگ کر رہا تھا اور اریبہ اور اسکی ماں نے رو رو کر اپنا برا حال کر لیا تھا۔

"آف اریبہ!"

آعاز تو پریشان ہی ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

برسات پھر سے شروع ہو چکی تھی۔

اس نے اسکا ہاتھ پکڑتے اسکو اپنے بیڈ پر بٹھایا تھا اور پھر اسکے ہاتھ تھامے اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔

"پلیز اروبیار تم ایسے کرو گی تو میں نہیں جا سکوں گا"

وہ ہار مانتے ہوئے بولا تھا۔

"تو مت جاؤ نا"

اریبہ نے گلوگیر لہجے میں کہا تھا۔

"تم تو میری سب سے اچھی دوست ہو تمہیں تو مجھے خوشی خوشی بھیجنا چاہیے اور تم بھی ایسے کر رہی ہو ایک ممی کم تھیں کیا"

www.novelsclubb.com

وہ صبح سے اپنی ماں اور اب اریبہ کے رونے برداشت کر رہا تھا۔

"تم مجھے بھول جاؤ گے"

اپنی آنکھیں صاف کرتے اس نے اپنے خدشے کا اظہار کیا تھا۔

"آعاز جہانگیر خود کو تو بھول سکتا ہے مگر اریبہ سلطان کو نہیں بھول سکتا"

اسکی آنکھیں اسکی سچائی کی گواہی دے رہی تھیں۔

ایک پل کو تو اریبہ اپنی نظریں نا ہٹا سکی۔

"اور اگر بھول بھی گیا تو تم یو کے آجانا مجھے یاد دلانے"

ہلکے پھلکے انداز میں کہتے وہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خبردار آعاز میں تمہارا خون پی جاؤں گی"

مصنوعی خفگی سے کہتے وہ خود بھی ہنس پڑی تھی۔

"چلو بچوں آجاؤ کھانا کھالو"

عمیرہ سلطان کمرے کے اندر داخل ہوئ تھیں۔

انکی اپنی آنکھیں بھی سرخ تھیں گویا ابھی ابھی رونے کے شغل سے فارغ ہوئ ہوں۔

"ارے آعاز تم نے میری بیٹی کو رلا دیا"

وہ خفگی سے آعاز کو ڈپٹتے اریبہ کے پاس آئ تھیں۔

"جی آنٹی یہ کہہ رہا ہے وہاں سے چاکلیٹس نہیں بھیجے گا"

اریبہ خفگی سے کہتے عمیرہ سلطان کے گلے لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

آعاز کا تو منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"آعاز مجھے ناراض کر کے جا رہے ہو،دوست کو بھی ناراض کر کے جا رہے ہو۔۔۔تم نے گھر واپس نہیں آنا کیا؟"

وہ خفگی سے اریبہ کے سر پر پیار کرتے آعاز سے گویا ہوئی تھیں۔

"ہاں ہاں لے لیں سائیڈ اپنی چہیتی کی میرے جانے کے بعد اسی نے تو گھر سنبھالنا ہے آپکا۔ ہے ناں ماسی اریبہ؟"

آعاز بھی کہاں رکنے والا تھا۔

"چلو بس آعاز! جاتے جاتے جوتے کھانے ہیں کیا؟"

آعاز کو گھورتے ہوئے وہ اریبہ کو باہر لے گئی تھیں۔

پیچھے سے اریبہ اعاز کو زبان دکھانا نا بھولی تھی۔

"اروآپی جیسے آپ نے پوری ٹنکی بھائی کی رخصتی پر بہائی ہے کیا یہ آپکی اپنی رخصتی کا ٹریلر تھا؟"

کھانے کے میز پر بیٹھے زویا نے شرارتی انداز میں اریبہ کی سرخ اور روئی روئی آنکھوں پر چوٹ کی تھی۔

"زویا بیٹا ابھی ہم آعاز کو چھوڑنے ائیر پورٹ نہیں گئے تمہارا ابھی کچا چٹھا کھل جائے گا"

اپنی پلیٹ میں چاول ڈالتے ہوئے اریبہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

کھانا سب نے اچھے ماحول میں کھایا تھا۔

ائیر پورٹ کے راستے پر زویا کی برسات شروع ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ویٹنگ لاؤنج تک جاتے ہوئے وہ آعاز کے ساتھ لگی روتی رہی۔

آعاز بھی اسکو تھپک تھپک کر تھک چکا تھا اس لیے اپنے ڈیڈ کو اسکو سنبھالنے کو کہا۔

فلائٹ کی اناؤنسمینٹ ہوتے ہی وہ سب سے ایک آخری بار ملا تھا۔

"کال تو کیا کرو گی نا مجھے ؟"

وہ شاید اب خود بھی اداس ہو رہا تھا۔

"نہیں"

وہ خفگی سے کہتے رخ موڑ چکی تھی۔

اسکو نئے سرے سے رونا آنے لگا تھا۔

"چلو کوئی بات نہیں میں کر لیا کروں گا"

www.novelsclubb.com

تھکان زدہ لہجے میں کہتے وہ سادگی سے مسکرایا تھا۔

"آئی ہیٹ یو آعاز جہانگیر میں تمہاری کوئی کال نہیں اٹھاؤں گی"

غصے سے کہتے وہ ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا ارو"

اسکے ہاتھ کو پکڑ کر دباتے وہ چھوڑ چکا تھا۔

اپنی فیملی سے ایک اخری بار ملتے وہ آگے چل پڑا تھا۔

ایک نئے سفر پر۔

عمیرہ بیگم تو پیچھے سے آعاز پر کچھ نا کچھ پڑھ کر پھونکیں مار رہی تھیں جبکہ وہاب جہانگیر روتی ہوئی زویا کو چپ کروا رہے تھے، در حقیقت وہ خود بھی آعاز کے جانے سے اداس تھے لیکن اسکو روک کر اسکی کامیابی کی راہ میں حائل نہیں ہونا چاہتے تھے۔

جہاں اسکے سب گھر والے رنجیدہ تھے وہاں کسی اور کی آنکھیں بھی نہایت رنجیدہ اور سرخ تھیں۔

ایسی سرخ جیسے کسی دیوانے کی آنکھیں ہوں۔

دوران سفر آعاز سویا رہا۔

کبھی ایک دو بار آنکھ کھلتی تو وہ پھر سو جاتا۔

جہاز کے لینڈ ہونے کی اناؤنسمینٹ پر اسکی آنکھ کھلی تھی۔

اپنی آنکھیں ملتے وہ سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

اسکی سیٹ "فرسٹ کلاس "میں تھی۔

اس نے جان بوجھ کر ونڈو سیٹ بک کروائی تھی کیونکہ وہ ایک بار اونچائی سے مانچسٹر کو دیکھنا چاہتا تھا۔

مانچسٹر نہایت خوبصورت تھا۔

رنگوں اور روشنی سے بھرپور۔

جہاز کے لینڈ ہوتے ہی وہ ادھر ادھر اپنے نام کا بورڈ تلاش کرنے لگا تھا۔

اسکا ایک بہت پرانا دوست "محمد جبرائیل" بھی یہیں اپنی فیملی کے ساتھ رہتا تھا۔

جبرائیل بہت سال پہلے اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ انگلینڈ کے شہر مانچسٹر میں شفٹ ہو چکا تھا اور جب اسکو پتا چلا کے آعاز یونیورسٹی آف مانچسٹر سے ماسٹرز کرنا چاہتا ہے تو اس نے آعاز کو اپنے گھر رکنے کی دعوت دی۔

آعاز نے منع تو کر دیا مگر جبرائیل کے آسرار پر وہ تب تک کے لیے مان گیا جب تک اسکو اپنا روم نہیں مل جاتا جو کہ یونیورسٹی کے بھی پاس ہو۔

اپنے نام کا بورڈ دیکھتے وہ مسکراتے ہوئے اس تک بڑھا تھا۔

سفید رنگت، ہلکی بھوری آنکھیں اور بھری بھری داڑھی والا وہ محمد جبرائیل تھا۔

غالباً مانچسٹر میں کافی ٹھنڈ تھی جس وجہ سے جبرائیل نے سفید اونی سویٹر پر کالا اوور کوٹ پہن رکھا تھا۔

آعاز کو اب شدت سے اپنے پتلے سویٹر پہن کر آنے کی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔

آعاز پر نظر پڑتے ہی جبرائیل بھی کھل کر مسکرایا تھا۔

"آعاز میرے دوست!"

جبرائیل آعاز سے بغل گیر ہوتے نہایت خوش ہوا تھا۔

"کیسے ہو جبرائیل؟"

آعاز بھی ٹھنڈ سے کانپتے ہوئے بمشکل مسکرایا تھا۔

"مانچسٹر کا موسم کچھ ایسا ہی رہتا ہے۔۔۔میں نے تمھیں کہا بھی تھا گرم کپڑے پہن کر آنا"

جبرائیل شاید آعاز کو کانپتا محسوس کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جتنی یہاں ٹھنڈ ہے اتنی ہی پاکستان میں گرمی۔۔۔اگر وہاں سے یہاں موٹے کوٹ اور سویٹر پہن کر آتا تو تمھیں میں نہیں میرا فالودہ ریسیو کرنا پڑتا"

آعاز کی بات پر جبرائیل نے قہقہہ لگایا تھا۔

"اور مانچسٹر آنے تک اس فالودے کی قلفی بن جاتی۔۔۔۔ہاہاہاہا۔۔۔تم بالکل نہیں بدلے آعاز"

اسکا سامان اسکے ساتھ مل کر اٹھاتے جبرائیل نے اسکو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کیا تھا۔

یہ ایکزام سے پہلے اسکی یونیورسٹی کے چند آخری دن تھے۔

سب اپنی بقیہ اسائنمینٹس چیک کروا رہے تھے۔

اریبہ کی بھی اس وجہ سے سہی بھاگ دوڑ لگی ہوئی تھی ساتھ ہی ساتھ وہ اور اسکے کچھ کلاس فیلوز آپس میں مل کر یونیورسٹی ہی میں پڑھائی بھی کر رہے تھے۔

جس جس کو جو ٹاپک نہیں آتا تھا، کلاس میں سے جس بچے کو وہ ٹاپک آتا ہوتا وہ گروپ میں سب کو سمجھا دیتا۔

ابھی اریبہ سب کو ایک ٹاپک سمجھا رہی تھی جب اسکی کلاس کی ایک لڑکی "ثانیہ" اس کے پاس آئی اور اسکے کانوں میں کچھ کہتے عجلت میں چلی گئی تھی۔

اسکے پیچھے ہی اریبہ بھی اپنے سب دوستوں سے ایکسکیوز کرتے وہاں سے اٹھ چکی تھی۔

ثانیہ کے پیچھے جاتے جاتے وہ یونیورسٹی کے مین گراؤنڈ میں آ چکی تھی، وہاں اور بھی بہت سے طلبہ جمع تھے۔

اگر اوپر دیکھو تو کوئی یونیورسٹی کی ایڈمنسٹریشن بلاک کی بلڈنگ پر کھڑا کودنے کی تیاری کر رہا تھا۔

اگر ہم کچھ منٹ پیچھے چلیں تو:

ثانیہ پریشانی سے دوڑتی اریبہ کے پاس آئی تھی اور اسکے کان کے پاس کہا:

"اریبہ جلدی آؤ! مبین ایڈمنسٹریشن بلاک کی چھت سے کود کر خودکشی کر رہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے جب تک تم اس کو آ کر اترنے کا نہیں کہو گی وہ نہیں اترے گا"

www.novelsclubb.com

ثانیہ کی بات سنتے ہی اریبہ بھی اپنی جگہ سے ایکسکیوز کرتے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

حال:

اریبہ کو کچھ ناسوجھا سوائے اسکے کہ وہ خود اوپر جاکر اسکو وہاں سے اتروائے۔

وہ فوراً سے پہلے ایڈمنسٹریشن بلاک کے اندر دوڑی تھی۔

لفٹ کا بٹن دباتے وہ بہت پینک ہورہی تھی مگر لفٹ نیچے کو نہیں آرہی تھی۔

"اللہ میرے!"

www.novelsclubb.com

وہ سیڑھیوں کی طرف دوڑی تھی۔

تیزی سے دوڑتے وہ بمشکل اوپر پہنچی تھی جب اسکو وہ نظر آیا تھا۔

"مبین!"

وہ بمشکل اپنے سانس پر قابو پاتے اس تک پہنچی تھی۔

"اریبہ جی!"

وہ ایک پپوٹائپ لڑکا تھا، جس نے بالوں کا کٹورا کٹ اور بڑی بڑی آنکھوں پر گول چشمہ لگایا ہوا تھا۔

مبین اریبہ کو دیکھتے ہی بہت خوش ہوا تھا۔

"اترو وہاں سے!"

www.novelsclubb.com

وہ بمشکل سانس لیتے اس تک آئی تھی۔

"ن۔۔۔ نہیں آپ مجھے ڈانٹیں گی"

وہ رونی صورت بناتے اریبہ کے صبر کا مزید امتحان لے رہا تھا۔

"پلیز مبین میں کچھ نہیں کہوں گی تم نیچے تو اترو ہم بات کرتے ہیں"

وہ ہار مانتے ہوئے نرم لہجے میں بولی تھی۔

مبین آہستہ سے ڈرتے ڈرتے نیچے اترا تھا۔

"پکا نا؟"

وہ ایکبار پھر بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پکا"

اریبہ نے ہاتھ کے اشارے سے اسکو اپنے پاس بلایا تھا۔

مبین کے پاس آتے ہی اریبہ نے کھینچ کر ایک تھپڑ مبین کو لگایا۔

"تم ڈفر! تم نے اپنی تو بے عزتی کروائی ساتھ ہی ساتھ میرا بھی تماشہ بنادیا؟ کیوں کیا تم نے ایسے!؟"

وہ چیختے ہوئے بولی تھی۔

مبین تو حقا بقا اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑا رہا۔

اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے وہ رونے لگا۔

"آف مبین! تم رو کیوں رہے ہو؟"

www.novelsclubb.com

اریبہ بے زاری سے بولی تھی۔

اس سے پہلے مبین کچھ کہتا دو تین لڑکے اوپر آکر اسکو پکڑ چکے تھے۔

"بیٹا تورک اب تیری حاضری پرنسپل کے آفس میں لگے گی"

ایک لڑکا اس سے بولتے اس کو گھسیٹنے لگا تھا۔

"اریبہ جی یہ آپ نے اچھا نہیں کیا!! لیکن پھر بھی ملائم مبین آپ سے بہت محبت کرتا ہے! پلیز ملائم مبین سے شادی کر لیں!"

ناچاہتے ہوئے بھی اریبہ کو ہنسی آ گئی۔

"ملائم مبین ہاہاہا"

وہ ہنستے ہوئے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اریبہ جی!"

اسکو جب تک نیچے نالے کر جایا گیا وہ تب تک اسے پکارتا رہا۔

"ملائم مبین"

وہ ایک بار پھر زیر لب بول کر ہنسی تھی۔

مبین طاہر یونیورسٹی کے فرسٹ ائیر سے اریبہ کو پسند کرتا تھا۔

ایک بار تو اس نے اسے لو لیٹر بھی لکھا تھا جس پر آعاز نے مبین کو بہت مارا تھا۔

اس دن کے بعد وہ کئی دن اریبہ کے پاس تک نہیں بھٹکا تھا۔

آج نا جانے کہاں سے اس میں اتنی ہمت آگئی تھی کہ اس نے یہ حرکت کی اور نا جانے کیوں وہ خود کو ملائم مبین کہلوانا پسند کرتا تھا؟

"کیا مطلب اس ملائم مبین نے تمہیں پروپوز کیا؟ مجھے بتاؤ اور تم نے اس بات پر اسکے منہ پر اپنی ہیل ماری تھی"

آعاز اریبہ سے فیس ٹائم پر بات کر رہا تھا اور آج کا واقعہ سن کر شدید بدمزہ ہوا تھا۔

اس کو سانس بھی چڑھا ہوا تھا اور اسکے پیچھے کچھ مزید اسکی عمر کے ہی لڑکے لڑکیاں بھی چل رہے تھے۔

شاید وہ یونیورسٹی میں ہی اس سے بات کر رہا تھا۔

"تم فکر نا کرو میں نے اسے ایک تھپڑ مارا تھا"

اریبہ نے فخر سے آعاز کو آگاہ کیا تھا۔

"بس ! تمہیں چاہیے تھا کہ تم مار مار کر اسکا بھرتا بنا دیتی"

آعاز شدید خفا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا نا اسکو چھوڑو تم مجھے بتاؤ مانچسٹر کیسا ہے ؟"

اریبہ پر اشتیاق لہجے میں گویا ہوئ تھی۔

"بالکل کسی خواب جیسا"

آعاز کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں گویا ہوا تھا۔

یہ اسکا خواب ہی تو تھا یہاں آکر پڑھنا۔

"اوف آعاز وعدہ کرو تم مجھے یہاں گھمانے لے کر آؤ گے"

اریبہ نے ایکسائیٹڈ ہو کر اس سے کہا تھا۔

"میں کیوں لاؤں بھئی اپنے شوہر کے ساتھ آنا"

آعاز نے لڑاکا عورتوں کی طرح ہاتھ جھلاتے ہوئے کہا تھا اور اسی پل اریبہ کے دل کے کئی ٹکڑے ہوئے تھے۔

کتنا بے نیاز تھا وہ۔

www.novelsclubb.com

اریبہ سلطان کا دل ٹوٹنے کی آواز آعاز جہانگیر کو کیوں نہیں آتی تھی؟

"ہاں! اسکے ساتھ بھی آؤں گی لیکن اپنے دوست کے ساتھ گھومنے کا کچھ اور ہی مزا ہوتا ہے"

بمشکل اپنے آنسوؤں پر بند باندھتے وہ مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"اچھا آعاز میں تمہیں بعد میں کال کروں گی مجھے کچھ کام ہے۔۔۔ خدا حافظ"

آعاز ارے ارے ہی کرتا رہ گیا مگر اریبہ نے فوراً اپنا فون آف کر دیا۔

فون کو بیڈ کے ایک کونے پر پھینکتے وہ گہرے سانس لیتی اپنے بیڈ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس کو رونا آرہا تھا۔

بہت زیادہ رونا۔

اپنے چہرے کے سامنے ہاتھ جھلا کر اسنے اپنے آنسوؤں کو فضا میں تحلیل کرنا چاہا کہ بس وہ کسی طرح نا بہیں۔

"کب تک اسکے انتظار میں خود کو یوں اذیت دو گی ؟"

اسکے کمرے کے دروازے پر کھڑیں "ردا سلطان" شاید آغاز سے ہوتی اسکی گفتگو سن چکی تھیں۔

انکو دیکھتے ہی اریبہ کا اپنے آنسوؤں پر بندھ باندھنا مشکل ہو گیا تھا۔

ردا سلطان آہستگی سے اسکو لیے اسکے ساتھ اسکے بیڈ پر آبیٹھی تھیں۔

"اریبہ کیا میں نے تمہاری تربیت ایسی کی تھی کہ تم کسی لڑکے کی وجہ سے روتی پھرو؟"

ان کے لہجے میں سختی نہیں تھی۔

"میں کیا کروں مما یہ میرے اختیار میں نہیں ہے،اس سے محبت کرنا میرے اختیار میں نہیں تھا،اسکا انتظار کرنا میرے اختیار میں نہیں ہے"

وہ روتے ہوئے بولی تھی۔

اسکی آواز میں خوف تھا۔

چھن جانے کا خوف۔

"تم اسکو سب بتا دو بچے۔۔۔وہ تمہاری آنکھیں تھوڑی نا پڑھ سکتا ہے"

ردا اسکے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھیں۔

"اسی بات کا تو دکھ ہے مما،میں اسکی انکھیں،اسکا دل سب پڑھ سکتی ہوں وہ کیوں نہیں مجھے پڑھ سکتا؟کیا اریبہ سلطان اتنی بے مول ہے؟"

وہ ہچکی لیتے ہوئے بولی تھی۔

"نہیں میری بچی تم تو میری پری ہو میرا سکون میری زندگی میں تمہیں ایسے تکلیف میں نہیں دیکھ سکتی"

رداا سکے بال سہلاتے ہوئے بولی تھیں۔

"آپ جو مرضی کہہ لیں مما میں رجیکشن نہیں برداشت کر سکتی۔۔۔وہ مجھے نا ملے مجھے یہ قبول ہے لیکن میں خود کو اسکے سامنے پیش کر کے بے مول نہیں ہو سکتی"

انکی گود میں سر رکھتے ہوئے وہ اٹل لہجے میں بولی تھی۔

ردا جانتی تھیں کہ وہ خوددار ہے۔

وہ آغاز کا انتظار تو کر لے گی لیکن کبھی اس پر اپنے دل کا حال آشکار نہیں ہونے دے گی۔

اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے وہ خود پریشان ہو چکی تھیں جب انکو دروازے پر طلحہ سلطان نظر آئے۔

www.novelsclubb.com

انکا چہرا خطرناک حد تک سنجیدہ تھا۔

وہ شاید اریبہ کی کچھ منٹوں پہلے والی حالت دیکھ چکے تھے۔

اریبہ کے سوتے ہی ردا اپنے کمرے میں چلی گئیں تھیں۔

"میرے دوست کا ایک بیٹا ہے۔۔۔۔"

ردا کے کمرے میں آتے ہی طلحہ گویا ہوئے تھے۔

"نہیں طلحہ پلیز! ابھی نہیں! اریبہ یہ سب برداشت نہیں کر سکے گی"

ردا پریشانی بھرے لہجے میں بولی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"میں اپنی بیٹی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا ردا"

وہ ہارے ہوئے لہجے میں بولے تھے۔

"آپ آعاز کے واپس آنے کا انتظار کر لیں"

ردا منت بھرے لہجے میں بولی تھیں۔

"آعاز بہت اچھا لڑکا ہے ردا۔۔۔اگر اعاز کا پرو پوزل آتا تو انکار کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔لیکن یہ صرف تب تھا اگر اسکا پرو پوزل آتا، جو کہ نہیں آیا۔۔۔تین سالوں میں اریبہ کی ڈگری پوری ہو جائے گی اور تب میں انتظار نہیں کروں گا اتنا ہی وقت ہے آعاز کے پاس"

سخت لہجے میں کہتے وہ غسل کھانے میں گھس گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

پیچھے ردا پریشانی سے اپنی انگلیاں چٹخانے لگیں۔

مسئلہ نا آعاز کا تھا نا طلحہ کا۔

مسئلہ صرف اریبہ کا تھا۔

انکی بیٹی کا تھا۔

"ہ۔۔ہیلو؟"

فون کی گھنٹی بجتے ہی اس نے اسے اپنے کانوں سے لگالیا تھا۔

"ہیلو بیوٹیفل زویا جہانگیر"

فون سے آواز ابھرتے زویا کو لگا کہ اسکا دل باہر آجائے گا۔

وہ فوراً اُٹھی تھی اور اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا تھا۔

وہ کافی دنوں سے تیمور سے فون پر بات کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ تب سے تھا جب سے آعازیو۔کے گیا تھا۔

آج وہ دونوں پہلی بار فون پر بات کر رہے تھے۔

اس کا دل جتنی بھی دلیلیں دیتا لیکن وہ خود کو روک نہیں پا رہی تھی۔

"زویا؟ تم کچھ بول کیوں نہیں رہی؟"

تیمور عرف ٹمی کی آواز فون سے ابھری تھی۔

"م۔۔۔میں کیا بولوں؟"

وہ بری طرح ہچکچا رہی تھی۔

ضمیر الگ ملامت کر رہا تھا۔

"کچھ بھی۔۔۔۔میں تمہاری خوبصورت آواز سننا چاہتا ہوں"

www.novelsclubb.com

کیا تم سب جانتے ہو کہ بانو قدسیہ صاحبہ کیا کہتی تھیں؟

مرد آنکھوں سے محبت کرتا ہے اور عورت کانوں سے۔

یکدم دروازے پر ناک ہوا تھا۔

"زویا!"

وہ عمیرہ جہانگیر تھیں۔

"م۔۔۔ مما آگئی ہیں! میں بعد میں بات کرتی ہوں!"

عجلت میں فون بند کرتے اس نے فوراً جا کر دروازہ کھولا۔

"جی کیا ہوا؟"

دروازہ کھولتے زویا نے خود کو نارمل کرتے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا کر رہی تھی زویا تم تو کبھی کمرے کا دروازہ بند نہیں کرتی۔۔۔۔ خیر! تمہارے ڈیڈ تمہیں بلا رہے ہیں"

عمیرہ ماں تھیں۔

وہ کافی دنوں سے زویا کا بدلہ بدلہ انداز نوٹس کر رہی تھیں۔

لیکن وہ ان ماؤں میں سے نہیں تھیں جو مار دھاڑ کر اپنے بچے سے کچھ بھی اگلوالتیں۔

وہ انتظار کرنے والی تھیں۔

انکو اپنی تربیت پر بھروسہ تھا۔

شاید یہی انکی سب سے بڑی بھول تھی۔

اپنے بچوں پر بھروسہ ضرور کرنا چاہیے لیکن ان پر عقاب کی سی نظر بھی رکھنی چاہیے۔

دوسری طرف دیکھو تو نیلی آنکھیں شیطانیت سے مسکرا رہی تھیں۔

اتنی آسانی سے شکار جال میں پھنس چکا تھا.

www.novelsclubb.com

"بیوقوف لڑکی!"

وہ خود سے بڑبڑاتے سگریٹ سلگا چکا تھا۔

اسکی انٹرنشپ مکمل ہونے میں دو مہینے رہ گئے تھے۔

یعنی کہ وہ اپنے تین سال مانچسٹر میں گزار چکا تھا۔

اب کچھ مہینے اور پھر وہ پاکستان جا سکے گا۔

اپنے شہر لاہور جا سکے گا!

ان تین سالوں میں جہاں کچھ نا بدلہ تھا وہاں بہت کچھ بدل بھی چکا تھا۔

اریبہ سے ان تین سالوں میں اسکی لگاتار بات ہوئی تھی۔

اسکی ڈگری پوری ہو چکی تھی اور اب وہ انٹرنشپ کے لیے اسکے ڈیڈ کے آفس میں، ان کے شدید اسرار پر اپلائے کرنے والی تھی۔

اریبہ نے اپنی یونیورسٹی میں ٹاپ کیا تھا۔

مما سے اسکی جب بھی بات ہوتی وہ رونے لگ جاتیں اور پھر اسکو واپس نے کا کہتیں۔

ڈیڈ صرف اسکو نصیحتیں کرتے رہتے جبکہ زویا۔۔۔

وہ بدل گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

یہ بدلاؤ کیسا تھا وہ سمجھ نہیں سکا تھا۔

اس نے اریبہ کو زویا سے بات کرنے کو کہا لیکن بعد میں اریبہ نے اسکو بتایا کہ اس نے زویا سے بات کرنے کی کوشش کی تھی جس پر ان دونوں کی لڑائی ہو گئی۔

وہ خود بھی جب دو تین بار گھر گیا تھا، زویا اس سے کھینچی کھینچی رہنے لگی تھی۔

وہ یہ سمجھ کر خود کو بہلا دیتا کہ شاید وہ بڑی ہو گئی ہے اور اب اسکو ایسی اٹینشن نہیں پسند مگر دل میں وہ بھی جانتا تھا کہ کچھ بہت غلط ہو رہا ہے جو کوئی نہیں سمجھ پا رہا۔

وہ یہ سب سوچتے ہوئے اپنے کیبن میں بیٹھا ہوا تھا جب ایک نرس ناک کرتے اس کے کیبن میں داخل ہوئی۔

"Doctor Aazz ,Professor William wishes to see you"

www.novelsclubb.com

آعاز اپنی سوچوں سے چونکا تھا۔

پھر اثبات میں سر ہلاتے اپنے کیبن سے باہر نکل آیا۔

مانچیسٹر کے "سینٹرل ہاسپٹل" میں پاکستان کے بنسبت بہت کم مریض تھے۔

پاکستان میں تو اسکو یاد تھا کہ ہر وقت مریضوں کی لمبی قطاریں ہوتی تھیں، چھوٹے چھوٹے مسئلوں پر لوگ ہسپتال آجاتے تھے مگر یہاں کوئی اکادکا ہی لوگ تھے۔

نیوی بلیو سکرب اور اس پر وائٹ کوٹ پہنے وہ نہایت وجیہ لگ رہا تھا۔

شیو کچھ بڑھ چکی تھی اور اب آنکھوں پر ایک عدد نظر کے چشمے کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔

کچھ اور بھی تبدیلی آئی تھی۔

وہ اب لاابالی سا نہیں لگتا تھا، اس میں اب سنجیدگی اور ٹھراؤ آچکا تھا۔

یہ شاید اسکے پیشے کا تکازہ تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں اندر آجاؤں سر؟"

پروفیسر ولیم کے روم کے باہر ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا تھا۔

"تم اندر آچکے ہو آعاز"

وہ ہنسے تھے۔

بزرگ اور شفیق سے پروفیسر ولیم اسے پاکستان میں پروفیسر طارق کی یاد دلاتے تھے۔

ان تین سالوں میں اسکی یونیورسٹی میں کسی سے دوستی ناہوئ تھی۔

صرف کوئ ایک دو دوست تھے وہ بھی صرف پڑھائ کے لیے۔

زندگی میں پہلی دفعہ اسکو دوستی کرنے میں مشکل درپیش آئ تھی۔

پروفیسر ولیم اسکے پسندیدہ پروفیسر زمیں سے تھے اور انہی کے توسط سے آعاز کو "سینٹرل ہاسپٹل" میں انٹرنشپ کا موقعہ ملا تھا۔

آعاز پروفیسر ولیم کو بے حد عزیز تھا اس لیے وہ چاہتے تھے کہ آعاز اس ہاپٹل میں انٹرنشپ کرے جہاں وہ سینئر سائیکالوجسٹ ہیں۔

www.novelsclubb.com

کمرے کے اندر داخل ہوتے اس نے پروفیسر ولیم سے ہاتھ ملایا تھا اور پھر انکے میز کے مقابل رکھی کرسیوں پر بیٹھ گیا۔

پروفیسر ولیم کا پورا روم سفید رنگ کا تھا۔

فرنیچر سے لے کر دیواروں تک۔

بس کچھ پینٹنگز، پردے اور پھول ہی تھے جن کا رنگ سفید نا تھا۔

عموماً مکمل سفید کمرے کو دیکھ کر انسان کو وحشت ہوتی ہے لیکن پروفیسر ولیم کا کمرہ نہایت پر سکون تھا۔

"ایک کیس ہے آعاز۔۔۔ سمجھو تمہارا ایک امتحان ہے۔۔۔ یہ سالو کر لیا تو میری طرف سے تم سے بہترین کوئی سائیکالوجسٹ نہیں دنیا میں"

پروفیسر ولیم میز پر اسکی طرف جھکتے ہوئے بولے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کیسا کیس ہے؟ میں پوری کوشش کروں گا کہ سالو ہو جائے"

آعاز کے حامی بھرتے ہی ڈاکٹر ولیم نے اپنے میز پر موجود ایک بٹن دبایا تھا۔

کچھ دیر بعد ایک نرس کسی بندے کے ساتھ انکے کمرے میں تشریف لائی۔

اسکو چھوڑتے ہی نرس کمرے سے باہر چلی گئی۔

وہ شخص بظاہر تو نارمل لگ رہا تھا لیکن کچھ عجیب تھا اسکے بارے میں۔

پروفیسر ولیم اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

"یہ ہے تمہارا کیس"

یہ کہتے ہی وہ کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

آعاز جنتا تھا کہ اب وہ اس کو اپنے کمرے میں موجود ڈبل مرر ونڈو سے دیکھیں گے۔

در حقیقت پروفیسر ولیم کے کمرے میں ایک بہت بڑا شیشہ لگا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

لیکن اس شیشے کی دو سائیڈز تھیں۔

دوسری طرف موجود شخص تو آپ کو دیکھ اور سن سکتا ہے مگر آپ اسکو نا سن سکتے ہیں نا دیکھ سکتے ہیں۔

آعازاب اس شخص کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

وہ شخص کچھ نہیں بول رہا تھا بس سر جھکائے اپنے ہی جوتوں کو گھور رہا تھا۔

"تو کیا آپ بتائیں گے کہ آپ کا نام کیا ہے ؟"

آعاز نے اس شخص سے پوچھا تھا۔

لیکن اس نے کوئی جواب نا دیا.

اسکی فائل ڈاکٹر ولیم اپنے میز پر ہی چھوڑ کر گئے تھے۔

آعاز نے اسکو اٹھا کر اس پر سے اس بندے کا نام پڑھا۔

"Robert cruise"

www.novelsclubb.com

نام کے علاوہ اس بندے کی کوئی اور ڈیٹیل وہاں نہیں لکھی تھی۔

یہی آعاز کا امتحان تھا۔

ہسپتال والے شاید خود اسکے بارے میں کچھ نہیں جانتے تھے۔

"کیا آپ مجھے بتانا پسند کریں گے کہ آپ کیوں یہاں اۓ ہیں؟"

آعاز کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ اس شخص سے کیسے کچھ بھی اگلواۓ۔

اس نے پہلے جتنے بھی پیشنٹس دیکھے تھے وہ سب خود اپنا مسئلہ ڈسکس کرتے تھے۔

"آپ کی فیملی کہاں ہے؟"

آعاز نے اس سے ایک اور سوال کیا۔

اب کی بار رابرٹ نے آعاز کی طرف دیکھا تھا۔

نہایت خالی نظروں سے۔

www.novelsclubb.com

آعاز کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ محسوس ہوئی۔

"وہ مر گئی"

وہ شخص اب کی بار بولا تھا۔

اسکی نہایت ہلکی اور خوفزدہ آواز تھی۔

شاید وہ گلٹ میں تھا۔

"کون۔۔۔آپکی بیوی؟"

اب کی بار آعاز نے بھی کچھ محتاط ہو کر پوچھا تھا۔

رابرٹ نے ایک بار پھر چپ سادھ لی تھی۔

"دیکھیں آپ کچھ بتائیں گے تو میں آپکی مدد کروں گا"

www.novelsclubb.com

آعاز اب کی بار پھر تحمل سے بولا تھا۔

وہ شخص اب کی بار بہت ہلکی آواز میں کچھ بڑبڑایا تھا۔

اسکے ہاتھ کانپ رہے تھے اور اسکا چہرا سرخ ہو رہا تھا۔

آعاز پہلی بار ایسی سچوئیشن دیکھ رہا تھا۔

"کس نے مارا آپکی بیوی کو؟"

شاید وہ اپنی بیوی کے نام پر ہی کچھ اگل دے۔

اس شخص نے اب کی بار ایک بار پھر آعاز کی طرف دیکھا تھا۔

اسکی آنکھیں لہورنگ تھیں۔

ان میں نا کوئی احساس تھا نا جزبہ، وہ بالکل خالی تھیں۔

آعاز کو یکدم بے حد خوف محسوس ہوا۔

www.novelsclubb.com

"رابرٹ آپکی۔۔۔۔"

آعاز نے ڈرتے ڈرتے اسکو دیکھ کر اپنا جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔

"کیا آپ نے اپنی بیوی کو مارا ہے؟"

آعاز کے جملہ مکمل کرتے ہی رابرٹ کے کانپتے ہاتھ تھم گئے تھے۔

ایک سیکنڈ۔۔۔

دو سیکنڈ۔۔۔

کمرے میں بالکل سناٹا چھا گیا تھا۔

پھر کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔

آعاز فوراً ڈر کر اپنی جگہ سے اچھلا تھا۔

"ہاں!! ہاں!! میں نے مار دیا الیزا کو!! میں نے مارا!! اسکو میں نے مار دیا ہاہاہاہا!!"

www.novelsclubb.com

رابرٹ ہزیانی انداز میں ہنستے اور چیختے ہوئے بولا تھا۔

آعاز کے قدموں میں سے تو گویا جان ہی ختم ہو گئی تھی۔

وہ سفید پڑتی رنگت کے ساتھ رابرٹ کو دیکھتا رہا جو کہ اب بھی اونچا اونچا ہنس رہا تھا۔

"آعاز! کیا تم ٹھیک ہو؟"

ڈاکٹر ولیم شاید آئینے کے اس پار سے دیکھ چکے تھے کہ سیچوئیشن آعاز کے اندر کنٹرول نہیں رہی اسلیے وہ دو تین میل نرسز کو لے کر اپنے آفس میں آ چکے تھے۔

میل نرسز اس آدمی کو بمشکل قابو کرتے لے کر جا رہے تھے۔

رابرٹ چیخ رہا تھا، چلا رہا تھا اور ساتھ ساتھ اونچے اونچے قہقہے بھی لگا رہا تھا۔

پروفیسر ولیم فوراً آعاز کو بازو سے تھامے کرسیوں تک لائے تھے پھر پانی کا گلاس اس کو تھمایا تھا۔

آعاز نے ایک سانس میں ہی پورا گلاس ختم کر دیا۔

www.novelsclubb.com

"ی۔۔۔یہ کیا تھا پروفیسر؟"

آعاز کی آواز کانپ رہی تھی۔

"رابرٹ کروز! اس شخص نے اپنی بیوی کو مار کر اسکی باڈی کو اپنے بیڈ کے نیچے چھپادیا تھا۔۔۔ یہ اپنی بیوی سے آبسیسڈ تھا۔۔۔۔ جیل سے اسکو تھیراپی کے لیے یہاں بھیجا گیا تھا"

پروفیسر ولیم نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"میں جانتا تھا یہ کیس تم نہیں ہینڈل کر سکو گے لیکن آئی ایم پراؤڈ آف یو! تم کافی آگے آچکے تھے بس اگر آخر میں تم خوفزدہ نا ہو جاتے"

پروفیسر ولیم اب کی بار ہلکے پھلکے انداز میں بولے تھے اور آعاز مسکرا بھی نا سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکو لگ رہا تھا کہ اب وہ کئی راتیں سو نہیں سکے گا۔

"اٹس اوکے آعاز! تمہیں اس پروفیشن میں اس سے بھی برے کیسز مل سکتے ہیں یہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔میں اپنے پہلے سیریل کلر کے کیس میں روم سے بھاگ گیا تھا تم اٹلیسٹ بھاگے نہیں۔۔۔اب باہر جاؤ تھوڑی تازہ ہوا میں پھرو پھر ڈیوٹی جوائن کرنا"

آعاز کا کندھا تھپکتے انہوں نے اسکی ہمت بڑھائی تھی۔

"جی ٹھیک ہے پروفیسر"

آعاز بمشکل مسکراتے ان کے آفس سے باہر نکل آیا تھا۔

باہر نکل کر بھی اسکو ایسا لگا جیسے وہ سرخ آنکھیں اسکا پیچھا کر رہی تھیں۔

اس نے خوف سے جھرجھری لی۔

www.novelsclubb.com

تین ماہ بعد۔۔۔

وہ ائیر پورٹ کے ویٹنگ لاؤنج میں بیٹھا کوئی کتاب پڑھ رہا تھا۔

پھر وقتاً فوقتاً اپنی گھڑی میں وقت بھی دیکھ لیتا۔

گہری بھوری آنکھیں اب بھی ویسی ہی تھیں، وہی چمک اور ذہانت مگر اب کچھ سنجیدگی اور ایک عدد نظر کے چشمے کا کا بھی اضافہ ہو چکا تھا۔

گہرے بھورے بال اب کی بار جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے اور شیو پہلے کی نسبت تھوڑی بڑھی ہوئی تھی مگر وہ پھر بھی بے تحاشہ وجیہہ لگ رہا تھا۔

بلیک ٹو پیس میں ملبوس آعاز جہانگیر اب بھی وہی تھا مگر بہت کچھ بدل گیا تھا۔

ائیر پورٹ پر بہت سی لڑکیوں نے اسکو مڑ مڑ کر دیکھا مگر وہ اس سب سے بے نیاز اپنی کتاب پڑھنے میں مشغول رہا۔

فلائٹ کی اناؤنسمینٹ ہوتے ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور اپنا ٹرالی بیگ گھسیٹتے چل پڑا۔

www.novelsclubb.com

وہ تین سال بعد آخر کار پاکستان جا رہا تھا!

اس نے ایک آخری نظر اپنے اوپر ڈالی۔

اپنے بالوں میں ہاتھ چلا کر اس نے انکو اچھی طرح بکھیر دیا اور پھر گہری لال لپسٹک لگا کر وہ غالباً یونیورسٹی کے لیے تیار ہو چکی تھی۔

کیا تم سب کو وہ یاد ہے؟

آعاز جہانگیر کی چھوٹی بہن زویا جہانگیر؟

"ہیلو؟"

فون کانوں سے لگاتے وہ اپنے آپ کو آئینے میں دیکھ رہی تھی۔

مقابل نے شاید کچھ کہا تھا جس پر وہ نزاکت سے ہنسی تھی۔

"او کے بے بی آج ضرور ملیں گے ابھی تم مجھے میری یونیورسٹی سے پک کر لینا"

کیا وہ بنک کرنے والی تھی؟

کس کے لیے؟

فون کی سکرین پر ابھرتا نام دیکھو تو وہ "ٹمی" کے نام سے سیو تھا اور اسکے آگے ایک دل کا ایموجیز بھی موجود تھا۔

وہ باتھ روم کے ایک کونے میں اپنا سر تھامے بیٹھی تھی۔

اسکا چہرا اور آں کھیں دنوں سرخ تھیں۔

واشروم سے ایسے بو آرہی تھی جیسے کسی نے ابھی یہاں قہہ کی ہو۔

کیا تمہیں یاد ہے وہ ہیزل آں کھوں والی خوبصورت لڑکی؟

وفا حدید۔

www.novelsclubb.com

"یااللہ! پلیز مجھے بچالیں! میں مزید یہ سب نہیں کرنا چاہتی!"

وہ روتے ہوئے اپنے اللہ کو پکار رہی تھی۔

پھر وہ بمشکل وہاں سے اٹھتے اپنے کمرے میں آئ تھی۔

کمرے کا دروازہ لاک تھا۔

گھڑی پر وقت دیکھو تو رات کے دو بج رہے تھے۔

کمرے میں دیکھو تو ہر طرف کھانے پینے کے سامان کے خالی ریپر پڑے ہوئے تھے۔

کیا وہ یہ سب کھا چکی تھی؟

اس کو خود سے گھن محسوس ہوئی۔

وہ بمشکل چلتے ہوئے اوندھے منہ اپنے شہانہ بیڈ پر ڈھے گئی۔

"میری سنو وائٹ"

نیند کی وادیوں میں اترنے سے پہلے یہ آخری الفاظ اسکے کانوں میں گونجے تھے۔

----

www.novelsclubb.com

وہ آف وائٹ لیڈیز ٹو پیس پہنے راہداری سے گزر رہی تھی۔

اسکی بلیک ہیلز کی ٹک ٹک سے پورے فرش پر ارتعاش پیدا ہو رہا تھا۔

سلکی بالوں کی ہائی پونی بنائے وہ غالباً کہیں انٹرویو دینے کے لیے آئی تھی۔

کمپنی کے سی ای او کے آفس میں داخل ہونے سے پہلے اس نے ایک گہرا سانس لے کر خود کو پر سکون کیا۔

تو آج وہ اپنی قسمت آزمانے والی تھی۔

وہ جو اپنی یونیورسٹی کی ٹاپر تھی۔

اریبہ سلطان۔

"ارے بیٹا آؤ! مجھے کب سے تمہارا انتظار تھا"

وہاب جہانگیر کی پر مسرت آواز اسکو دیکھتے ہی ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ نے مجھ سے انٹرنشپ کا وعدہ کیا تھا انکل"

اریبہ نے مسکراتے ہوئے کہا تھا اور پھر انکے مقابل رکھی کرسی سنبھال لی تھی۔

"مجھے اپنا وعدہ بالکل یاد ہے۔"

وہاب جہانگیر مسکراتے ہوئے گویا ہوئے تھے۔

وہ اریبہ سلطان کی قابلیت کے خود گواہ تھے۔

انکی یہ بات سنتے اریبہ بھی مسکرائ تھی۔

رات کے تقریباً ساڑھے گیارہ بجے وہ لاہور، پاکستان میں لینڈ ہوا تھا۔

کسی کو اسکے واپس آنے کا نہیں پتا تھا اس لیے آعاز کو مجبوراً اوبر کروانی پڑی۔

ائیر پورٹ سے اسکے گھر کا راستہ تقریباً ایک گھنٹے کا تھا۔

کیا پر سکون فضا تھی اپنے وطن کی، اپنے شہر کی۔

گھر پہنچتے ہی اس نے دیکھا کہ اسکے گھر کا گارڈ گیٹ پر کرسی لگائے بیٹھا اونگھ رہا تھا۔

آعاز نے اوبر والے کو پیسے دیے اور پھر تاسف سے نفی میں سر ہلاتے گارڈ کی طرف بڑھا۔

"گل خان!"

آعاز نے زور سے اسکو پکارا تھا۔

آعاز کی پکار پر گل خان فوراً سیدھا ہو کر بیٹھا تھا۔

"صاحب آپ؟ کیا میں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں؟"

گل خان آعاز کو دیکھتے اپنی آنکھیں ملنے لگا تھا۔

"گیٹ کھولو گل خان!"

اب کی بار آعاز کچھ غصے سے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

بھئی اتنا تھکا آیا تھا وہ۔

بھاڑ میں گیا سرپرائز سب کو بتا کر آنا چاہیے تھا۔

گل خان آعاز کے غصے پر سہمتے گیٹ کھول چکا تھا۔

آعاز اسکو اپنا سامان اندر لانے کا کہتے خود بھی اندر جا چکا تھا۔

"آعاز میرے بیٹے تم کتنے سالوں بعد آئے ہو"

آعاز کو گھر آئے اب دو گھنٹوں سے زیادہ ہو چکے تھے اور عمیرہ جہانگیر تب سے روئے جا رہی تھیں۔

آعاز انکے ہاتھ چومتے انکو چپ کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔

وہاب جہانگیر ایک صوفے پر بیٹھے دونوں ماں بیٹے کو دیکھتے مسکرا رہے تھے۔

"زویا تم تو ٹھیک سے ملی بھی نہیں مجھ سے ناراض ہو کیا؟"

زویا ملازموں کو کھانے کا انتظام کرنے کا کہہ کر واپس آئی تھی جب آعاز نے اسکو روکا تھا۔

"ن۔۔۔نہیں بھائی ملی تو ہوں! ایکچولی تھکی ہوئی ہوں سونے جا رہی ہوں"

وہ پہلے تو گڑ بڑائی مگر پھر بمشکل خود کو نارمل کرتے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

اعاز نے اسکے مزاج اور لہجے کی تبدیلی کو بخوبی محسوس کیا تھا اور اب کی بار تو وہاب جہانگیر کو بھی کچھ غلط لگا تھا۔

زویا آعاز سے بے تحاشہ اٹیچڈ تھی۔

پہلے گھر میں اسکا چڑ چڑا رویہ دیکھ کر انکو یہی لگا کہ وہ اپنے بھائی کو مس کر رہی ہے لیکن یہ تو کچھ اور ہی تھا۔

انکی پر سوچ نظریں اس راستہ پر مرکوز تھیں جس سے زویا اپنے کمرے میں گئی تھی۔

ملازم نے کھانا لگنے کی اطلاع دی تو وہ تینوں ڈائننگ روم میں چلے گئے۔

---

www.novelsclubb.com

وہ اپنے آفس میں بیٹھی کام کر رہی تھی۔

اسکو اب کام کرتے بہت دیر ہو چکی تھی۔

وہ اپنا سر دباتے اب ریوالونگ چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھی چکی تھی۔

پھر اس نے انٹر کام پر کافی کا پیغام بھجوا دیا تھا۔

اب اگر وہ کافی نا پیتی تو کوئی کام نا کر پاتی۔

اریبہ سلطان کی دوسری محبت کافی اور چائے تھی۔

پہلی سے تو اب آپ سب آگاہ ہیں سوائے وہ جس سے اس کو محبت ہے۔

آج اس نے بے بی پنک ڈریس شرٹ کے ساتھ ،ڈارک بلیو بوٹ کٹ پینٹ پہن رکھی تھی۔

بالوں کو آج اس نے سائیڈ مانگ نکال کر سٹریٹ کر رکھا تھا۔

وہ عموماً میک اپ نہیں کرتی تھی مگر اب آفس آنے کی وجہ سے وہ ہلکہ نو میک اپ لک کر لیتی تھی۔

www.novelsclubb.com

اچانک اس کے دروازے پر ناک ہوا تھا۔

"آجائیں اور پلیز کافی کو رکھ کر چلے جائیں"

وہ ریوالونگ چیئر سے اپنی پشت ٹکائے آنکھیں موندے بولی تھی۔

"واقعی چلا جاؤں؟"

وہ آواز!

اریبہ اس آواز کو لاکھوں میں بھی پہچان سکتی تھی۔

اس نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں تھیں۔

وہ اسکے سامنے کھڑا تھا۔

ہاتھوں میں دو کافی کے کپ تھامے۔

مہرون کالر والی شرٹ اور گرے ڈریس پینٹ میں ملبوس، سر کے بال جیل سے سیٹ کیے

اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ ہمیشہ کی طرح بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

"ہاں چلے جاؤ"

وہ مسکراہٹ دباتے ہوئے بولی تھی جبکہ اسکو دیکھ کر وہ خود جانتی تھی کہ اس کا دل کس قدر خوش تھا۔

"سوچ لو پھر اگلی بار بار آیا تو کوئی گوری پھنسا کر لاؤں گا"

سنجیدگی سے کہتے اس نے ایک کافی کا کپ اس کے سامنے رکھا تھا۔

"خبردار آعاز جہانگیر! میں تمہارا خون پی جاؤں گی!"

وہ فوراً سیدھی ہو کر بیٹھی تھی۔

اعاز مسکراتے ہوئے اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھی لگ رہی ہو"

وہ اپنی کافی سے گھونٹ بھرتے ہوئے بولا تھا۔

"تم بھی"

وہ دل سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

کچھ دیر وہ ایک دوسرے سے اپنی باتیں کرتے رہے جب آعاز تھوڑا آگے جھک کر بیٹھا۔

"مجھے تم سے کچھ پوچھنا ہے اریبہ"

وہ بہت سنجیدہ لگ رہا تھا۔

"ہاں پوچھو"

www.novelsclubb.com

اپنی کافی سے گھونٹ بھرتے ہوئے اس نے حامی بھری تھی۔

"زویا کے ساتھ کوئی مسئلہ ہوا ہے کیا؟"

آعاز کے پوچھتے ہی اریبہ نے تھوک نگلا تھا۔

وہ جانتا تھا اب وہ آئیں، بائیں، شنذئیں کر کے اسکو اصل موضوع سے ہٹائے گی۔

"اریبہ!"

اس نے غصے اسکو دیکھا تھا۔

"آعاز پلیز!"

وہ اسکو نہیں بتانا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری اور زویا کی لڑائی کیوں ہوئی تھی اریبہ؟"

وہ سنجیدگی سے اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر پوچھ رہا تھا۔

"وہ اس دن جس دن تم نے مجھے اس سے بات کرنے کو کہا تھا۔۔۔۔"

اگر ہم کچھ مہینے پیچھے کو جائیں....

اریبہ زویا سے بات کرنے آعاز کے گھر چلی آئ تھی۔

اس نے سوچا تھا اسی بہانے آنٹی انکل سے بھی ملاقات ہو جائے گی۔

وہ ابھی اپنی گاڑی پارک ہی کر رہی تھی جب اسکو اپنی گاڑی سے تھوڑا پیچھے ایک اور گاڑی پارک ہوتی نظر آئ۔

اریبہ نے بیک مرر سے اس گاڑی کو دیکھنا چاہا کیونکہ پہلے کبھی یہاں کوئ ایسے گاڑی پارک نہیں کرتا تھا۔

خیر اسے کیا!

www.novelsclubb.com

وہ یہی سوچتے گاڑی سے باہر نکلی تھی جب اسکو زویا نظر آئ۔

اریبہ فوراً اپنی گاڑی کی اوٹ میں ہو گئ۔

زویا کے ساتھ ایک لڑکا بھی نکلا تھا۔

زویا بے تکلفی سے اس لڑکے کے گلے لگی تھی اور پھر ہنستے ہوئے آگے چل پڑی تھی۔

اریبہ کا اس بے تکلفی کا مظاہرے دیکھ کر منہ کھلا کا کھلا رہ گیا تھا۔

آعازا گر کچھ سوچ رہا تھا تو غلط نہیں سوچ رہا تھا۔

اریبہ زویا کے جاتے ہی اندر بڑھی تھی۔

آنٹی انکل سے مل کر وہ زویا کے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

زویا شیشے کے سامنے کھڑی اپنے منہ پر میک اپ رموور لگا کاٹن پیڈ تھپتھپا رہی تھی۔

یہ اس زویا سے بہت مختلف تھی جس کو اریبہ جانتی تھی۔

زویا تو میک اپ وغیرہ سے بہت دور بھاگتی تھی اسکو صرف اپنی پڑھائی سے غرض تھا۔

اریبہ کو دروازے میں کھڑا دیکھ زویا نے آبرو آچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں بات کرنا چاہتی ہوں تم سے"

اریبہ اندر آتے ہوئے بولی تھی.

"جانتی ہوں اور یہ بھی کہ کس بارے میں"

زویا کے انداز سے لگ رہا تھا گویا وہ جانتی تھی کہ اریبہ اسکو دیکھ چکی ہے۔

"تو پھر یہ بھی جانتی ہو گی کہ جب تمہارے گھر والوں کو پتا چلے گا تو وہ کیا کریں گے اس لڑکے اور تمہارے ساتھ ؟"

اسکی دیدہ دلیری پر اریبہ کو شدید غصہ آیا تھا۔

"انہیں بتائے گا کون ؟آپ ؟"

زویا طنزیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔

وہ کبھی اریبہ سے بدتمیزی نہیں کرتی تھی۔

دوستی تھی تو اسکی لمٹس بھی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی بات پر آعاز بھائی کے علاوہ کوئی یقین نہیں کرے گا۔۔۔اور شاید اپنی بہن کے آنسو دیکھ کر وہ بھی نا کریں"

زویا کو تو جیسے کسی بات کا کوئی خوف ہی نہیں تھا۔

اریبہ کو بے اختیار اس پر ترس آیا۔

"کیوں زویا؟ تم یہ سب کیوں کر رہی ہو؟"

اریبہ نے آگے بڑھتے نرمی سے اسکے ہاتھ تھام لیے۔

زویا کے تاصرات یکدم نرم پڑے تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپی وہ بہت اچھا ہے مجھے اسکا ساتھ خوشی دیتا ہے"

زویا یکدم محبت سے بولی تھی۔

وہی معصوم زویا جو آعاز کی بہن تھی۔

"تم اس سے کہو کہ وہ تمہارے گھر اپنے پیرنٹس لائے ہم آعاز سے بات کریں گے وہ سب کو سمجھا دے گا"

اریبہ نے اسکا ہاتھ دباتے کہا تھا۔

"میں نے اس سے کہا تھا لیکن وہ کہتا ہے وہ ابھی پڑھ رہا ہے"

زویا افسردہ ہوئی تھی۔

"اسکی پڑھائی ساری زندگی ختم نہیں ہوگی زویا، اسکے پاس ہر روز کوئی نیا بہانہ ہوگا اور پھر ایک دن وہ کہے گا کہ وہ تم سے شادی نہیں کر سکتا۔۔۔ایسے لڑکوں کو منہ مارنے کے لیے

دوسروں کی بیٹیاں چاہیے ہوتی ہیں لیکن یہ شادی انہیں سے کرتے ہیں جو انکے پیرنٹس ان کے لیے چن کر لاتے ہیں۔"

اریبہ کی اس بات پر زویا نے یکدم اس کے ہاتھوں سے اپنے ہاتھ چھڑائے تھے۔

"آئندہ میرے کمرے میں مت آیئے گا"

قطعی انداز میں کہتے زویا اپنا رخ موڑ چکی تھی۔

اریبہ جانتی تھی وہ اب اسکی بات نہیں سنے گی اس لیے وہ چپ چاپ وہاں سے چلی گئی تھی۔

اعاز کو بتانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اتنے دور بیٹھا کیا کر لیتا۔

جس نے بھٹکنا تھا وہ تو بھٹک چکا تھا۔

حال۔۔۔۔

آعاز سن بیٹھا اریبہ کی ہر بات سن رہا تھا۔

اریبہ بالکل رونے والی ہو چکی تھی۔

اب وہ جانتی تھی آعاز اسکو ڈانٹے گا۔

"آئی ایم سوری آعاز مجھے خیال رکھنا چاہیے تھا اور مجھے تمہیں بتا بھی دینا چاہیے تھا لیکن مجھے لگا تھا تم میرا یقین نہیں کرو گے"

وہ رنجیدہ آواز میں کہہ رہی تھی۔

"ارو تمہیں میرے کس عمل سے لگتا تھا کہ میں تمہارا یقین نہیں کروں گا؟"

www.novelsclubb.com

آعاز بے حد سنجیدہ تھا۔

"زویا تمہاری بہن ہے مجھے لگا تھا کہ تم میری بات نہیں سنو گے"

وہ بے حد شرمندہ لگ رہی تھی۔

"آعاز جہانگیر اریبہ سلطان پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ کرتا ہے۔۔۔ تم مجھ سے جھوٹ بھی کہتی تو مجھے سچ ہی لگتا"

وہ یہ کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"تم کہاں جا رہے ہو اعاز؟"

وہ یہ کہتے ہی اسکے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ ساتھ ساتھ فون پر کسی کا نمبر بھی ڈائل کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آعاز جہانگیر!"

وہ چیخی تھی۔

"اس مسئلے کی جڑ کو ختم کرنے"

وہ یہ بولتے ہی عجلت بھرے انداز میں اریبہ کے آفس سے باہر کو لپکا تھا۔

اریبہ بھی فوراً اپنا بیگ اٹھاتے اسکے پیچھے دوڑی تھی۔

ہمیشہ اریبہ کو ہی آعاز جہانگیر کے پیچھے جانا پڑتا تھا۔

آعاز جیسے ہی لفٹ میں سوار ہوا اریبہ اسکے پیچھے پیچھے اندر داخل ہوئی تھی۔

"نہیں اریبہ! تم نہیں آؤ گی!"

وہ دبے دبے لہجے میں غرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں آرہی ہوں آعاز! زویا میری بھی بہن ہے!"

وہ اس سے بھی زیادہ غصے میں بولی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

آعاز نے بے زاری سے آنکھیں گھمائی تھیں۔

آعاز اور اریبہ دونوں آعاز کی گاڑی میں سوار ہو چکے تھے۔

"وہ کال نہیں اٹھا رہی"

اریبہ بار بار زویا کو کال کر رہی تھی۔

آعاز نے گاڑی سٹارٹ کرتے اپنے فون پر ایک ایپ کے ذریعے زویا کی لوکیشن ٹریس کرنا شروع کی.

یہ ایپ وہاب جہانگیر اور آعاز نے زویا کہ فون پر پروٹیکشن کے لیے انسٹال کی تھی۔

تقریباً پندرہ منٹ کی ڈرائیو کے بعد وہ ایک محل نما گھر کے سامنے آ رکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کوئی بہت امیر خاندان ہے یہ تو"

اریبہ نے گاڑی سے نکلتے ہوئے تبصرہ کیا۔

آعاز نے ایک بار پھر گاڑی سے نکل کر زویا کو کال کی لیکن جواب ندارد۔

گھر کے باہر لگا بورڈ پڑھتے اریبہ رکی تھی جبکہ آعاز آگے جا کر گارڈ سے کچھ پوچھنے لگ گیا تھا۔

"ایم این اے مشتاق ڈار"

بورڈ پر لکھے نام کو پڑھتے اریبہ کی آنکھیں چمکیں تھیں۔

مشتاق ڈار سے وہ اپنی گریجوئیشن پارٹی میں ملی تھی۔

اپنے سارے گولڈ میڈلز اس نے انہی سے وصول کیے تھے اور انہوں نے اسکو اپنے آفس میں انٹرنشپ کرنے کی بھی آفر دی تھی۔

www.novelsclubb.com

اب آعاز اور چوکیدار لڑ رہے تھے۔

شاید وہ آعاز کو جان پہچان کے بغیر اندر نہیں جانے دینے والا تھا۔

"مشتاق ڈار سے کہیں اریبہ سلطان آئی ہے"

اریبہ نے آعاز کو پیچھے کرتے چوکیدار سے کہا تھا جب ان کے پیچھے ایک پراڈو آر کی تھی۔

وہ مشتاق ڈار ہی کی گاڑی تھی۔

انہوں نے اپنی سائیڈ کا شیشہ نیچے کرتے اریبہ کو دیکھا تھا۔

"السلام علیکم سر! مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے کیا آپ کے پانچ منٹ ملیں گے؟"

اریبہ نے نہایت ادب سے کہا جبکہ آعاز سخت بدمزہ ہو چکا تھا۔

مشتاق ڈار کی آنکھوں میں اریبہ کو دیکھتے شناسائی کی رمق ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"وعلیکم السلام! ضرور"

انہوں نے چوکیدار کو ہاتھ کے اشارے گیٹ کھولنے کا کہا۔

وہ سفید شلوار قمیض میں ملبوس ایک بارعب انسان تھے، عمر کوئی ساٹھ ستر کے بیچ میں ہو گی۔

جیسے ہی وہ لوگ گھر کے اندر داخل ہوئے کوئی لڑکی دوڑتی ہوئی اندر سے باہر نکلی تھی اور آعاز سے ٹکرائی تھی۔

"آئی ایم سوری آپ..."

آعاز کا بقیہ جملہ اپنے منہ میں ہی رہ گیا۔

وہ زویا تھی!

اسکا حلیہ بکھرا ہوا تھا اور وہ بہت رو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ب۔۔۔بھ۔۔۔۔بھائی؟"

وہ حراساں ہو کر آعاز کو دیکھ رہی تھی۔

اسکے پیچھے وہ بھی گالیاں بکتے آیا تھا۔

"یو۔۔۔گالی۔۔۔ تیری ہمت کیسے ہوئی۔۔۔"

تیمور ڈار عرف ٹمی۔۔۔

اسکی زبان کو بریک بھی آعاز اور اپنے بابا کو دیکھ کر لگی تھی۔

آعاز نے زویا کو اریبہ کے حوالے کیا تھا جو خود اس سچوایشن کے لیے تیار نہیں تھی۔

مشتاق ڈار کو پہلے تو کچھ سمجھ نا آیا تھا لیکن اب وہ سمجھ چکے تھے۔

"ڈ۔۔۔ڈ۔۔۔ڈیڈ؟"

www.novelsclubb.com

تیمور کی زبان گویا چلنے سے انکاری تھی۔

مشتاق نے ایک نظر آعاز کو دیکھا تھا جو بمشکل اپنے غصے کو قابو کیے کھڑا تھا۔

"میری طرف سے تمہیں آزادی ہے"

اعاز کا کندھا تھپکتے وہ واپس اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئے تھے۔

"ڈیڈ!!! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟!"

تیمور مشتاق ڈار پر چیخا تھا۔

"تمہیں آزادی دے کر دیکھ لیا ہے اسکا نتیجا اگر اب کوئ تمہاری لگامیں کھینچ سکتا ہے تو وہ ان سب لڑکیوں کے باپ بھائ ہیں جنکی تم نے عزتیں اچھالی ہیں"

وہ سرد انداز میں بولے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری ماں ایک با کردار عورت تھی۔۔۔میں نے کبھی تمہیں حرام نہیں کھلایا، تمہیں ہر آسائش دی اور تم نے مجھے اسکا یہ صلہ دیا؟!"

وہ دہاڑے تھے۔

تیمور کا سر خود بخود جھک گیا تھا۔

زویا اریبہ سے لگی ابھی تک رو رہی تھی۔

"آپ نے ہر آسائش دی مگر خود آپ کہاں تھے؟!"

تیمور بھی اب کی بار دھاڑا تھا۔

چٹاخ!

مشتاق ڈار نے ایک زوردار طمانچہ تیمور کے منہ پر مارا تھا۔

"اپنے گناہ کو یہ سب کہہ کر جسٹیفائی مت کرو! یہ میری غلطی تھی کہ میں نے تمہیں پہلے سلاخوں کے پیچھے ناڈلوایا جبکہ میں تمہاری سرگرمیوں سے واقف تھا! لیکن اب

www.novelsclubb.com

نہیں! میں اپنی غلطی ضرور سدھاروں گا لیکن یہ لڑکا آزاد ہے! جو مرضی کرے تمہارے ساتھ یہ آزاد ہے!!"

مشتاق ڈار یہ کہتے ہی اپنی گاڑی کی طرف ایک بار پھر بڑھ چکے تھے۔

مشتاق کے جاتے ہی تیمور نے آعاز کو دیکھا اور بمشکل تھوک نگلتے گویا ہوا تھا۔

"تمہاری بہن خود میرے ساتھ آئی تھی۔۔۔میں نے اس سے کوئی زبردستی نہیں کی اسکا کردار ہی خراب ہے"

تیمور کے یہ بولنے کی دیر تھی کہ آعاز نے ایک زوردار مکہ اسکے منہ پر جڑ دیا۔

اریبہ اور زویا دونوں نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

تیمور کے منہ سے خون کا فوارا نکلا تھا۔

لیکن آعاز رکا نہیں۔

اس نے اسکو مارا اور بہت مارا۔

اتنا کہ شاید وہ مر جاتا لیکن آعاز مارنا نا چھوڑتا۔

"آعاز بس کرو وہ مر جائے گا!"

اریبہ اسکو بازو سے پکڑ کر تیمور سے دور کرنے لگی تھی۔

"چھوڑو مجھے!!اس نے میری بہن کو ہاتھ لگایا!!میں اس۔۔۔گالی۔۔۔کو زندہ گاڑھ دوں گا!"

آعاز دھاڑا تھا اور اسکی دھاڑ پر اریبہ سہم کر فوراً دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔

تیمور نڈھال ہو کر زمین پر گر چکا تھا۔

اس کا پورا وجود خون سے لتھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز بھائی!!پلیز!!!چھوڑ دیں اسے!!"

زویا روتے ہوئے چیخی تھی۔

وہ مزید اپنے بھائی کو ایسے نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

آعاز کے تاثرات یکدم نرم پڑے تھے۔

اس نے زویا کو دیکھا تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے سسک رہی تھی۔

اس نے اریبہ کو دیکھا تھا۔

وہ شاک کی حالت میں آعاز کو دیکھ رہی تھی۔

اس نے پھر تیمور کو دیکھا۔

وہ مرنے کے قریب تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر اس نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا۔

وہ پورے خون سے بھرے ہوئے تھے۔

"چلو آعاز! گھر چلتے ہیں زویا ڈری ہوئی ہے"

اریبہ نے خود کو نارمل جرتے نرمی سے اسکا ہاتھ تھامتے اس سے کہا تھا۔

"ز۔۔۔زویا"

اعاز کی آواز میں واضح لڑکھڑاہٹ تھی۔

شاید وہ زون آوٹ ہو چکا تھا۔

"آعاز!"

اریبہ نے اسکے بازو کو ہلاتے ہوئے پکارا تھا۔

www.novelsclubb.com

آعاز نے زور سے اپنی آنکھیں میچ کر کھولیں تھیں۔

"تم ٹھیک ہو نا؟"

اریبہ نے اس سے ایک بار پھر پوچھا تھا۔

"ہ۔۔ہاں چلو گھر چلیں"

اس نے آگے چلتے ہوئے زویا کا ہاتھ تھاما تھا جو ایک کونے میں بت بنی کھڑی تھی اور اس کو اپنے ساتھ لے کر چلنے لگا۔

وہ ایک بھائی تھا۔

اچھا بھائی تھا۔

اسکو اپنی بہن کو کوور کرنا تھا۔

وہ جیسی بھی تھی اسکی بہن تھی،اعاز جہانگیر کی چھوٹی بہن،اسکی جان،زویا جہانگیر۔

www.novelsclubb.com

زویا کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اعاز کے ساتھ چلتی رہی۔

کتنی بڑی غلطی ہو چکی تھی اس سے۔

اعاز نے زویا کے لیے بیک سیٹ کا دروازہ کھولتے اس کو اندر بیٹھنے میں مدد کی اور خود ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

اریبہ اب زویا سے پوچھ رہی تھی کہ اگر وہ لیٹنا چاہتی ہے تو لیٹ جائے، یا اگر کوئی چوٹ وغیرہ لگی ہے تو وہ ہاسپٹل جا سکتے ہیں۔ زویا بس ہاں، نہیں میں جواب دے رہی تھی۔

وہ کسی سے نظر بھی ملانے کے قابل نہیں رہی تھی۔

اگر آج آعاز بھائی اور اریبہ نا آتے تو وہ اسکے آگے سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

آعاز زویا کو اپنے گھر لے جانے کے بجائے اریبہ کے گھر لے آیا تھا۔

"ارو..."

www.novelsclubb.com

آعاز نے کچھ کہنا چاہا۔

"میں سمجھ گئی تم بے فکر رہو۔۔۔ زویا میری بھی بہن ہے"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ آعاز کی تسلی کرواتے زویا کو اپنے ساتھ لے گئ تھی۔

آعاز وہیں رہا۔

آج اسکا ایک ہاسپٹل میں جاب انٹرویو تھا۔

وہ اپنا کلینک بنانے سے پہلے تھوڑا ایکسپوشر چاہتا تھا۔

اس نے ایک نظر اپنے کپڑوں کو دیکھا۔

ان پر خون کے دھبے لگے ہوئے تھے۔

اسکے سٹیرنگ وہیل پر رکھے ہاتھ بھی تیمور کے خون سے رنگے تھے۔

اسکو اس بات کا کوئ ملال نا تھا کہ اس نے تیمور کو مارا، دکھ صرف اس بات کا تھا کہ زویا اس سے دور ہو کر ایک کھائ میں گرنے والی تھی اور آعاز جہانگیر کو اس بارے میں کچھ پتا نا چلا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی سوچوں میں مشغول تھا کہ یکدم اسکو ایک بار پھر احساس ہوا کہ کوئ اسکو دیکھ رہا ہے۔

یہ مسئلہ پاکستان آنے کے بعد سے اسکے ساتھ پھر شروع ہو چکا تھا۔

مانچسٹر میں یہ احساس اسکی جان چھوڑ چکا تھا۔

"کیا مصیبت ہے ؟!"

اس نے غصے میں سٹیرنگ وہیل پر مکہ مارا تھا۔

پھر گاڑی سٹارٹ کرتے ایک یونیورسٹی کے دوست کے گھر چلا گیا تا کہ اس سے کچھ کپڑے آدھار لے سکے۔

اگر گھر جاتا تو مما اور ڈیڈ کے سوالات اس کی جان نا چھوڑتے اور ابھی وہ زویا کے بارے میں کسی کو نہیں بتانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

زویا کے ساتھ ہوئے واقعے کو چار پانچ دن گزر چکے تھے۔

وہ اتنے عرصے میں آعاز کے سامنے نہیں آئی تھی۔

وہ مما اور ڈیڈ کے سامنے نارمل ایکٹ کرتی تھی لیکن وہ جانتا تھا کہ وہ نارمل نہیں ہے۔

ایک رات جب آعاز اسکے کمرے کے سامنے سے گزر رہا تھا تو وہ اسکو جائے نماز پر بیٹھی اللہ کے سامنے گڑگڑاتی نظر آئی۔

صد شکر اسکو اپنی غلطی کا احساس تھا۔

اس دن اریبہ کے گھر چھوڑنے کا فائدہ یہ ہوا تھا کہ وہ زویا کو اعتماد میں لے کر اس سے ہر ڈیٹیل نکلوا چکی تھی۔

زویا اس دن پہلی بار اس لڑکے کے گھر اس سے ملنے گئی تھی۔

اسکے علاوہ وہ اس سے صرف دو بار اور ملی تھی۔

ایک دفعہ اسکو اریبہ نے پکڑ لیا تھا جس وجہ سے محتاط ہوتے ہوئے انکا تعلق فون تک محدود رہ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

زویا نے ایک عقلمندی کا کام ضرور کیا تھا اس نے اپنی کوئی تصویر اس لڑکے کو نہیں بھیجی تھی نا ہی لینے دی تھی۔

تیمور ڈار ایک انفلوا ینسر کے ماسک میں موجود بھیڑیا تھا۔

وہ لڑکیوں کو اپنے انفلوا ینسر ہونے کے ذریعے ٹریپ کرتا تھا اور پھر انسے انکی ذاتی تصاویر مانگ کر انکو بلاک کر دیتا تھا۔

وہ امیر تھا اور اس بات کا اچھے سے فائدہ اٹھاتا تھا۔

لیکن اسکے ڈیڈ نے صد شکر اسکی کوئی حمایت نہیں کی اور زویا والے واقعے کے بعد سے وہ جیل میں تھا۔

آعاز کا آج ہاسپٹل میں پہلا دن تھا۔

وہ تین پیشنٹس کے سیشن لے چکا تھا۔

ان میں ایک لڑکی اور دو بڑی عمر کے آدمی شامل تھے۔

www.novelsclubb.com

اب وہ بیٹھا کافی پی رہا تھا۔

آج کا دن اسکے لیے نہایت تھکا دینے والا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ ریوالونگ چئیر پر آنکھیں موندے ہی لیٹ چکا تھا جب اچانک کسی کے چیخنے کی آواز آئی اور پھر کسی چیز کے گرنے کی۔

جیسے کوئی بہت اونچائی سے گرا ہو۔

وہ اپنی ریوالونگ چئیر سے اٹھتے، اپنے آفس سے باہر نکلا تھا۔

اس کا رخ ہاسپٹل کے ایڈمنسٹریشن بلاک کی طرف تھا۔

ہسپتال کے ایڈمنسٹریشن بلاک کو اگر دیکھا جائے تو وہ ہسپتال کے بیچوں بیچ واقع تھا اور اس میں موجود لفٹس اور سیڑھیوں کے ذریعے عوام اوپر موجود مختلف وارڈز میں جاسکتی تھی۔

سائیکیاٹری وارڈ تیسرے فلور پر واقع تھا اور کل آٹھ فلورز تھے۔

آخری فلور پر سولر پینلز لگے ہوئے تھے تا کہ بجلی جانے کی وجہ سے ہسپتال میں کوئی مسئلہ در پیش نا آئے۔

www.novelsclubb.com

وہ سیڑھیاں اترتے جیسے ہی نیچے پہنچا اس نے دیکھا کہ ایک لڑکی اوندھے منہ فرش پر گری ہوئی ہے۔

اسکے خون سے ہسپتال کا سفید ماربل کا فرش سرخ ہو چکا تھا۔

آس پاس کافی لوگ جمع تھے،افرا تفری کا ساسماں تھا۔

کچھ ہی دیر میں کچھ میل نرسز اس لڑکی کو سٹریچر میں لٹانے لگے۔

دور سے اس لڑکی کا چہرا واضح نا تھا مگر جب آعاز نے میل نرسز کے اپنے پاس سے گزرنے پر اس لڑکی کا واضح چہرا دیکھا تو وہ بالکل ہکا بقارہ چکا تھا۔

وہ اسکی آج کی پہلی پیشنٹ تھی!

عشنا اسلام!

دار

حصہ دوم

www.novelsclubb.com

وہ اپنے کیبن میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کسی آرٹکل کو پڑھ رہا تھا۔

عشناء اسلام کی خودکشی کے واقعے کو دو روز بیت چکے تھے۔

درحقیقت عشناء کی موت ایک پولیس کیس تھی مگر تمام ثبوتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو خودکشی قرار دے دیا گیا تھا۔

عشناء اسلام اعاز جہانگیر کی ہی پیشنٹ تھی جو کہ اپنی ازدواجی زندگی کے مسائل کی وجہ سے ڈپریشن میں مبتلا تھی۔

وہ آعاز کی پہلی پیشنٹ تھی اور پہلے ہی دن آعاز نے اسکو اپنے ساتھ کافی حد تک کمفرٹیبل کر لیا تھا۔

اسی وجہ سے عشناء نے سب کچھ آعاز سے بے دھڑک ہو کر شئیر کیا تھا اور آعاز کو لگا تھا کہ شاید وہ کچھ اور سیشنز کے بعد ریکور کر جائے گی۔

اپنا چشمہ اتار کر اپنے ورکنگ ڈیسک پر رکھتے وہ ریوالونگ چیئر پر ہی اپنی پشت ٹکا چکا تھا۔

وہ پریشان تھا۔

عشناء کی خودکشی بحیثیت عشناء کے سائیکالوجسٹ ہوتے آعاز جہانگیر کے لیے ایک بڑی ناکامی تھی، کہ کہیں اسکی ہی کسی بات کی وجہ سے اس نے یہ قدم نا اٹھایا ہو لیکن یہ عشناء کا پہلا سیشن تھا!

وہ شاکڈ بھی تھا۔

عشناء ڈپریشن میں ضرور مبتلا تھی لیکن وہ اتنا شدید نا تھا کہ عشناء خودکشی جیسا قدم اٹھاتی۔

شاید کچھ مسنگ تھا۔

مگر کیا؟

وہ پرسوچ انداز میں ریوالونگ چیئر کو اپنے پیروں کی حرکت سے گھمانے لگا۔

گہرے بھورے بال آج جیل سے سیٹ نہیں کیے گئے تھے جس وجہ سے وہ بے نیازی سے اسکے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

سفید ڈریس شرٹ شکن زدہ ہو چکی تھی، جس کے بازو اس نے کہنیوں تک موڑ رکھے تھے۔

گہری بھوری آنکھیں ہمیشہ کی طرح ذہانت کی چمک سے بھرپور تھیں۔

آعاز جہانگیر ابھی بھی اپنی سوچوں میں گم تھا جب اسکو اسکے فون کی بپ نے اپنی طرف متوجہ کیا۔

زویا کا میسج تھا۔

وہ حیران ہوا۔

زویا نے اس سے تیمور والے واقعے کے بعد سے کوئی بات نہیں کی تھی۔

"بھائی آج جلدی گھر آجائیں ممی اور ڈیڈ باہر ڈنر پر گئے ہوئے ہیں"

میسج پڑھتے اسکے ہونٹوں پر مسکراہٹ در آئی۔

www.novelsclubb.com

یہ ایک اچھا موقع تھا کہ وہ زویا سے بات کرکے اسکو سمجھا سکتا۔

وہ پہلے صرف اسکو اسپیس دینا چاہتا تھا تاکہ وہ اس کو غلط نا سمجھے۔

اسکی ویسے بھی کوئی لمبی چوڑی ڈیوٹی نہیں تھی اور ناہی مزید کسی کا اپائنٹمنٹ تھا اس لیے اس نے گھر جانے کا فیصلہ کیا۔

اس کمرے میں ملگجا سا اندھیرا تھا۔

وہاں موجود کھڑکی سے آنے والی چاند کی روشنی اس کمرے میں کچھ روشنی کا باعث بن رہی تھی۔

اگر تم کچھ غور سے دیکھو۔۔۔

اس کمرے کا فرنیچر بے حد حسین تھا۔

لکڑی کے بیڈ کے اطراف میں سفید نیٹ کے پردے سجائے گئے۔

www.novelsclubb.com

سائیڈ ٹیبل پر ایک فوٹو فریم دھرا ہوا تھا۔

اس میں موجود تصویر اس اندھیرے میں کچھ واضح نا تھی۔

کمرے میں پینٹنگ کا بے تحاشہ سامان موجود تھا۔

شاید جس کا یہ کمرا تھا اس کو پینٹنگ کا بہت شوق تھا۔

دیوار پر ڈھیروں رنگین کینوس سجائے گئے تھے اور سٹینڈ پر ایک ادھورا کینوس بھی موجود تھا۔

نامکمل۔۔۔

جیسے وہ خود تھی۔

جیسے اسکی زندگی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں سوگ کا سا سماں تھا۔

وہ اپنے بیڈ کے ایک کونے میں بیٹھی ناجانے کن سوچوں میں غلطاں تھی۔

اسکے بالوں کا رنگ چاند کی روشنی میں واضح تھا۔

سنہرا جیسے شہد کا رنگ ہوتا ہے۔

جیسے اسکی آنکھیں۔

چاند کی روشنی میں اس لڑکی کے پرکشش نکوش اور ہلکے سانولے رنگ والا چہرا واضح تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ ذوالقرنین!

کمرے کے دروازے پر ہوتے ناک نے اسکو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"یس!"

ہلکی سی نازک آواز میں اسنے گویا نوارد کو اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

"سارہ بی بی بڑی بی بی باہر گئی ہیں۔ کیا میں آپ کے لیے کھانا لگا دوں؟"

ملازمہ نے آتے ہی اسکو اطلاع دی تھی۔

کتنے زیادہ ملازم تھے اسکے گھر میں۔

گھر تو چھوٹا لفظ ہے، یہ تو محل تھا۔

"جی لگا دیں"

بے تاثر انداز میں کہتے وہ اپنے بستر سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

ملازمہ اثبات میں سر ہلاتے اسکے کمرے سے جا چکی تھی۔

سارہ ذولقرنین پاکستان کی ایک مشہور ایکٹرس تارا ناز اور ذولقرنین وحید کی اکلوتی بیٹی تھی۔

ذولقرنین کا شمار پاکستان کے مشہور industrialists میں ہوتا تھا۔

جب سارہ تقریباً کوئی آٹھ برس کی تھی تب ذولقرنین وحید کا انتقال ہو گیا تھا اور چونکہ وہ سارہ سے بے انتہا محبت کرتے تھے انہوں نے اپنی ساری جائداد اسی کے نام کی تھی۔

ذولقرنین اور تارا کے ازدواجی تعلقات کبھی اچھے نا رہے تھے۔

تارا پر ذولقرنین کو زہر دے کر مارنے کا بھی الزام تھا مگر میڈیا اور پولیس کا منہ بند کروانا تارا جیسی شہرت رکھنے والی عورت کے لیے کچھ معنی نہیں رکھتا تھا۔

www.novelsclubb.com

ذولقرنین کی موت کے بعد تارا کو ہر وہ کام کرنے کی کھلی چھوٹ تھی جو انکو پہلے چھپ کر کرنے پڑتے تھے۔

حسن توانکا گویا بڑھتی عمر کے ساتھ بڑھتا ہی جا رہا تھا۔

سارہ کی موجودگی سے انہیں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

بس وہ انکی بیٹی تھی جیسے کے گھر میں تارا رہتی تھیں۔

سارہ کو اپنی ماں سے نفرت نہیں تھی مگر اس کو محبت بھی نا تھی۔

وہ بے حس تھی۔

سارہ ذولقرنین اپنی بے حسی کو کینوس پر اتارتی تھی۔

وہ کھانا نہیں چھوڑتی تھی۔

وہ شاپنگ بھی کرتی تھی۔

وہ ہر کام کرتی تھی جو ایک نارمل لڑکی کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ مکمل طور پر نارمل زنگی گزارنے کی کوشش کرتی تھی۔

سارہ ذولقرنین نارمل رہنے کی بہترین اداکاری کرتی تھی۔

کچن میں موجود اشتہار انگیز خوشبو سے اندازہ لگایا جاسکتا تھا کہ وہاں کوئی بہت محنت سے کھانا بنارہا تھا۔

بے بی پنک سویٹ شرٹ اور ڈینیم بوٹ کٹ جینز میں ملبوس، اپنی کمر کے گرد ایپرن باندھے وہ فرائنگ پین میں چمچ چلا رہی تھی۔

بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا رکھا تھا جن میں سے چند آوارہ لٹیں اس کے چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

وہ وقتاً فوقتاً انکو اپنے بازو کی مدد سے پیچھے کر رہی تھی۔

"اروآپی کیا میں آپ کو کوئی کیچر یا پن لا دوں؟"

www.novelsclubb.com

تو وہ کھانا بنانے کے لیے ہلکان ہوتی لڑکی اریبہ سلطان تھی!

اسکے ساتھ کھڑی چھوٹی لڑکی نے پریشانی سے اس پوچھا۔

"ہاں پلیز زویا"

فرائنگ پین میں چمچ چلاتی لڑکی ایک ہاتھ سے اپنے چہرے کے اطراف میں گرتے بالوں کو ہٹاتے پریشانی سے گویا ہوئ۔

اس سے جو کہ آعاز جہانگیر کی چھوٹی بہن تھی۔

زویا جہانگیر۔

زویا نے سبز پرنٹڈ کرتے کے نیچے بلیو سکنی جینز پہن رکھی تھی اور اپنے لمبے بالوں کی فرنیچ ناٹ بنا رکھی تھی۔

وہ اب پہلے جیسی زویا ہی لگتی تھی۔

معصوم اور پیاری۔

www.novelsclubb.com

"ارو آپی کیا اعاز بھائ آیسے مان جائیں گے ؟"

اریبہ کو پن تھماتے زویا پریشانی سے گویا ہوئ تھی۔

"زویا وہ اس سب کے بغیر بھی مان جاتا۔۔۔تم کیوں پریشان ہو رہی ہو؟"

اریبہ اپنے چہرے کے اطراف میں گرتے بالوں کو پن لگاتے نرمی سے گویا ہوئ تھی۔

زویا نے اریبہ کو وہاب اور عمیرہ جہانگیر کے جانے کے بعد گھر بلایا تھا تاکہ وہ آعاز کو منانے میں اسکی مدد کر سکے۔

دونوں کا مشترکہ فیصلہ تھا کہ وہ آعاز کو اچھا کھانا کھلائیں گی تاکہ زویا اور اسکی بات چیت کو بحال کیا جا سکے۔

کھانا صرف اریبہ ہی بنا رہی تھی کیونکہ ایک تو کھانا اریبہ سلطان واقعی اچھا بناتی تھی اور دوسرا کہ زویا کو انڈا ابھی ڈھنگ سے نہیں ابالنا آتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"لیکن آریبہ آپی انہوں نے مجھ سے اتنے دنوں سے بات نہیں کی۔۔۔کچھ پوچھا بھی نہیں"

گہری بھوری آنکھوں میں ڈھیروں پریشانی تھی۔

"وہ تمہیں اسپیس دے رہا تھا زویا اور شاید خود کو بھی، وہ غصے میں تمہیں کچھ بھی بول کر خود سے متنفر نہیں کرنا چاہتا تھا اور نا ہی وہ یہ چاہتا تھا کہ وہ تمہاری چھوٹی سی غلطی کو سب کے سامنے بتائے اور اس کے بعد تم اپنی ساری زندگی اس ایک غلطی کے بلبوتے پر خراب کر لو"

اریبہ اسکا ہاتھ تھامتے نرمی سے گویا ہوئی تھی۔

"آعاز اپنی بہن کو سٹرانگ دیکھنا چاہتا ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ زویا ان لوگوں میں سے نہیں جو ایک پتھر سے ٹھوکر لگنے کے بعد بار بار اس پتھر سے اپنا سر ماریں"

نرمی سے اسکا ہاتھ چھوڑتے وہ دوبارہ کھانے کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اروآپی آپ رک جائیں نا میرے ساتھ"

ایک ہاتھ میں پلیٹس پکڑے دوسرے ہاتھ سے اس نے اریبہ کا ہاتھ تھام کر اسکو جانے سے روکا تھا۔زویا شاید اپنے بھائ کا سامنا کرنے سے ڈر رہی تھی۔

"وہ تمہارا بھائ ہے زویا، وہ ہمیشہ تمہاری حفاظت کرے گا"

زویا نے جس ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھام رکھا تھا اس پر اپنے دوسرے ہاتھ سے زور ڈالتے وہ گویا ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

اریبہ کے جاتے ہی زویا ٹیبل سیٹ کرنے لگ گئ تھی۔

وہ ابھی ڈرائیو نگ میں مشغول تھا۔

اپنے گھر سے ابھی وہ پندرہ منٹ کے فاصلے پر تھا۔

گاڑی میں ہلکا ہلکا میوزک گونج رہا تھا۔

یکدم اسکے بجتے فون نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا۔

فون کی سکرین پر کالر کا نام پڑھتے اسکے سنجیدہ چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔

"ہیلو! آعاز جہانگیر سپیکنگ!"

فون کان سے لگاتے وہ گویا ہوا تھا۔

"مجھے تمہاری مدد چاہیے"

مقابل کے الفاظ سنتے آعاز کے چہرے پر موجود مسکراہٹ غائب ہوئی تھی۔

"کیا سب ٹھیک ہے؟"

وہ محتاط ہو کر گویا ہوا تھا۔

"کیا ہم مل سکتے ہیں؟"

مقابل کی طرف سے سوال آیا تھا۔

"شیور کل ہاسپٹل آجائیں میں آپکو اڈریس ٹیکسٹ کر دوں گا"

آعاز کے یہ کہتے ہی مقابل کی طرف سے رابطہ منقطع ہو چکا تھا۔

آعاز نے بھی اپنا فون پسینجر سیٹ پر اچھال دیا۔

وہ اب گھر پہنچ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

گاڑی سے اتر کر اس نے دروازے کو لاک لگایا اور اندر کی طرف بڑھ گیا۔

اسکے گھر کی سڑک پر بالکل اندھیرا تھا، صرف سٹریٹ لائٹس ہی واحد روشنی کا ذریعہ تھیں۔

ایک بار پھر اسکو لگا جیسے کہ وہ کسی کی نظروں کے حصار میں ہے۔

یہ احساس اس کی جان نہیں چھوڑتا تھا اور عموماً وہ اسکو اگنور کر دیتا تھا۔

مگر آج نا چاہتے ہوئے بھی اس نے اطراف میں نظریں دوڑائیں۔

اس کے گھر کے سامنے موجود سڑک کے اطراف میں بہت سے درخت تھے اور وہ کانٹے دار جھاڑیوں کے بیچ و بیچ واقع تھے مگر وہ سب تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے۔

یکدم اسکو ایسے محسوس ہوا جیسے کوئی اندھیرے میں ڈوبے درختوں اور جھاڑیوں کو اپنی ڈھال بنائے ان کے بیچوں بیچ چھپا تھا۔

وہاں سٹریٹ لائٹ کی ہلکی روشنی پڑنے سے ایک ہیولہ سا واضح تھا۔

وہ یقیناً کسی انسان کا ہی ہیولہ تھا۔

www.novelsclubb.com

آعاز چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس طرف بڑھا تھا۔

"صاحب!"

گل خان کی پکار پر وہ چونک کر پیچھے مڑا تھا اور تب ہی جھاڑیوں کے پتوں کے ارتعاش سے آواز پیدا ہوئی تھی۔

یقیناً وہاں کوئی تھا۔

"ٹارچ ہے تمہارے پاس؟"

اس نے گل خان سے پوچھا تھا۔

"نہیں صاحب جی"

گل خان حیران ہوتے ہوئے بولا تھا، کیا اب چھوٹے صاحب کانٹے دار جھاڑیوں میں گھس کر انکی تلاشی لینے والے تھے اور وہ بھی رات کے اس پہر؟

www.novelsclubb.com

گل خان نے بے اختیار جھرجھری لی۔

"صاحب جی جھاڑیوں کے اس پار بڑی بلیاں بھاگتی جاتی ہیں شاید وہی ہوں"

گل خان آعاز کی نظروں کے ارتکاز کو جھاڑیوں کی طرف محسوس کرتے گویا ہوا تھا کہ کہیں واقع وہ ان جھاڑیوں میں نا گھس جائے۔

"ہاں۔۔۔شاید"

غائب دماغی سے کہتے وہ گل خان کو گاڑی کی چابی تھماتے اپنے گھر کے اندر بڑھ گیا تھا۔

وہ لاؤنج میں داخل ہوا تو اسکو وہ نظر آئی۔

اسکی چھوٹی بہن زویا جہانگیر۔

www.novelsclubb.com

وہ ٹیبل پر پلیٹس سیٹ کررہی تھی۔

وہ چلتے چلتے اس تک گیا۔

"میں کچھ مدد کر دوں؟"

اسکے ہاتھوں سے پلیٹس لیتے وہ خود بھی اسکی مدد کرنے لگ گیا تھا۔

زویا پہلے تو اسکو دیکھتے بہت حیران ہوئ مگر پھر اسکو حد درجہ خوشی ہوئ۔

آعاز جانتا تھا زویا کو گھر کے کام پسند نہیں اس لیے وہ اسکو کام کرنے بھی نہیں دیتا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے شیلف پر پڑے گلاس اٹھا کر ٹیبل پر رکھنے لگی۔

"کیا بنایا ہے؟"

وہ پلیٹس سیٹ کر کے اب سٹوو تک گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ بیٹھیں میں کھانا لگاتی ہوں"

زویا ہلکی آواز میں کہتے ٹرے میں کھانا ڈالنے لگ گئ تھی۔

"اُفف زویا میرے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے ہیں"

آعاز نے کچن سے ملحقہ ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھتے ہانک لگائی تھی۔

زویا کی آنکھیں بھر آئیں۔

جب بھی ان کے والدین گھر سے باہر ڈنر پر جاتے تھے وہ دونوں باہر سے کچھ نا کچھ آرڈر کر کے کھاتے تھے اور ہمیشہ آعاز یونہی ہانک لگاتا تھا، اور تب تک لگاتار ہتا تھا جب تک کھانا اسکے سامنے نا رکھ دیا جاتا۔

آعاز کے مانچیسٹر جانے کے بعد وہ جب جب چھٹیوں پر گھر واپس آتا زویا اس سے دور ہی رہتی تھی، صرف اس تیمور سے باتیں کرنے کے لیے۔

اس کو اپنی اس حرکت پر آج حد درجہ رونا آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکے بھائی نے اس سے کچھ نہیں کہا، کسی کٹہرے میں کھڑا نہیں کیا۔

وہ بمشکل اپنی سسکیاں روکتے کچن شیلف پر ٹرے رکھ کر، شیلف سے ہی اپنی پیٹھ لگا کر کھڑی ہو گئ تھی۔

اگر اب ایسے روتے ہوئے باہر جاتی تو آعاز کو کتنا برا لگتا۔

لیکن یہ کیا؟

وہ تو کچن کے دروازے پر ہی کھڑا تھا۔

"میرا وہاں بھوک سے برا حال ہو رہا اور تم یہاں رو رہی ہو۔۔۔۔سالن تو نہیں جلا دیا؟"

آعاز مصنوعی خفگی سے کہتے سالن والے ڈونگے کی طرف بڑھا تھا۔

اسکی بات سنتے زویا روتے روتے ہنسی تھی۔

وہ جانتا تھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔

لیکن وہ اسکو روتے ہوئے نہیں دیکھ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سوری بھائی"

وہ اپنے ہاتھوں سے اپنا چہرا صاف کرتے بولی تھی۔

"کس چیز کے لیے۔۔۔ کھانے کے ٹیبل پر بیٹھا کر انتظار کروانے کے لیے یا اپنی جگہ اریبہ سے میرے لیے کھانا بنوانے کے لیے؟"

مصنوعی خفگی سے کہتے وہ ہاتھ سینے پر باندھ چکا تھا۔

زویا کو ایک بار پھر ہنسی آئی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ آعاز کھانا چکھتے ہی جان جائے گا کھانا اریبہ نے بنایا تھا، لیکن یہاں تو وہ خوشبو سے ہی پہچان چکا تھا۔

"ہر چیز کے لیے"

www.novelsclubb.com

یہ بولتے ہی وہ ایک بار پھر رونے لگی تھی۔

آعاز کو اب کی بار صورتحال قابو سے باہر ہوتی لگی تھی۔

ایک تو اسکے خاندان کی عورتیں روئے بغیر کوئی بات نہیں کر سکتی تھیں۔

اس نے آہستگی سے زویا کا سر اپنے سینے سے لگا لیا تھا۔

"It's okay یار۔۔۔ہر کوئی اپنی زنگی میں غلطیاں کرتا ہے، you have learned your lesson"

اس کا سر تھپکتے وہ ہلکی آواز میں بولا تھا۔

زویا کے رونے میں اور شدت آگئی تھی۔

"میں نے۔۔۔آپ سب کے ساتھ اتنا غلط کیا۔۔۔مما اور ڈیڈ کو دھوکا دیا اور ارو آپی کے سمجھانے پر بھی میں نہیں سمجھی۔۔۔آئی ایم سوری بھائی"

www.novelsclubb.com

وہ روتے روتے بولی تھی۔

"Heyyy Zoya"

اسکو کندھوں سے تھام کر اس نے اسکو اپنے مقابل کھڑا کرتے اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔
گہری بھوری آنکھیں ایک دوسرے کے مقابل تھیں۔

"اگر تم اپنی غلطی پر ڈٹی رہتی تو مجھے بہت افسوس ہوتا پھر میں تمہیں سپورٹ نا کرتا مگر جب تم شرمندہ ہو تو مجھے یا کسی کو بھی انفیکٹ تمہیں بھی یہ حق نہیں کہ تم خود کو موو آن کرنے نا دو، یہ تمہارے ساتھ زیادتی ہو گی اور آعاز جہانگیر اپنی بہن کو بھی اسکی اجازت نہیں دے گا کہ وہ خود کے ساتھ زیادتی کرے۔۔۔ہاں اگر کوئی اور تمہارے ساتھ کچھ غلط کرے تو اسکو ہم دونوں بہن بھائی کسی ٹرک کے نیچے دے دیں گے"
ساری بات سنجیدگی سے کرتے آخر میں وہ شوخ ہوا تھا۔
www.novelsclubb.com
زویا نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"اب تو کھانا لگا دو یار"

آعاز نے منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔

"اوپس! سوری! آپ بیٹھیں میں ابھی لگاتی ہوں"

زویا سٹپٹاتے ہوئے بولی تھی۔

اس میلوڈرامے کے دوران اسکو یہ بھول ہی گیا تھا کہ آعاز اتنا تھکا ہوا ہاسپٹل سے آیا تھا۔

دونوں بہن بھائی نے خوب مزے سے کھانا کھایا تھا۔

اسی دوران وہاب جہانگیر اور عمیرہ جہانگیر بھی واپس آچکے تھے۔

دونوں بہن بھائی کو ساتھ کھانا کھاتے دیکھ خوشگوار حیرت نے انہیں آگھیرا تھا۔

"میں نہیں جانتا کہ کیا ہوا ہے but I'm glad to see you both

like this"

www.novelsclubb.com

وہاب جہانگیر خوش ہوتے ہوئے بولے تھے اور انہوں نے زویا کے ساتھ والی کرسی سنبھال لی تھی۔

"وہاب میں تو چائے بنوانے لگی ہوں آج سب ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے ہیں کتنا عرصہ ہو گیا ہے"

عمیرہ جہانگیر نے بھی سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا تھا، ساتھ ہی ساتھ ملازمہ کو چائے بنانے کا بھی کہا تھا۔

زویا کے ساتھ جو بھی مسئلہ تھا وہ اب حل ہو چکا تھا، اس میں بدلاؤ عمیرہ اور وہاب نوٹ کر چکے تھے اور اس میں بھی شاید آعاز جہانگیر کا ہی ہاتھ تھا۔

آعاز اور زویا کے کھانا ختم کرنے کے بعد انہوں نے ایک فیملی کی طرح لاؤنج میں بیٹھ کر چائے پی تھی۔

ہنستے، مسکراتے، قہقہے لگاتے جیسے وہ ہمیشہ سے تھے۔

وہ دونوں اسکے آفس میں ایک دوسرے کے آمنے سنے بیٹھے ہوئے تھے۔

وہ بلڈ ریڈ ٹی شرٹ کے اوپر بلیو ڈینم کی جیکٹ اور ساتھ میں ویسی ہی جینز پہنے ہوئے تھی۔

بال ہمیشہ کی طرح بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔

اس کے چہرے پر ہمیشہ کی طرح ہلکا میک اپ تھا جو کہ اس کے چہرے کو چار چاند لگا دیتا تھا۔

کیا تم سب کو یاد ہے وہ خوبصورت لڑکی؟

"وفا حدید"

اسکے سامنے بیٹھا آعاز جہانگیر آف وائٹ ڈریس شرٹ اور چاکلیٹ براؤن ڈریس پینٹ میں ملبوس تھا۔ بال آج جیل سے سیٹ کیے ہوئے تھے اور آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے وہ سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"I hate to admit this but I need your help"

کمرے کی خاموشی کو وفا کی آواز نے توڑا تھا۔

"آپ تو کسی سے بھی رابطہ کر سکتی تھیں آپکے بابا کے پاس اتنے پیسے ہیں اور جیسے کہ آپ نے کہا تھا کہ آپ کبھی میرے پاس نہیں آئیں گی"

یہ طنز نہیں تھا وہ بس جاننا چاہتا تھا کہ وفا نے اسکو ہی کیوں منتخب کیا۔

"کیونکہ تم ہمارے درمیان ہونے والی باتیں بابا کو نہیں بتاؤ گے"

وہ انکے درمیان حائل میز پر جھکتے گویا ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو یہ کیوں لگتا ہے کہ باقی سب بتا دیں گے لیکن میں نہیں بتاؤں گا؟"

وہ ریوالونگ چیئر سے پشت ٹکاتے گویا ہوا تھا۔

"جتنا میں تمہیں سمجھ سکی ہوں آعاز، تمہیں نا کسی سے آرڈرز لینا پسند ہے اور نا کسی کے لیے کام کرنا پسند ہے۔۔۔ یہ تمہاری اپنے ڈیڈ کی کمپنی جوائن نا کرنے کی بھی ایک وجہ ہے"

وہ درست کہہ رہی تھی۔

آعاز کو سائیکالوجی کا کریز تھا مگر وہ ہمیشہ انڈیپینڈنٹ ہو کر کام کرنا چاہتا تھا۔

اسکو کسی کے احکام سننے کی عادت نہیں تھی اپنے والدین کی بھی نہیں۔

اگر وہ کسی کی بات سن بھی لیتا تو کرتا وہی جو اس نے کرنا ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور باقی سب کو بابا خرید سکتے ہیں تم خیر سے ویل آف ہو"

وہ اب کی بار کندھے آچکا کر گویا ہوئی تھی۔

آعاز شدید بدمزہ ہوا تھا۔

ہر بات میں اسکے باپ کے پیسے کو لازمی لانا ہوتا تھا اس عورت نے۔

"تو ٹھیک ہے وفا جہانگیر۔۔۔آپ کی سیچویشن ورس ہو چکی ہے۔۔۔میں آپکا بہترین ٹریٹمنٹ کر سکتا ہوں۔۔۔لیکن آپ کس حد تک ٹھیک ہو نگی یہ آپ پر منحصر ہے"

وہ میز پر اپنے ہاتھ رکھتے انکو باہم ملاتے گویا ہوا تھا۔

یہ آغاز بہت مختلف تھا اس آغاز سے جس سے وہ تین سال پہلے ملی تھی۔

لیکن اس آغاز میں اور تین سال پہلے والے آغاز میں ایک بات مشترکہ تھی۔

دونوں ہی وفا حدید کو زہر لگتے تھے۔

"مجھ پر کیسے منحصر ہے ؟۔۔۔میں کنٹرول کرنے کی کوشش کرتی رہی ہوں تین سال لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا"

وہ حیران ہوتے ہوئے بولی تھی۔

"وہ ایسے کہ آپ مجھ سے سچ بولیں گی اور اب آپ یہ سب اپنے بابا کے لیے نہیں کریں گی۔۔۔خود کے لیے کریں گی،ایک مینٹلی اور فزیکلی ہیلدی وفا حدید کے لیے۔۔۔تو بتائیں کیا آپکو یہ منظور ہے؟"

گہری بھوری آنکھوں نے ہیزل آنکھوں میں جھانکا تھا۔

وفا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

وہ اپنی گاڑی اپنے گھر کے گراج میں پارک کرتے اس میں سے باہر نکلی تھی۔

اپنے سامنے کھڑے ملازم کو اپنا ہینڈ بیگ اور گاڑی کی چابی تھماتے وہ اپنے گھر کے اندر بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے وفا ڈیئر!"

عموماً اس ٹائم نا اسکے بابا گھر پر موجود ہوتے تھے نا ہی ممی لیکن شاید آج صبا حدید گھر پر ہی موجود تھیں۔

وہ ٹی وی لاؤنج میں بیٹھیں فیشن میگزین پڑھ رہی تھیں اور وفا کو اندر آتے دیکھ فوراً اسکو پکارا تھا۔

"آہ ممی! آج آپ گھر پر ہیں!"

وہ خوشی سے چہکتے لاؤنج میں انکے پاس ہی چلی گئ تھی۔

صبا حدید بلیک شفون کی سادی ساڑھی میں ملبوس تھیں، بالوں کا جوڑا بنائے آنہوں نے اپنے چہرے پر ہلکا میک اپ کیا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بیٹا ابھی مسز ہمدانی کے گھر سے آئ ہوں"

صبا نے میگزین میز پر رکھتے ایک ہاتھ سے وفا کا ہاتھ تھام کر اسکو اپنے پاس بٹھایا تھا۔

"خیریت؟"

وفا نے انکے پاس بیٹھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اوو انکے سب سے چھوٹے بیٹے کی ایک کار ایکسڈنٹ میں ڈیتھ ہو گئ تھی"

اپنے لہجے میں افسوس سموئے صبا نے جواب دیا تھا۔

"اوو اللہ انکو صبر دے"

وفا بھی افسردہ ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا تم یہ چھوڑو مجھے بتاؤ میری سنو وائٹ کہاں سے آ رہی ہے؟"

صبا نے فوراً پوچھا تھا۔

"میں۔۔۔سائیکالوجسٹ کے پاس گئ تھی ممی"

وفا نظریں چراتے ہوئے بولی تھی۔

"اومائ گاڈ وفا ڈونٹ ٹیل می کہ تم اپنے ڈیڈ کے پریشر میں آکر پھر سے ہاسپٹلرز کے چکر لگانے والی ہو؟"

صبا وفا کے جواب پر شدید بدمزہ ہوئ تھیں۔

"نہیں ممی بابا کی وجہ سے نہیں۔۔۔میں خود تنگ آچکی ہوں"

www.novelsclubb.com

وفا گہرا سانس لیتے ہوئے بولی تھی۔

"یہ احساس کہ میں اپنے دماغ کو اپنا دشمن بنا چکی ہوں مجھے ایسے محسوس کرواتا ہے جیسے میں ہر پل ایک دار سے جھول رہی ہوں، میرا سانس بند ہوتا ہے ممی"

وفا انکے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں جکڑتے تکلیف سے بولی تھی۔

"وفا۔۔۔میری جان۔۔۔۔میری سنو وائٹ"

صبا نے نرمی سے اسکو خود سے لگایا تھا۔

"تمہیں اس سب کی ضرورت نہیں، تم پرفیکٹ ہو اور تمہیں پرفیکٹ رہنا ہے اور ممی تمہیں ہمیشہ پرفیکٹ بننے میں مدد دیں گی، mummy loves her snow white"

www.novelsclubb.com

اسکو خود سے لگائے، اسکے خوبصورت بالوں پر ہاتھ پھیرتے صبا بولی تھیں۔

"I know and I love you too"

وفا نے انکے ساتھ لگے ہی زکام زدہ آواز میں کہا تھا۔

شاید وہ اب رو رہی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ ان سے الگ ہوئی تھی۔

اسکی ناک اور گال سرخ ہو رہے تھے۔

صبا نے سوچا کہ وفا رونے کے بعد بھی بے حد خوبصورت لگتی ہے۔

"میں نے آپ کو بھی پریشان کر دیا نا؟"

وفا شرمندگی سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میری جان، تم جاؤ تھوڑی دیر ریسٹ کر لو پھر gym چلیں گے"

صبا وفا کے چہرے پر ہاتھ رکھتے نرمی سے بولی تھیں۔

اتنے سال اٹینگ ڈس آرڈر کے ساتھ رہنے کے باوجود بھی وفا کی جلد بے حد شفاف اور نرم تھی بس آج کل اسکے چہرے کا رنگ زرد سا رہنے لگا تھا۔

شاید وہ relapse کا شکار ہو رہی تھی۔

وہ مہارت سے کینوس پر برش چلاتی اپنی پینٹنگ مکمل کرنے کے آخری مرحلے پر تھی۔

اس پینٹنگ کو بہت پہلے مکمل ہو جانا چاہیے تھا لیکن نا جانے کیوں اسکو اتنی دیر ہو گئی؟

پینٹنگ مکمل کرتے اس نے ایک آخری نظر اسکو دیکھا تھا۔

شہد رنگ آنکھیں ہر تاثر سے پاک تھیں۔

اپنی پینٹنگ پر ایک آخری نظر ڈالتے وہ اس کو ایک سفید کپڑے سے ڈھانپ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اپنے ماسٹر پیسز پر وہ ہر کسی کی نظر نہیں پڑنے دیتی تھی۔

"سارہ بیٹا میں ذرا ایک ضروری کام سے جارہی ہوں رات کو لیٹ آؤں گی کھانا کھا لینا تم اوکے ؟"

عجلت بھرے انداز میں کہتے آنہوں نے سارہ کی طرف ایک فلائنگ کس اچھالا تھا۔

تارا ناز، پاکستان کی ایک مشہور اداکارہ۔

سارہ نے ایک نظر ان پر ڈالی تھی۔

وہ سرخ چمکتی میکسی میں ملبوس تھیں اور اپنے سنہرے سٹریک شدہ بالوں کو جوڑے میں مقید کر رکھا تھا۔ وہ آج تک بے حد حسین تھیں اور کسی بھی مرد کو قابو کر سکتی تھیں۔

"ٹھیک ہے"

سارہ یہ دو الفاظ اپنے منہ سے ادا کرتی اپنا پینٹنگ کا سامان سمیٹنے لگ چکی تھی۔

تارا آنکھیں گھماتے وہاں سے چلی گئیں۔

"بدتمیز لڑکی!"

ماں کے ضروری کام سے وہ اچھی طرح آگاہ تھی،انکو کسی نا کسی منسٹر یا بڑے بزنس مین کے ساتھ پارٹی میں جانا ہو گا یا رات گزارنی ہو گی۔

اپنا سامان سمیٹ کر ایک کونے میں رکھتے اس نے اپنے شہد رنگ بالوں کو جوڑے کی قید سے آزاد کیا تھا۔

وہ سکائے بلیو پوری آستین والے جمپ سوٹ میں ملبوس تھی۔

اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے وہ اپنے بستر کی طرف بڑھی تھی۔

اسکی نظر سائیڈ ٹیبل پر رکھے ہوئے فوٹو فریم پر پڑی۔

اس نے فریم کو ایک گہرا سانس بھرتے سائیڈ ٹیبل سے اٹھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کسی کی تصویر تھی۔

کوئی بہت شناسا سا۔

"آج ساتھ لنچ کریں؟"

وہ پھرتی سے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلا رہی تھی جب اسکے موبائل کی میسج ٹون نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا۔

میسج پڑھتے اسکے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

"نہیں"

مسکراہٹ دباتے میسج ٹائپ کیا گیا تھا۔

"کیوں یار؟"

www.novelsclubb.com

آگے رونے والے دو ایموجیز بھی لگائے گئے تھے۔

"میں بزی ہوں"

یہ ٹائپ کر کے اس نے موبائل سائیڈ پر رکھتے گہرا سانس لیا تھا۔

آج صبح اپنے ڈیڈ سے ہوئی ملاقات یاد آئی تھی۔

کچھ گھنٹوں پہلے۔۔۔۔

"اریبہ بیٹا میرے ایک دوست کا بیٹا تم میں انٹرسٹڈ ہے"

وہ لاؤنج سے گزر کر گھر کے بیرونی دروازے تک جا رہی تھی جب طلحہ سلطان کی آواز نے اسکے قدم زنجیر کیے۔

وہ لاؤنج میں ایک صوفے پر بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔

وہ آہستگی سے قدم اٹھاتی ان تک آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوئی زبردستی نہیں تم بس مل لو ایک بار"

وہ اریبہ کو دیکھتے نرمی سے بولے تھے۔

"نہیں ڈیڈ میں ضرور ملوں گی آپ وقت ٹیکسٹ کر دیجیے گا"

اپنے ڈیڈ کا ہاتھ تھام کر وہ انکے پاس بیٹھتے ہوئے بولی تھی۔

"ناراض ہو گئی ہو کیا؟"

طلحہ نے کسی خدشے کے تحت پوچھا تھا۔

"نہیں ڈیڈ آپ کا کیا قصور؟ آپ تو بھلا چاہتے ہیں میرا، شاید مجھ میں ہی اتنے سال موو آن کرنے کی ہمت نہیں تھی"

www.novelsclubb.com

وہ سر جھکائے بولی تھی۔

"میرے لیے صرف تمہاری خوشی عزیز ہے"

طلحہ اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے آٹھ کھڑے ہوئے تھے،انکو شاید آفس جانا تھا اور وہ اریبہ کی وجہ سے ہی نہیں گئے تھے۔

اریبہ وہیں سر جھکائے بیٹھی رہی۔

حال۔۔۔۔

اریبہ کے موبائل رکھتے ہی اسے آعاز کی کال آگئی تھی۔

اس نے کچھ دیر کال اگنور کرنی چاہی مگر پھر دل کے ہاتھوں مجبور ہوتے اسکو کال اٹھانی پڑی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہو گیا ہے تمہیں ار و میں کر وا رہا ہوں نا لنچ !"

وہ خفہ لگ رہا تھا۔

"آعاز میری آج کسی اور کے ساتھ کمٹمنٹ ہے"

وہ آہستگی سے بولی تھی۔

اسکو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ آعاز کو کبھی یہ بھی کہہ سکتی تھی۔

دوسری طرف ایک پل کے لیے خاموشی چھائی تھی۔

"اوو چلو کوئی بات نہیں پھر کبھی چلیں گے"

اعاز کا لہجہ ایک پل کے لیے بجھا تھا مگر پھر شاید وہ قابو پا گیا۔

اریبہ نے موبائل بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔

اسکو رونا آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اپنے سر کو دونوں ہاتھوں سے تھامے وہ اپنے بازؤں کو میز پر ٹکا چکی تھی۔

یہ کیا ہو رہا تھا؟

وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور انکے بیچ ایک میز حائل تھا۔

"میں نے اپنے سینئر سائیکاٹرسٹ سے بات کی ہے وہ ایک بار آپکا خود چیک اپ کرنا چاہتے ہیں"

آعاز نے بات کی شروعات کی تھی۔

اس نے آج گرے کالر شرٹ کے نیچے بلیک ڈریس پینٹ پہن رکھی تھی۔

"لیکن کیوں آعاز؟ میں نے خود کو اس سب کے لیے بہت مشکل سے تیار کیا تھا میں سب کے ساتھ اپنا مسئلہ شئیر نہیں کرنا چاہتی!"

www.novelsclubb.com

وفا بے چینی سے بولی تھی۔

کیا یہ وہی پر اعتماد سی وفا تھی؟

وفا نے آج ہلکے گلابی رنگ کی پیروں تک آتی فراک زیب تن رکھی تھی، بالوں کو آج سفید ربن سے آدھا باں دھ رکھا تھا۔

"رلیکس وفا! وہ چیک اپ کر کے آپکو واپس میرے پاس ریفر کر دیں گے آپکے جیسے کیسز میں عموماً بہت سوئیر کیسز کو ہی میڈیکیشن سے ٹریٹ کیا جاتا ہے جو کہ عموماً کام بھی نہیں کرتا، 80 فیصد کیسز کو صرف تھیراپی سے ہی ٹھیک کیا جاتا ہے"

آعاز ٹھہرے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

وفا مطمئن نہیں لگ رہی تھی۔

وہ پریشان ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دیکھیں میں سب ٹیسٹس کرنے کے لیے آتھرائزڈ نہیں ہوں نا ہی میں آپکو کوئی میڈیسن پر سکرائب کر سکتا ہوں یہ کام صرف ایک سائیکاٹرسٹ ہی کر سکتا ہے، آپ ہمت کریں تھوڑی سی"

آعاز اسکو سمجھاتے ہوئے بولا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن میری فیملی میں سے کسی کو ان سیشنز کی ڈیٹیل نہیں ملنی چاہیے"

وہ کچھ حد تک مطمئن ہو چکی تھی۔

"میں نے بات کی ہے آپکے ڈاکٹر سے اور انہوں نے مجھے یقین دہانی کروائی ہے کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔"

www.novelsclubb.com

آعاز اپنے نوٹ پیڈ پر کچھ لکھتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

پھر اپنے نوٹ پیڈ سے وہ صفحہ پھاڑ کر اس نے وفا کو تھمایا تھا۔

"یہ روم نمبر، اس کا نام، نمبر اور میرے ریفرینس کے لیے سلپ ہے"

آعاز بولا تھا۔

"تھینک یو"

وفا اس سے سلپ تھامتے ہوئے بولی تھی۔

آعاز نے اثبات میں سر ہلا کر اسکا شکریہ قبول کیا تھا۔

وہ اس کمرے میں انٹرویو ور کر سامنے پر اعتماد سی بیٹھی ہوئی تھی۔

ہلکا سانولا چہرا ہر تاثر سے عاری تھا۔

آج اس نے پیرٹ گرین کرتے کے نیچے سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا اور گلے میں سفید ہی سٹالر موجود تھا، شہد رنگ بال آدھے کیچر میں مقید تھے اور چہرا میک اپ سے مبرا۔

"آپ اگر صرف تارا ناز صاحبہ کا نام بھی لیتی تو اس انٹریو کی ضرورت ہی نا پڑتی، ہماری طرف سے تو آپکی جاب پکی ہے"

ایک نہایت عمر رسیدہ ڈاکٹر اسکا انٹرویو کر رہا تھا۔

"جانتی ہوں"

عام حالات میں وہ اس کمرے سے اٹھ کر چلی جاتی جہاں اسکی ماں کی "شہرت" کی وجہ سے اسکو کام دیا جا رہا تھا لیکن یہ جاب اسکو چاہیے تھی۔

www.novelsclubb.com

"آیئے میں آپکو آپ کے سینئر سائیکالوجسٹ سے ملواتا ہوں، آپ کچھ مہینے انکو اسسٹ کر کے اپنی انٹرنشپ پوری کریں گی پھر ہم آپکو پرمینینٹ جاب آفر کریں گے۔"

ڈاکٹر نے اسکو اپنے ساتھ چلنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ایسا نہیں چاہتیں تو ہم آپکو جاب بھی دے سکتے ہیں یہ صرف ہاسپٹل کے پروٹوکولز ہیں"

ڈاکٹر اب کی بار مسکراتے ہوئے گویا ہوئے تھے۔

سارہ جانتی تھی کہ یہ ہاسپٹل کے پروٹوکولز اسکے لیے کیوں تبدیل کیے جا رہے تھے۔ تارا ناز کی وجہ سے۔

www.novelsclubb.com

"اسکی کوئی ضرورت نہیں میں پہلے انٹرنشپ ہی کرنا چاہتی ہوں"

وہ بے تاثر انداز میں بولی تھی۔

ڈاکٹر اسکے جواب پر اثبات میں سر ہلاتے ایک دروازے کے سامنے رک کر ناک کرتے ہوئے اندر داخل ہوئے تھے اور ساتھ ساتھ اسے بھی اندر آنے کا اشارہ کیا تھا۔

وہ جو بیٹھا آپنے لیپ ٹاپ پر ایک کیس سٹڈی کر رہا تھا اپنے سامنے کھڑے ڈاکٹر کو دیکھ کر مسکرایا تھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کیسے ہو اعاز؟امید ہے کہ سب بہترین چل رہا ہو گا"

ڈاکٹر گرمجوشی سے آعاز سے ملتے ہوئے بولے تھے۔

سارہ نے آعاز کی طرف دیکھا اور پھر نظریں پھیر کر اسکے کیبن کا معائنہ کرنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"سب ٹھیک ہے ڈاکٹر،آپ بتائیں کیسے آنا ہوا؟"

آعاز انکو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی اپنی جگہ پر بیٹھا تھا۔

"ارے میں نہیں بیٹھوں گا، بس آنہیں چھوڑنے آیا تھا"

ڈاکٹر نے سارہ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"سارہ زلقرنین تمہاری زیر نگرانی کچھ وقت انٹرنشپ کریں گی، امید ہے انکو تم سے بہت کچھ سیکھنے کو ملے گا"

ڈاکٹر نے آعاز کو آگاہ کیا تھا۔

آعاز نے سارہ کی طرف دیکھا تھا۔

وہ ساری گفتگو سے بے نیاز سر جھکائے اپنے ناخن کھرچ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ضرور! میں پوری کوشش کروں گا"

آعاز نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

ڈاکٹر دو تین اور باتیں کرتے وہاں سے چلے گئے تھے۔

"مس سارہ!"

اعاز نے اب کی بار اسکو مخاطب کیا تھا۔

"جی؟"

سارہ نے سر اٹھ کر اسکو دیکھا تھا۔

"آپ وہاں صوفے پر بیٹھ جائیں، جب کوئی پیشنٹ آئے گا آپ اسکے اور میرے سیشنز غور سے سنیں گی، کچھ کیسز میں آپکو بھی ہینڈل کرنے کے لیے دوں گا۔۔۔تب تک میں آپکو کچھ ٹاپکس ریسرچ کے لیے دے دیتا ہوں"

www.novelsclubb.com

آعاز کے کہتے ہی سارہ نے اثبات میں سر ہلایا تھا اور وہ آعاز کے میز کے سائیڈ پر رکھے صوفے پر جا بیٹھی تھی۔

آعاز نے ساتھ ہی ساتھ اسکو کچھ فائلز بھی سٹڈی کرنے کے لیے تھمائ تھیں۔

وہ گاڑی میں بیٹھی خود کو فرنٹ مرر سے دیکھ رہی تھی۔

اسکے چہرے سے پریشانی عیاں تھی۔

اس نے اپنے ہینڈ بیگ سے لپسٹک نکالی اور اپنے ہونٹوں پر لگانے ہی لگی تھی جب اسکو لگا اسکے ہاتھ کانپ رہے ہیں۔

اس نے فوراً لپسٹک بند کر کے بیگ میں رکھ دی۔

"یااللہ پلیز کچھ کریں!"

www.novelsclubb.com

وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی۔

اریبہ سلطان آفس کے فوراً بعد اس لڑکے سے ملنے آئ تھی جو کہ اسکے ڈیڈ کے دوست کا بیٹا تھا۔

اس نے اپنے کپڑے بھی تبدیل نہیں کیے تھے صبح والا ہی حلیہ تھا۔

ٹی پنک کرتے کے نیچے سفید جینز پہنے اس نے اپنے آدھے بالوں کو کیچر میں مقید کر رکھا تھا۔

اسکو ریسٹورانٹ کی پارکنگ میں اپنی گاڑی میں بیٹھے کافی دیر ہو چکی تھی۔

موو آن کرنا کتنا چھوٹا لفظ ہے، آسان سے معنی والا، لیکن اسکو کرنا اتنا ہی مشکل۔

اریبہ سلطان کو اب یہ بات سمجھ آرہی تھی۔

"اللہ تو اسکے دل میں میرے لیے محبت نہیں ڈال سکتا تھا تو میرے دل میں اسکے لے کیوں محبت ڈال دی؟"

www.novelsclubb.com

کیا شکوہ تھا جو اس وقت اسکے ذہن میں آیا۔

وہ خود کو کمپوز کرتے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

"اریبہ سلطان؟"

یہ آواز نہایت مانوس تھی اسکے لیے۔

کوئ اسکو پکار رہا تھا۔

وہ مڑی۔

اسکے پیچھے وفا حدید شاکڈ سی کھڑی تھی۔

"اومائ گاڈ وفا!؟"

اریبہ بھی اسکو دیکھ کر بے حد حیران ہوئ تھی لیکن یکدم اسکا فون بجا تھا۔

"One sec I've gotta take this"

وہ وفا سے ایکسکیوز کرتے سائیڈ پر ہوئ تھی۔

ڈیڈ کی کال تھی۔

"بیٹا صارم آج نہیں آسکے گا اسکو ایک ارجنٹ میٹنگ اٹینڈ کرنی ہے"

طلحہ کی آواز تھی یا سکون وہ سمجھ نہیں سکی

اللہ نے اسکی فوراً سن لی تھی۔

"ہ۔۔۔ہاں کوئی مسئلہ نہیں مجھے میری ایک دوست مل گئی ہے میں اسکے ساتھ ڈے سپینڈ کرلوں گی"

اریبہ چہکتے ہوئے بولی تھی۔

طلحہ اسکی خوشی کو اچھی طرح محسوس کر چکے تھے۔

اریبہ جتنی آسانی سے ان سے موو آن کرنے کا کہہ چکی تھی یہ اسکے لیے اتنا آسان ہونے نہیں والا تھا۔

فون بند کرتے اریبہ وفا کی طرف متوجہ ہوئے تھی۔

www.novelsclubb.com

آعاز کے یو۔کے جانے کے بعد ان دونوں میں کوئی رابطہ نہیں ہوا تھا۔

"آعاز کے جانے کے بعد تم نے مجھ سے کوئی کانٹیکٹ نہیں رکھا وفا۔۔کیوں؟"

اریبہ نے اپنے گلاس سے جوس کا سپ لیتے ہوئے پوچھا تھا۔

"بس ایسے ہی کچھ مصروف تھی"

وفا عام انداز میں بولی تھی۔

وہ درحقیقت اس سے ملنا ہی نہیں چاہتی تھی،وہ کسی سے بھی دوستی نہیں رکھ سکتی تھی۔

اس کا جوس کا گلاس اسکے سامنے ویسے کا ویسا ہی پڑا تھا۔

وہ دونوں اسی ریسٹورانٹ کے اندر بیٹھی ہوئی تھیں جس میں اریبہ صارم نامی لڑکے سے ملنے والی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تین سال تم مصروف ہی رہی وفا؟"

اریبہ کو ہنسی آئی تھی۔

وفا بھی مسکرائی تھی۔

کتنی زندگی سے بھرپور ہنسی تھی اریبہ کی۔

"نہیں در حقیقت ممی کہتی ہیں کہ میں دوست نہیں بنا سکتی"

وفا کچھ ہچکچاتے ہوئے بولی تھی۔

"وفا کیا تم خود بھی کچھ کرتی ہو جو تمہاری ممی نا کہتی ہوں؟"

www.novelsclubb.com

اریبہ کو پہلی ملاقات میں وفا عجیب لگتی تھی۔

دوسری ملاقات میں اسکو وفا کی ممی بھی عجیب لگی تھیں۔

وفا نے آبرو آچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ اپنی ممی کے خلاف بات کرنا اسکو پسند نہیں آیا تھا۔

"سوری۔۔۔وہ۔۔۔تمہارا یہاں کیسے آنا ہوا؟"

اریبہ نے فوراً بات بدلی تھی۔

"میں ہاسپٹل گئی تھی اور پھر واپسی پر یہاں آگئی"

وفا نے کندھے اچکاتے ہوئے اسکو بتایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اعاز۔۔۔سے ملی تم؟"

اریبہ نے کچھ ہچکچاتے ہوئے پوچھا تھا۔

"اسی سے تو ملنا تھا"

وفا عام انداز میں بولی تھی۔

اریبہ کو یکدم اپنے سوال کا احساس ہوا تھا، اس سوال کا جواب اسی کو تکلیف پہنچاتا تھا۔

کتنا برا جواب دیا تھا وفا نے۔

وہ کیوں اس سے ملنے گئ تھی؟

اریبہ کو یکدم کچھ عجیب محسوس ہوا تھا۔

رقابت؟

"کیوں؟"

www.novelsclubb.com

اریبہ نے پوچھا تھا۔

اس کو یاد تھا۔

وفا کے مسائل۔

آعاز نے اسے بتایا تھا۔

وفا کانشس رہتی ہے۔

"بس ایسے ہی"

وفا جواب گول کر گئ تھی۔

لیکن اب کی بار وفا کا لہجہ کچھ سہما ہوا تھا۔

اریبہ اس موضوع پر اس سے کیوں بات کر رہی تھی؟

"تم بتانا نہیں چاہتی تو وہ الگ بات ہے، ایک سائیکالوجسٹ کے پاس کوئ ایسے ہی تو نہیں جاتا"

www.novelsclubb.com

اریبہ عام سے انداز میں بولی تھی۔

لیکن اسکے دل میں چور تھا، تو اسکا لہجہ عام کیسے ہو سکتا تھا؟

"م۔۔میں ایسے ہی۔۔۔"

وفا سے کوئی جواب نہیں بن پایا تھا۔

ہیزل آنکھوں میں الجھن در آئی تھی۔

"شیور"

اریبہ کا لہجہ عجیب تھا۔

وہ اچھی لڑکی تھی۔

لیکن اس وقت غلط کر رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وفا کو یکدم فضا میں آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔

"پرفیکٹ گرل!"

کہیں آواز گونجی تھی۔

"موٹی لگ رہی ہو!"

کسی نے استہزائیہ انداز میں کہا تھا۔

وفا کو لگا جیسے یکدم ریسٹورانٹ میں موجود ہر شخص اسی کو دیکھ رہا ہو۔

اس نے اپنے ڈریس کو گلے سے کھینچ کر کھلا کرنے کی کوشش کی۔

"وفا۔۔۔کیا تم ٹھیک ہو؟"

www.novelsclubb.com

اریبہ اسکا انداز محسوس کر چکی تھی.

اسکو اپنی فاش غلطی کا بہت غلط وقت پر احساس ہوا تھا۔

اسکو وفا سے یہ باتیں نہیں کرنی چاہیے تھی۔

وفااب ہزیانی انداز میں دائیں بائیں دیکھ رہی تھی۔

سب اسکامزاق اڑا رہے تھے۔

آفیشل ڈنرز میں، مالز میں، پارٹیز میں۔

سب اسی کو دیکھ رہے تھے۔

اسکواپنادم گھٹتا محسوس ہونے لگا۔

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے گہرے سانس لینے لگی۔

اریبہ فوراًاپنی جگہ سے اٹھ کر اس تک گئی تھی۔

"وفا! وفا!"

www.novelsclubb.com

وہ اسکواپنے ساتھ لگائے اسکے ہاتھ ملنے لگی تھی۔

یہ انکزائٹی اٹیک تھا!

وفا کواپنا سر گھومتا محسوس ہونے لگااور تبھی وہ ہوش وحواس سے بیگانہ ہوگئی۔

"اومائی گاڈ!۔۔۔وفا!۔۔۔کوئی ہے یہاں؟!"

اریبہ نے چیختے ہوئے مدد کے لیے ریسٹورانٹ کے انتظامیہ کو پکارا تھا۔

یہاں کی فضا بے حد سرد تھی۔۔۔

بے حد۔۔۔

اریبہ یہاں بہت کم بار آئی تھی، کبھی ایسا موقع ہی نہیں آیا تھا لیکن اس وقت وہ خود کو بہت اکیلا محسوس کر رہی تھی۔

وفا اسکے سامنے بیڈ پر بے ہوش لیٹی ہوئی تھی،اسکے دائیں بازو پر ڈرپ لگائی گئی تھی اور اریبہ خود بیڈ کے سائیڈ پر پڑے وزیٹرز کے لیے رکھے گئے صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔

وفا بے ہوش صرف اینگزائٹی اٹیک سے نہیں ہوئی تھی،اس نے دو دن سے کچھ بھی نہیں کھایا ہوا تھا جس وجہ سے اسکا شوگر لیول خطرناک حد تک لو تھا۔

www.novelsclubb.com

وفا کے موبائل پر فنگر پرنٹ لاک لگا ہوا تھا جس وجہ سے اریبہ اسکے پیرنٹس کو بھی کال نہیں کر سکی تھی نا ہی ریسٹورانٹ سے اسکو ہاسپٹل لے جاتے ہوئے اسکو وفا کا ڈرائیور نظر آیا تھا۔

وہ دو گھنٹوں سے یہیں موجود تھی اور تب سے وفا کو ایک بار بھی ہوش نہیں آیا تھا۔

اسکی ڈرپ تقریباً ختم ہونے والی تھی۔

آریبہ کو ان دو گھنٹوں میں شدید گلٹ نے آگھیرا تھا۔

نا جانے اسکو اس وقت کیا ہو گیا تھا؟

وہ آگاہ تھی کہ وفا اپنی اس دماغی حالت میں اسکے سوالات برداشت نہیں کر سکتی۔

اس نے ایسا کیوں کیا تھا؟

www.novelsclubb.com

شاید۔۔۔

محبت کی وجہ سے۔

محبت اسکو خود غرض کر رہی تھی۔

اسکو ابھی بھی لگتا تھا کہ وفا جلد یا بدیر آعاز کو اپنی طرف متوجہ کر لے گی۔

اریبہ اٹھ کر کمرے سے باہر گئی تھی تا کہ کسی ڈاکٹر سے پوچھ سکے کہ وفا کو کب ہوش آئے گا۔

کاریڈور میں نکلتے ہی اسکو وہ بھی نظر آیا تھا اور اسکے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔

شہد رنگ آنکھوں والی لڑکی۔

آعاز ہاتھ میں فائلز پکڑے اسکو کچھ سمجھا رہا تھا اور وہ لڑکی سنجیدگی سے اسکی بات سن رہی تھی۔

آعاز نے ایک بار نظریں فائلز پر سے اٹھائیں تو اسکو وہ نظر آئی۔

اریبہ نہیں جانتی تھی کہ آعاز یہاں کام کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com
آعاز کے لیے اریبہ کی یہاں موجودگی غیر متوقع تھی۔

"مس سارہ آپ اس پیشنٹ سے ملیں میں ابھی آتا ہوں"

وہ سارہ کو فائلز تھماتے اریبہ کی طرف بڑھا تھا۔

سارہ اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلی گئی تھی۔

اریبہ کو اعاز کو دیکھ کر رونا آیا تھا۔

وہ اتنی دیر مضبوط بنی رہی تھی اب جب کوئی اپنا نظر آیا تو اس کا ضبط کرنا مشکل ہی تھا۔

"رونا نہیں۔۔۔ خبردار اریبہ!"

آعاز اسکی آنکھوں کو آنسوؤں سے بھرتے دیکھ فوراً بولا تھا۔

اریبہ نے فوراً اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"اب بتاؤ آرام سے۔۔۔ یہاں کیوں آئی ہو؟"

آعاز نے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔

"وہ۔۔۔وفا۔۔۔کے ساتھ میں لنچ کر رہی تھی اور وہ بے ہوش ہو گئی"

رندھی ہوئی آواز میں کہتے اس نے بمشکل خود کو رونے سے بعض رکھا تھا۔

"تم نے اسکے پیرنٹس کو انفارم کیا؟"

آعاز نے اس کو اپنے ساتھ لے کر چلتے پوچھا تھا۔

اریبہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔

"اوکے۔۔۔"

آعاز نے گہرا سانس لیتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اریبہ کے ساتھ وفا کے روم میں آیا تھا اسکو ابھی تک ہوش نہیں آیا تھا۔

"اسکا بلڈ گلوکوز لیول شدید لو تھا شاید اس لیے ہوش نہیں آرہا"

آعاز نے اندازہ لگاتے اپنا فون نکالا تھا۔

اس نے حدید خان کو فون ملایا تھا۔

انکوڈ ڈیٹیلز سے آگاہ کرتے اس نے فون بند کیا تھا۔

اریبہ اب صوفے پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔

آعاز بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا۔

"تم اس سے ملنے جارہی تھی؟"

آعاز نے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں"

یک لفظی جواب۔

"پھر؟"

وہ اس سے بات کرنا چاہ رہا تھا تاکہ اسکو نارمل کر سکے۔

"ڈیڈ نے۔۔۔ڈیڈ کے دوست کے بیٹے سے ملنا تھا"

اسکو سمجھ نہیں آیا کہ آعاز کو کیسے بتائے۔

شاید اب وہ ناراض ہو۔

لیکن وہ خاموش رہا۔

اریبہ نے جھکا سر اٹھا کر اسکو دیکھا۔

اسی پل آعاز نے بھی اسکو دیکھا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کوئی کچھ کہتا دروازے سے حدید خان عجلت بھرے انداز میں داخل ہوئے تھے۔

آعاز اور اریبہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیسے ہوا میری بیٹی کے ساتھ؟"

وہ وفا کے سر پر ہاتھ پھیرتے شکست خوردہ انداز میں بولے تھے۔

انہوں نے آج بلیک ٹو پیس پہن رکھا تھا گویا وہ آفس سے ہی فوراً اٹھ کر آئے ہوں۔

"شوگر لیول لو ہو گیا تھا انکل اور پینک اٹیک بھی آیا تھا"

آعاز نے انکو بتایا تھا۔

"آہ وفا یہ کیا کر لیا تم نے اپنے ساتھ؟"

www.novelsclubb.com

وہ وفا کا سر داور کمزور ہاتھ تھامتے رنجیدہ آواز میں بولے تھے۔

اسی وقت ایک اور شخص بھی کمرے میں داخل ہوا تھا۔

ڈاکٹر ذیشان حیدر۔

وہ ہاسپٹل کے سینئر سایکائٹرسٹ تھے اور آعاز نے انہی سے وفا کے لیے بات کی تھی۔

وہ ادھیڑ عمر کے آدمی تھے، سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے تھے اور انہوں نے ڈارک بلیو ٹو پیس پہن رکھا تھا۔ بڑھتی عمر کے باوجود آنہوں نے خود کو کافی فٹ رکھا ہوا تھا۔

وہ کمرے میں موجود سب سے مشترکہ سلام کرتے آعاز کی طرف بڑھے تھے۔

"آئ تھنک آعاز ٹیسٹس ابھی کروا لینے چاہیے، میں نرس بھیجتا ہوں وہ انکا بلڈ لیں گی اور آپ مسٹر حدید میرے ساتھ چلیں"

آعاز کو انسٹرکشنز دینے کے بعد انہوں نے حدید خان کو مخاطب کیا تھا۔

ان دونوں کے جانے کے کچھ دیر بعد نرس کمرے میں داخل ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے مجھے اس سے وہ بات نہیں کرنی چاہیے تھی"

اریبہ کو شدید گلٹ محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا بات ہوئ تھی تم دونوں کی؟"

آعاز اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"میں اور وہ بس بات کر رہے تھے اور۔۔۔ پھر اسکی حالت خراب ہو گئ"

اریبہ اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ سے مسلتے پریشانی سے گویا ہوئ تھی۔

اپنی ساری کارستانی وہ گول کر چکی تھی۔

وہ چاہ کر بھی اعاز کو سچ نہیں بتا سکتی تھی۔

لیکن اسکو اندازہ نہیں تھا کہ وفا کی یہ حالت ہو جائے گی۔

www.novelsclubb.com

"اٹس او کے آرو تمہیں تھوڑی نا پتا تھا کہ اسکے ساتھ یہ ہو جائے گا"

وہ نرم لہجے میں بولا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اریبہ ابھی بھی مطمئن نہیں لگ رہی تھی۔

"تم گھر جاؤ اریو۔۔۔اسکی جو کنڈیشن تھی آج نہیں تو کل اس نے ہاسپٹل اس سلسلے میں ضرور آنا تھا"

آعاز نے اس سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اریبہ اثبات میں سر ہلاتے بمشکل مسکرائی تھی۔

آعاز اپنے کیبن میں بیٹھا سارہ سے وفا کے کیس کے بارے میں ڈسکشن کر رہا تھا۔

سارہ زیادہ نہیں بولتی تھی۔

www.novelsclubb.com

بس ضرورت کے وقت ہی بات کرتی تھی۔

"سلام!"

ایک ماڈرن سی لڑکی مسکراتے ہوئے کیبن میں داخل ہوئ تھی۔

"ماریہ شاہ!"

اس نے مسکراتے ہوئے آعاز کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

آعاز نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھامے بغیر اسکے سلام کا جواب دیا اور اسکو بیٹھنے کو کہا۔

سارہ اس سب کے دوران خاموشی سے ماریہ کا معائنہ کر رہی تھی۔

آعاز کے پاس عموماً کم فی میل پیشنٹس آتی تھیں، زیادہ تر میلز ہوتے یا الیٹ کلاس کی عمر رسیدہ خواتین یا پھر چھوٹی بچیاں۔

"آپ کی ٹیسٹ رپورٹس کل ہی مجھے ڈاکٹر ذیشان نے میل کی تھیں ان کے مطابق آپکو کوئ مسئلہ نہیں اسکے علاوہ آپ کے اور انکے درمیان جو سیشن ہوا تھا اس میں بھی وہ کچھ ابزرو نا کر سکے لیکن آپ بضد ہیں کہ آپ بیمار ہیں اسلیے انہوں نے آپکو مجھے ریفر کیا"

آعاز پیشہ ورآنہ انداز میں ماریہ سے گویا ہوا تھا۔

"ہاں لیکن۔۔۔میں ٹھیک نہیں ہوں مجھے فیل ہوتا ہے کہ میرے دماغ کے ساتھ کوئی مسئلہ ہے، گوگل سے سمپٹمز بھی میچ کیے ہیں میں نے"

وہ لڑکی مسکراتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

"اوکے۔۔۔کیا بیماری ہے آپ کو؟"

آعاز گہرا سانس لیتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

گوگل ڈاکٹرز یو نو؟

www.novelsclubb.com

"مجھے اینوریکزیا ہے اور او سی ڈی بھی"

وہ لڑکی کانفیڈینس سے گویا ہوئی تھی۔

"آپ نے خود کو خود ہی ڈائیگنوس کر لیا ہے میں کیا کر سکتا ہوں اس میں ؟"

آعاز کندھے اچکاتے گویا ہوا تھا۔

یہ لڑکی ڈاکٹر ذیشان کو تین چار ہفتوں سے تنگ کر رہی تھی اس لیے ڈاکٹر ذیشان نے اسکو تھیراپی کے لیے ریفر کر دیا تھا۔

ماریہ آعاز کی بات پر سخت بدمزہ ہوئی تھی۔

"ایکسکیوز می ! مجھے ایسے فیل ہوتا ہے تو اس میں میرا کیا قصور ہے ؟"

ماریہ چڑ کر بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

" کبھی سائیکیاٹری وارڈ کا چکر لگاییۓ گا فرست سے میں آپکو دکھاؤں گا کہ اِٹنگ ڈس آرڈرز کے پیشنٹس در حقیقت ہوتے کیسے ہیں"

آعاز استھزائیہ مسکراہٹ کے ساتھ بولا تھا۔

"ہاؤڈئیر یو! تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھ سے ایسے بات کرنے کی آئی ول sue یو!"

ماریہ غصے میں میز پر ہاتھ مارتے کھڑی ہوئی تھی۔

"فائن!"

آعاز ہاتھ جھلاتے ہوئے بولا تھا۔

ماریہ نے میز پر پڑا پیپر ویٹ اٹھا کر آعاز کی طرف پھینکا تھا لیکن آعاز نے اسکو بروقت کیچ کر لیا تھا ورنہ وہ سیدھا اسکے منہ پر لگنا تھا۔

اسکی یہ حرکت دیکھ کر جہاں آعاز کو غصہ آیا تھا وہاں سارہ بھی چونکی تھی۔

ماریہ اپنا بیگ اٹھاتے باہر چلی گئی تھی۔

آعاز نے میز پر پڑے فون کے ذریعے سیکیورٹی کو اس واقعے کی اطلاع دی تھی۔

وہ شدید اشتعال میں لگ رہا تھا جب سارہ نے اسکے سامنے پانی کا گلاس بھر کر رکھا تھا۔

"میرے خیال سے آپ اس سے بری سچویشنز کا سامنا کر چکے ہونگے"

سارہ نے بے تاثر انداز میں کہا تھا۔

"میں ایک قاتل کے ساتھ۔ سیشن لے چکا ہوں اور مجھے وہ سیشن بھی آج کے ان پندرہ منٹ سے زیادہ آسان لگا تھا"

آعاز پانی کے گلاس سے گھونٹ بھرتے گویا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"Damn these women"

وہ بڑبڑایا تھا۔

اسکی یہ بڑبڑاہٹ سارہ نے بھی سنی تھی اور بمشکل اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

شام میں اپنے ڈیوٹی آورز ختم ہونے کے بعد وہ اپناسامان اٹھائے اپنے کیبن سے باہر نکلا تھا۔

وفا کو ڈسچارج کر دیا گیا تھااور کل اسکی ٹیسٹ رپورٹس ملنی تھیں۔

خیر وفا کا کیس ڈاکٹر ذیشان ہی کچھ دیر ہینڈل کرنے والے تھے تاکہ سویرٹی کا اندازہ لگا سکیں۔

وہ راہداری میں سے گزر رہا تھاساتھ ساتھ موبائل پر کسی کو میسج بھی سینڈ کر رہا تھا۔

اینٹرینس پر اسکو نظر آیا کہ دو میل نرسز ایک سٹریچر اٹھائے ایمبولینس میں ڈال رہے تھے۔

وہ ایمبولینس سیدھا آعاز کی گاڑی کے سامنے پارک کی گئی تھی۔

اب یہ مناسب بات نا تھی کہ آعاز انکو ایمبولینس ہٹانے کا کہتااس لیے انتظار کرتے موبائل پر سکرول کرنے لگ گیا۔

www.novelsclubb.com

پھر بوریت کے مارے ایک نرس سے پوچھ ہی لیا کہ وہ اس سٹریچر کو کہاں لے جا رہے تھے؟

"ڈاکٹر صاحب بڑا ہی برا ایکسڈنٹ ہوا تھا دوپہر میں۔۔اس عورت کا تو فون بھی ٹوٹ چکا ہے کچھ نہیں پتا کہاں کی ہے اس لیے اب سرد خانے لے جا رہے ہیں کل گھر والوں کا پتا لگائیں گے"

ہسپتال کا سرد خانہ اسپتال کے باہر واقع تھا جس وجہ سے وہاں ایمبولینس کے ذریعے جانا پڑتا تھا۔

آعاز نے افسوس سے اس سٹریچر میں موجود وجود کو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

خدا جانے کون کسی کو ایسے بے دردی سے مار سکتا ہے؟

وہ کمرے میں اپنے بیڈ پر بیٹھی لیپ ٹاپ پر کام کر رہی تھی۔

رات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے۔

وفا والے واقعے کے بعد وہ شدید گلٹ میں رہی تھی۔

اسنے دو تین دفعہ اس سے ملنے کی بھی کوشش کی تھی لیکن ہمت نہیں ہوئ تھی۔

اچانک اسکے کمرے کی بالکونی والی کھڑکی پر ناک ہوا تھا۔

اسکی حرکت کرتی انگلیاں تھمی تھیں۔

اس نے سرخ اور سفید کے امتزاج کا ٹریک سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ بالوں کی ڈھیلی سی پونی بنا رکھی تھی۔

اس نے دروازہ نہیں کھولا تھا۔

ایک بار پھر ناک ہوا تھا اور اب کی بار موبائل کی میسج ٹون بھی بجی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک نظر موبائل کی سکرین پر ابھرتے نام کو دیکھا تھا۔

آعاز کا میسج تھا۔

اریبہ سلطان کی بالکونی پر اس سے ملنے آعاز جہانگیر کے علاوہ کوئ اور آ بھی نہیں سکتا تھا۔

دل کی آواز پر لبیک کہتے وہ بالکونی کا دروازہ کھول چکی تھی۔

وہی سامنے تھا۔

نیوی بلیو اور سفید رنگ کی لائنوں والی ٹی شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس، سر کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے اور نظر کا چشمہ لگا رکھا تھا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو اعاز؟"

اریبہ نے اس سے نظریں چراتے بجھے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

وہ دروازے پر ہی کھڑی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہو گیا ہے ارو تم دو دنوں سے اتنا عجیب کیوں بی ہیو کر رہی ہو؟"

آعاز کنفیوز ڈ لگ رہا تھا۔

آعاز ایک قاتل تک کی سائیکالوجی آسانی سے سمجھ سکتا تھا لیکن ایک عورت کو سمجھنا اس کے بس کی بات نہیں تھی۔

"میں ہمیشہ سے ایسی ہی ہوں آعاز"

وہ گہرا سانس لے کر گویا ہوئی تھی۔

"تم ایسی کبھی بھی نہیں تھی اریبہ کوئی بات ہوئی ہے کیا؟"

وہ اب بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اریبہ کا لہجہ اجنبی سا کیوں ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں بزی ہوں آعاز! تم کیوں بات کی کھال اتار رہے ہو؟"

اریبہ اب کی بار چڑ کر بولی تھی۔

آعاز کے لیے اریبہ کا یہ لہجہ بالکل اجنبی تھا۔

"تو بزی تو میں بھی ہوں کیا میں ایسے کر رہا ہوں تمہارے ساتھ؟"

اعاز۔ کو بھی غصہ آیا تھا۔

"تو رہو بزی بس مجھ سے دور رہو!"

اریبہ نے بے حد ضبط سے یہ کہا تھا اور پھر آعاز کے منہ پر دروازہ بند کر دیا۔

آعاز تو ایک منٹ کے لیے شاکڈ ہی رہ گیا کہ یہ آخر اسکے ساتھ ہوا کیا ہے؟

اور جو یہ سب اسکے ساتھ ہوا ہے وہ اریبہ سلطان، اسکی سب سے اچھی دوست نے اسکے ساتھ۔ کیا ہے؟

www.novelsclubb.com

"بھاڑ میں جاؤ تم بھی پھر!"

آعاز غصے میں دروازے پر بولا تھا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔

دروازے کے اس پار وہ دروازے کے ساتھ لگی نیچے بیٹھتی گئ۔

اسنے آج خود کو رونے سے روکا نہیں تھا کیونکہ جس کو اس کا رونا نہیں پسند تھا اسکو وہ خود سے دور کر چکی تھی۔

وہ آعاز کے لیے پوزیسو ہوتی جا رہی تھی اور اس پوزیسونیس میں وہ اپنی اچھائ کھو رہی تھی۔

"مجھے تو سمجھ نہیں آ رہا اسکو ہوا کیا ہے؟!"

آعاز اپنے کمرے میں بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا۔

زویا اسکے بیڈ پر کھانے کی ٹرے رکھے بیٹھی تھی۔

جب آعاز ہاسپٹل سے گھر آیا تھا تو وہ کھانا کھائے بغیر ہی سو گیا تھا اور اس کے بعد اریبہ سے ملنے چلا گیا تھا۔

عمیرہ جہانگیر کی طرف سے زویا کو خاص آرڈرز تھے کہ وہ آعاز کے گھر آنے پر اسکو کھانا کھلادے گی۔

"بھائی کیا پتا وہ کام کی وجہ سے ڈسٹر بڑ ہوں"

زویا نے ایک بار پھر وہی منطق پیش کی جو وہ آعاز کے سامنے پچھلے پندرہ منٹ سے بیان کر رہی تھی۔

"نہیں زویا۔۔۔ وہ تو کبھی ایسے نہیں کرتی تھی"

آعاز تھک کر اپنے بیڈ پر بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بھائی آپ کو تو سمجھ جانا چاہیئے کہ وہ کیوں ایسے کر رہی ہیں"

زویا آعاز کو ہنٹس دینے لگی، وہ ہر حال میں چاہتی تھی کہ آعاز اور اریبہ کے درمیان سب ٹھیک ہو جائے۔

وہ جانتی تھی کہ اریبہ کے ڈیڈ کیوں اسکو اپنے دوست کے بیٹے سے ملوانا چاہتے تھے، اریبہ سے اسکی کل ہی بات ہوئ تھی۔

"کیوں کر رہی ہے؟"

آعاز ابھی بھی کنفیوزڈ تھا۔

"آپ واقعی بہت ڈمب ہیں بھائ"

www.novelsclubb.com

زویا نے افسوس سے سوچا تھا۔

"مجھے کیا پتا؟ خیر آپ کھانا کھائیں"

زویا کندھے اچکاتے گویا ہوئی تھی اور پھر آعاز کے لیے پلیٹ میں سالن نکالنے لگی۔

آعاز نے بھی آرام سے کھانا کھانا شروع کر دیا جبکہ اسکا دماغ اب بھی اسکی اور ارییہ کی اس پورے ہفتے میں ہوئی ملاقاتوں کو دہرا رہا تھا۔

وہ پولیس کی خاکی وردی میں ملبوس ہاسپٹل کی راہداری میں چل رہا تھا۔

گہرے کالے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے، آنکھوں پر سن گلاسز لگائے، ہلکی بڑھی شیو اور گھنی مونچھوں تلے عنابی لب، گندمی رنگت، کسرتی بدن اور چھ فٹ دو انچ قد والا وہ خوبرو پولیس آفیسر ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ تھا۔

اسکے ساتھ اسکا ایک ماتحت بھی عجلت بھرے انداز میں چل رہا تھا گویا عرش کے قدموں سے قدم ملا کر چلنا اسکے لیے ناممکن ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

چھوٹے قد، آنکھوں پر نظر کا بڑا گول چشمہ لگائے، کلین شیو والا وہ لڑکا کانسٹیبل مبین طاہر تھا۔

ایڈمنسٹریشن بلاک تک پہنچ کر عرش رکا تھا۔

مبین جو ادھر ادھر دیکھتے عرش کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا عرش کے رکنے پر اسکی چوڑی پشت سے ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا۔

"ایک پیشنٹ کے متعلق کچھ معلومات چاہیے"

اپنا کارڈ ریسیپشنسٹ کے آگے کرتے عرش نے بھاری رعب دار لہجے میں پوچھا تھا۔

"جی سر میں کیسے آپ کی مدد کر سکتی ہوں؟"

ریسیپشنسٹ نے پیشہ ورانہ انداز میں عرش سے پوچھا تھا۔

عرش اس سے پیشنٹ کے متعلق پوچھنے لگ گیا تھا جبکہ اب مبین ادھر ادھر غور غور سے دیکھ رہا تھا گویا آج پورے ہسپتال کا ایکس رے کرنے کا ارادہ ہو۔

"چلو مبین!"

عرش ریسیپشنسٹ سے معلومات حاصل کرنے کے بعد آگے چل پڑا تھا اور مبین کو پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

مبین ہڑبڑاتے ہوئے عرش کے پیچھے لپکا تھا۔

اریبہ آج ایک بار پھر اسی ریسٹورانٹ میں موجود تھی۔

آج اس نے نیوی بلیو انار کلی فراک پہن رکھی تھی، ہلکے میک اپ کے ساتھ اس نے بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔

وہ پندرہ منٹ سے یہاں اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اپنی کلائی میں پہنی گھڑی پر نظر ڈالتے وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگا کر انکھیں موند چکی تھی۔

"سوری میں نے لگتا ہے زیادہ دیر کر دی"

رعب دار آواز پر وہ چونک کر سیدھی ہوئی تھی۔

صارم سکندر۔

"نہیں زیادہ دیر نہیں ہوئی"

اریبہ بمشکل مسکرائی تھی۔

صارم ایک خوش شکل نوجوان تھا۔

سرخ و سفید رنگت، جیل سے سیٹ کیے گئے گھنے سیاہ بال، اس کی گھنی مونچھوں اور ہلکی داڑھی کو دیکھ کر اریبہ کو کسی گاؤں کے سردار کا خیال آیا تھا، اس کا قد آعاز سے کچھ چھوٹا تھا، مگر جسم کسرتی تھا جیسے باقاعدگی سے جم جایا جاتا ہو۔

www.novelsclubb.com

اریبہ بلاوجہ ہی صارم کا موازنہ آعاز سے کرنے لگی تھی۔

صارم نے جیٹ بلیک ٹو پیس پہن رکھا تھا اپنے کوٹ کا بٹن کھولتے وہ مسکراتے ہوئے اریبہ کے سامنے بیٹھا تھا۔

"امید کرتا ہوں کل میری وجہ سے آپکو کوئی مسئلہ نہیں ہوا ہو گا"

صارم نے مسکراتے ہوئے گفتگو کا آغاز کرنا چاہا۔

"نہیں"

اریبہ یک لفظی جواب دے کر اپنا فون اپنے بیگ سے باہر نکال کر ٹیبل پر رکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کیا اس رشتے سے خوش ہیں؟"

صارم نے براہ راست اس سے سوال کیا تھا۔

اریبہ نے ٹھٹک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

صارم بہت ہینڈسم تھا لیکن اریبہ کو ایک نظر نہیں بھا رہا تھا۔

"ابھی رشتہ تو نہیں ہوا۔۔۔یہ پہلی ملاقات ہے"

اریبہ بمشکل اپنے اوپر قابو پاتے بولی تھی۔

"آپ نے کیا کبھی کسی سے محبت کی ہے؟"

صارم بے حد صاف گو تھا۔

اریبہ اسکو سمجھ نہیں پارہی تھی۔

کیا پہلی ملاقات میں لڑکے یہ پوچھتے ہیں؟

www.novelsclubb.com

"ہاں کی ہے"

اریبہ نے سچ بولنا بہتر سمجھا۔

"پھر آپ اسکی جگہ میرے سامنے کیوں بیٹھی ہیں؟"

ایک اور سوال صارم کی طرف سے آیا تھا۔

"آپ نے کبھی کسی سے محبت کی ہے؟"

اریبہ نے الٹا اس سے سوال کیا تھا۔

"نہیں"

صارم کے یک لفظی جواب پر اریبہ کا دل ڈوبا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب کیا میرے سوال کی طرف آئیں؟"

صارم اریبہ کے چہرے کا رنگ اڑتا محسوس کر چکا تھا۔

"وہ میرا بیسٹ فرینڈ ہے۔۔۔وہ نہیں جانتا اس سب کے بارے میں کچھ بھی"

اریبہ کو اس وقت پر لعنت بھیجنے کا دل چاہا جب اسنے صارم سے ہانیسٹ رہنے کا سوچا تھا۔

"رائٹ۔۔۔۔تو کیا آپ اسکو نہیں بتانے والیں؟"

صارم نے ویٹر کو اشارے سے بلاتے اریبہ سے ایک اور سوال کیا تھا۔

"مجھے رجیکشن سے ڈر لگتا ہے"

اریبہ نا جانے کیوں مگر صارم کے سوالوں کا جواب دینے لگی تھی نا چاہتے ہوئے بھی۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر آج میں یہاں سے گھر جا کر یہ کہہ دوں کہ مجھے آپ پسند ہیں تو کیا آپ میرے ساتھ وفادار رہیں گی پوری زندگی؟"

صارم کو ویٹر نے مینیو کارڈ تھمایا تھا۔

ویٹر نے ایک مینیو کارڈ اریبہ کو بھی تھمایا تھا۔

"میں نہیں جانتی"

اریبہ گہرا سانس لیتے بولی تھی۔

"مگر میں جانتا ہوں"

صارم نے مینیو کارڈ ٹیبل کے ایک طرف رکھتے اریبہ کی طرف دیکھا تھا۔

"آپ کو منگنی کے بعد ہی احساس ہو جائے گا کہ آپ کتنی بڑی غلطی کر چکی ہیں، لیکن آپ فیملی پریشر کی وجہ سے انکار نہیں کر سکیں گی اور مجھ سے شادی کر لیں گی، شادی کے بعد

آپ ہر وقت مجھ سے بیزار رہیں گی، بہت کوشش کرنے کے باوجود بھی آپ مجھ سے محبت نہیں کر پائیں گی اور ہمارا رشتہ ناکام ہو جائے گا"

صارم نے آرام سے اسکے سامنے اگلے دو تین سال کا نقشہ کھینچا تھا۔

اریبہ کو یکدم شرمندگی ہوئی.

"اس میں شرمندہ ہونے کی کوئی بات نہیں۔۔۔میں آپ کی جگہ ہوتا تو اب تک اظہار کر چکا ہوتا اور شاید آپ کی فیملی میری شادی پر انوائٹڈ ہوتی"

صارم اسکی شرمندگی محسوس کرتے ہلکے پھلکے انداز میں بولا تھا۔

ویٹر ایک بار پھر انکے ٹیبل پر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

صارم نے دو کافی کا آرڈر دے دیا تھا۔

"آپ ایسے بول رہے ہیں جیسے یہ سب بہت آسان ہے، میں اپنی بے عزتی نہیں کروا سکتی"

اریبہ بمشکل مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"اگر مرد کا بچہ ہوا تو آپکو بے عزت نہیں ہونے دے گا"

ان دونوں کی کافی ویٹر ٹیبل پر سرو کر رہا تھا۔

"اور اگر وہ کسی اور کو پسند کرتا ہوا تو؟"

اریبہ نے ایک اور خدشے کا اظہار کیا۔

www.novelsclubb.com

"اور اگر وہ آپکو ہی پسند کرتا ہوا تو؟ بیسٹ فرینڈ ہے ناوہ آپکا؟"

صارم نے اسکولا جواب کیا تھا۔

"مگر آپ مجھ سے ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟"

اریبہ کو صارم سکندر عجیب لگا تھا۔

"I am not gonna lie areeba---

میں ایک کریئر آریئنٹڈ انسان ہوں---

I started everything from scratch,

اور اب جبکہ میں اپنے بزنس کو کامیابی کی چوٹی تک لا چکا ہوں میرے پیرنٹس میری شادی کروانا چاہتے ہیں جبکہ میری زندگی میں اگلے پانچ سال تک شادی کا نام و نشان بھی نہیں"

وہ اگر اپنی تعریف کر بھی رہا تھا تو غلط نہیں کر رہا تھا۔

اریبہ نے اپنے ڈیڈ سے کافی بار صارم کے سکلز اور قابلیت کی تعریف سنی تھی۔

"اس لیے اپنے پیرنٹس کے کہنے پر میں آپ سے ملنے آیا ہوں اور اب جبکہ میں جانتا ہوں کہ آپ بھی انٹرسٹڈ نہیں تو آئی گیس یہ ہماری پہلی اور آخری ملاقات ہو گی؟"

صارم اپنے کافی کے کپ سے آخری گھونٹ بھرتے گویا ہوا تھا۔

"یو نیور نو قسمت ہمیں ایک بار پھر آمنے سامنے لا سکتی ہے"

اریبہ کندھے اچکاتے بولی تھی۔

"ہاہاہا! فنی! میرے پاس سانس لینے کی فرصت نہیں ہوتی، آج میں صرف آپ سے اس لیے ملنے کے لیے تیار تھا کیونکہ میری میٹنگز کا یہ ٹائم سلاٹ خالی تھا۔"

وہ اریبہ کی بات پر پہلے تو ہنسا تھا مگر پھر نہایت صاف گوئی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

اریبہ کو اسکا اپنا مزاق اڑانا اچھا نہیں لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اپنی ویز میں چلتا ہوں آدھے گھنٹے بعد میری میٹنگ ہے،امید کرتا ہوں کہ آپ اپنی خوشی کے لیے رسک لینے سے نہیں گھبرائیں گی ورنہ میری یہاں کی گئ الفاظ کی انویسٹمنٹ ڈوب جائے گی"

وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہوتے ہوئے بولا تھا۔

اریبہ اسکی بات پر مسکراتے ہوئے اسکے ساتھ کھڑی ہوئ تھی۔

"ایک اور فیور چاہیے مجھے آپ سے"

اریبہ کچھ ہچکچاتے ہوئے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"I know,I'll make sure

کہ یہ انکار میری طرف سے ہی ہو اور آپ پر کوئ نام نا آئے"

صارم اسکی بات سمجھ چکا تھا۔

"بہت شکریہ آپکا میں آپکو کبھی نا کبھی ضرور یہ فیور واپس کروں گی"

اریبہ چہکتے ہوئے بولی تھی۔

اسکے کندھوں سے منوں بوجھ سرک گیا تھا۔

"شاید اسکی نوبت نا آئے"

صارم کندھے آچکا کر بولا تھا۔

پھر اریبہ کی طرف ایک الوداعیہ مسکراہٹ اچھال کر وہاں سے چلا گیا۔

اریبہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گئی۔

www.novelsclubb.com

اسکو اپنا دل بے حد پر سکون محسوس ہو رہا تھا۔

صارم کے ایک جملے نے اسے ہمت دی تھی۔

"اور اگر وہ آپکو ہی پسند کرتا ہوا تو؟"

\---

"سلام ڈاکٹر صاحب!"

وہ دروازہ ناک کیے بغیر اندر داخل ہوا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے اس کا ماتحت بھی داخل ہوا تھا۔

ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ اور کانسٹیبل مبین طاہر!

اعاز جو سارہ سے کافی لانے کا کہہ رہا تھا ٹھٹک کر رکا اور ٹھٹکی تو سارہ بھی تھی۔

"آپ؟"

آعاز نے سوالیہ آبرو آچکا کر اسکو دیکھا۔

www.novelsclubb.com

پولیس کا یہاں آنا غیر متوقع تھا۔

"ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ!"

عرش نے تعارف کرواتے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

"آعاز جہانگیر!"

آعاز نے اپنا تعارف کرواتے عرش کا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا۔

آعاز نے عرش کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا اور خود بھی اپنی جگہ پر بیٹھ گیا تھا۔

سارہ کافی لینے چلی گئ تھی۔

اب اسکو چار کپ لانے تھے۔

آعاز کی نظر اب مبین پر پڑی تھی جو عرش کی ساتھ رکھی کرسی پر بیٹھ چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ملائم مبین؟!"

آعاز کی شاکی آواز پر جہاں عرش نے ٹھٹک کر مبین کو دیکھا تھا وہیں مبین کے چہرے کا بھی رنگ اڑا تھا۔

اسکو لگا تھا کہ آعاز اسکو پہچان نہیں سکا ہو گا۔

"ا۔۔۔اعاز بھائ؟"

مبین کی تو گویا سٹی ہی گم ہو چکی تھی۔

تین سال پہلے پڑنے والی مار اسکو اچھی طرح یاد آئ تھی۔

اس نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

"تم دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو؟"

عرش نے ان دونوں سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں بہت اچھی طرح سے"

آعاز مبین کو دیکھ کر شدید بدمزہ ہوا تھا۔

اس کو آریبہ کی بتائ گئ بات یاد آئ تھی کہ کیسے مبین اس کے لیے خودکشی کرنے والا تھا۔

"خیر۔۔۔میں آپ سے ماریہ شاہ کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں"

عرش نے آعاز کی توجہ اصل معاملے کی طرف دلوائی تھی۔

وہ اب اپنی سن گلاسز اتار کر اپنے ہاتھ میں پکڑ چکا تھا جس وجہ سے اسکی نکھیں واضح تھیں۔

واللہ!!!

عرش مصطفٰی کی آنکھیں دنیا کی حسین ترین آنکھوں میں سے ہو نگی۔

کالی گہری آنکھیں جو کہ ذہانت کی چمک سے بھرپور تھیں اور گھنی لمبی پلکیں جن کی خواہش ہر دوسری لڑکی کو ہوتی ہے۔

www.novelsclubb.com

"آہ ماریہ شاہ! خدا جنتا ہے کہ کل اس عورت کی وجہ سے میں نے خود پر کس قدر ضبط کیا ہے"

ماریہ کا سوچتے ہی آعاز کو نئے سرے سے غصہ آیا تھا۔

"ہاں مگر کل اسی ہاسپٹل کے باہر انکا ایکسڈنٹ ہوا تھا جن میں انکی موت واقع ہو گئی"

عرش نے عام لہجے میں آعاز کو آگاہ کیا تھا۔

"اوو"

آعاز کو کل اپنی گاڑی کے آگے کھڑی ایمبولینس یاد آئی۔

"آخری ملاقات انکی آپ سے ہی ہوئی تھی رائٹ؟"

www.novelsclubb.com

عرش کے سوال پر آعاز نے بھنویں آچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

"آپ کو کیا لگ رہا ہے کہ اگر کوئی مجھے پیپر ویٹ سے مارے گا تو میں اسکو اپنی گاڑی سے ٹھوک کر ماروں گا؟"

آعاز نے طنزیہ انداز میں پوچھا تھا۔

دروازے سے سارہ اندر داخل ہوئی تھی اور اس نے ہاتھوں میں ٹرے تھام رکھی تھی۔

بے تاثر انداز میں ٹرے کو ٹیبل پر رکھ کر وہ واپس اپنی جگہ پر بیٹھ چکی تھی۔

"کیا آپکو عشناء اسلام یاد ہیں آعاز جہانگیر؟"

عرش نے اب کی بار آعاز کی آنکھوں میں براہ راست دیکھ کر سوال کیا تھا۔

کالی گہری آنکھیں اور بھوری گہری آنکھیں ایک دوسرے کے مقابل تھیں۔

www.novelsclubb.com

"عشناء نے خودکشی کی تھی اسکی باقاعدہ تفتیش ہوئی تھی"

آعاز اب کی بار کچھ کنفیوز ہوا تھا۔

کیااس کوان دونوں عورتوں کے قتل کے کیس میں انوالو کیا جارہا تھا؟

"وہ خودکشی تب تک تھی جب تک ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ نے اس کیس کی تفتیش میں اپناہاتھ نہیں ڈالا تھا۔۔۔وہ قتل تھااور میرے پاس ثبوت ہیں"

عرش نے سرد انداز میں کہتے مبین کواشارہ کیا تھا۔

مبین نے اپنے ہاتھ میں پکڑی فائل آعاز کودی تھی۔

آعاز نے فائل کھول کردیکھی تھی۔

عرش درست کہہ رہاتھا۔

www.novelsclubb.com

"تواس سب میں۔۔۔میں کیاکرسکتاہوں؟"

آعاز کالہجہ اپنے اندر تشویش لیے ہوا تھا۔

"کیا آپ آگاہ ہیں کہ عشناء اسلام اور ماریا شاہ دونوں کی موت آپ سے سیشن لینے کے کچھ منٹوں بعد ہی واقع ہوئی تھی؟"

عرش نے فائل آعاز سے لیتے مبین کو تھمائی تھی۔

"It can all be a coincidence"

سارہ نے پہلی بار اس گفتگو میں اپنا حصہ ڈالا تھا۔

وہی بے تاثر انداز۔

"قتل کے کیس میں کوئی coincidence نہیں ہوتا مادام۔۔۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے اب کی بار سارہ کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"صرف قاتل، مقتول اور پھانسی کا تختہ ہوتا ہے"

عرش نے اپنا جواب سرد انداز میں مکمل کیا تھا۔

"جب تک آپ کے پاس ثبوت نہیں تب تک آپ کے لیے بہتر ہو گا کہ آپ اپنی وردی کا فائدہ مت اٹھائیں"

سارہ کا انداز عرش سے بھی ٹھنڈا تھا۔

"زبان صرف اتنی ہی چلانی چاہیے جس کا خمیازہ آپ بعد میں بھگت بھی سکیں مادام"

عرش استھزائیہ انداز میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"I don't like where this is going"

آعاز نے معاملہ ٹھنڈا کرنے کو انکے بیچ مداخلت کرنا ضروری سمجھی۔

ورنہ سارہ خود تو جیل جاتی ہی اسکو بھی ساتھ گھسیٹتی۔

"میرے پاس اپنے ہر سیشن کی ریکارڈنگ ہے آپ وہ دیکھ سکتے ہیں، ہاسپٹل کے باہر کی سی سی ٹی وی تو آپ نکال چکے ہونگے؟"

عرش اب آعاز کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

"بہت بہتر"

عرش کے کہتے ہی آعاز اپنے لیپ ٹاپ پر فوٹیج شروع کر کے عرش کے سامنے رکھ چکا تھا۔

عرش نے فوٹیج دیکھنے کے بعد مبین سے اسکو یو ایس بی میں کاپی کرنے کو بھی کہہ دیا تھا۔

عرش مصطفیٰ کے جاتے ہی آعاز نے سکون کا سانس لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مس سارہ! آپ کو کیا ضرورت تھی اس آفیسر سے اس طرح بات کرنے کی؟"

اب کی بار آعاز سارہ کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"وہ آپ پر الزام لگا رہا تھا"

بے تاثر انداز۔

آعاز کو اسکے اس انداز پر شدید تپ چڑھی تھی۔

"وہ اپنا کام کر رہا تھا مس سارہ!"

آعاز کچھ چڑ کر گویا ہوا تھا۔

"آپ انکی سائیڈ لے رہے ہیں؟I am amazed"

www.novelsclubb.com

سارہ اپنے لہجے میں حیرانی سموئے گویا ہوئی تھی۔

"آپ بہت عجیب ہیں سارہ، انہوں نے مجھ سے ایسا کچھ نہیں کہا تھا جس پر میں ان کو انکی وردی کا طعنہ دیتا"

آعاز نے سمجھانے والے انداز میں اس سے کہا تھا۔

سارہ جواب دیے بغیر واپس اپنے کام کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

آعاز سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا یہ عورت ذات سے ڈیل کرنا اسکے بس کی بات نہیں تھا۔

وہ آف وائٹ ڈھیلی سی شارٹ فراک اور سکائے بلیو جینز میں ملبوس تھی، بالوں کو آج آدھا سفید ربن کی مدد سے باندھ رکھا تھا، چند آوارہ لٹیں اسکے حسین میک اپ سے مبرا چہرے کا طواف کر رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وفا حدید اپنی کرسی پر نہایت غیر آرام دہ سی بیٹھی ہوئی تھی۔

اسکی ہیزل آنکھوں میں بے تحاشہ بے چینی تھی۔

کیا یہ وہی وفا حدید تھی جو ہر پارٹی میں کانفیڈینس سے بات کرتی تھی، کسی کو اپنے سامنے بولنے نہیں دیتی تھی، ہر وقت سینٹر آف اٹینشن بنی رہتی تھی؟

وفا کے مقابل ڈاکٹر ذیشان حیدر موجود تھے۔

وہ آف وائٹ کالر شرٹ اور گرے ڈریس پینٹ میں ملبوس تھے، انکا سفید اوور آل انکی کرسی کے گرد لٹک رہا تھا۔

وہ اپنی آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے غالباً وفا کی رپورٹس ہی دیکھ رہے تھے۔

"Electrolytic abnormalities,mild anemia, dehydration..."

www.novelsclubb.com

انہوں نے ایک پل رک کر وفا کا چہرا دیکھا تھا۔

وہ شرمندہ سی لگ رہی تھی۔

"ہم نے x-ray سے bone density چیک کی ہے اور وہ بھی کم ہے، آپ مستقبل میں osteoporosis کا شکار ہو سکتی ہیں، ابھی آپ اپنے mid-twenties میں ہیں شاید on set ہو چکا ہے"

ڈاکٹر ذیشان سنجیدگی سے رپورٹس دیکھ رہے تھے اور ساتھ ساتھ وفا کو صورتحال سے بھی آگاہ کر رہے تھے۔

"آپ شکر کریں آپ کے اعضاء زیادہ متاثر نہیں ہوئے ورنہ جتنے سالوں سے یہ سب چل رہا ہے ممکنہ طور پر آپ کے گردے اور جگر فارغ ہو جاتا"

ڈاکٹر ذیشان نے اب رپورٹس ایک طرف رکھتے وفا سے سنجیدگی سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب۔۔۔میں کیا کروں گی؟ کیا اس کا کوئی حل نہیں؟"

وہ واقعتاً پریشان ہو چکی تھی۔

"ابھی بھی صورتحال اتنی نہیں بگڑی،آپ کا BMI(body mass index)16.5 ہے جس کا مطلب ہے کہ آپ کو moderate anorexia ہے،آپ چاہیں تو سب ٹھیک ہو سکتا ہے"

ڈاکٹر ذیشان نرم لہجے میں گویا ہوئے تھے۔

"کیسے ؟"

وفا نے بے چینی سے پوچھا تھا۔

"Psychotherapy کے ذریعے اور سب سے زیادہ آپ کو خود اس سے لڑنا ہو گا،اپنے آپ کو اپنے دماغ کی قید سے آزاد کروانا ہو گا"

وہ نرم لہجے میں اسکو سمجھا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

انکا یہی کام تھا، اپنے پیشنٹ کو پر سکون کرنا۔

وفا واقعی پر سکون ہو چکی تھی۔

"میں آپ کو کسی میڈیسن پر نہیں لگا رہا وفا، نا ہی آپ کو ایڈمٹ کروں گا، مجھے پورا یقین ہے آپ اس سے لڑ سکتی ہیں۔۔۔ لیکن آپ کے پینک اٹیکس کے لیے میں کچھ دوائیاں ریکومنڈ کروں گا"

وہ اسکو نہایت نرم لہجے میں سمجھا رہے تھے۔

وفا کو ایسے ہی لگا۔

"آعاز جہانگیر بہت اچھا سائیکالوجسٹ ہے، آپ کی فیملی کو انفارم کرنے کا صرف ایک مقصد تھا کہ ایسے کیسز میں فیملی سپورٹ بہت اچھا ثابت ہوتا ہے"

وہ جو سوچ رہی تھی کہ پہلے تو آعاز کا سر پھاڑے گی کہ اس نے اسکے بابا کو کیوں سب بتایا ڈاکٹر ذیشان کی بات پر اس نے اپنا یہ ارادہ بدل لیا تھا۔

"تھینک یو ڈاکٹر"

وفا مسکراتے ہوئے بولی تھی۔

"یہ تو میرا فرض تھا۔۔۔اگر کبھی آپ کا پھر یہ سب کرنے کا دل کرے تو آپ نے خود سے صرف ایک سوال پوچھنا ہے۔۔۔"

ڈاکٹر ذیشان شفقت سے بولتے ایک پل کو رکے تھے۔

www.novelsclubb.com

وفا نے سوالیہ انداز میں انکی طرف دیکھا۔

"Is it really worth my life?"

انہوں نے یہ کہتے وفا کی طرف دیکھا تھا۔

"Is it really worth your life Wafa hadeed?"

انہوں نے اب کی بار اپنے لفظوں پر زور دیتے براہ راست وفا سے سوال کیا تھا۔

وفا کا سر خود بخود نفی میں ہل گیا تھا۔

وہ بڑی کمپیوٹر سکرین کے سامنے پاور چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔

"یہاں سے پلے کرو"

www.novelsclubb.com

بھاری رعب دار آواز میں اس نے اپنے ماتحت سے کہا تھا۔

وہ پر سوچ انداز میں سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

عرش مصطفیٰ اپنے آفس میں اپنے دو ماتحتوں اور کانسٹیبل مبین کے ساتھ مل کر ہاسپٹل سے ملنے والی سی سی ٹی وی فوٹیجز دیکھ رہا تھا۔

ایک عشناء اسلام کی خودکشی کی اور دوسری ماریہ شاہ کے ایکسیڈنٹ کی۔

وہ گھر کے عام حلیے میں ملبوس تھا، سکائے بلیو اور سفید لائنوں والی ٹی شرٹ کے نیچے خاکی جینز پہن رکھی تھی جبکہ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔

"قتل ہی ہیں دونوں لیکن۔۔۔۔ سوال یہ ہے کہ اس ڈاکٹر کا ان سے کیا تعلق ہے؟"

عرش کی سرد اور پر سوچ آواز ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"سر کیا پتا ڈاکٹر آعاز نے کسی کی بہن بھگا دی ہو اور اب وہ بدلہ لینے کے لیے انکو پھانسی چڑھانا چاہتا ہو؟"

مبین نے اپنی طرف سے بے حد سنجیدگی سے بات کی تھی مگر عرش کی گھوری پر فوراً اسکی زبان کو بریک لگی تھی۔

"وہ۔۔۔وہ مووی میں دیکھا تھا"

مبین ڈرتے ڈرتے منمنایا تھا۔

"سر فوٹیجز کے مطابق تو یہی لگ رہا ہے کہ عشناء کو چھت سے دھکا دیا گیا تھا اور ماریہ کو بہت پلیننگ کے ساتھ گاڑی سے مارا گیا تھا، مگر دونوں فوٹیجز میں قاتل کی شکل واضح نہیں ہو پا رہی"

www.novelsclubb.com

عرش کے ایک ماتحت نے اسکو بریف کیا تھا۔

"قاتل بہت سمارٹ ہے لیکن کچھ ایسا ضرور ہو گا جو وہ مس کر گیا ہو گا"

عرش اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور سکرین کی طرف بڑھا تھا۔

ویڈیو رکی ہوئی تھی۔

یہ ماریہ کے ایکسڈنٹ کی فوٹیج تھی، گاڑی کا نمبر پلیٹ تو شاید تھا ہی نہیں جبکہ سی سی ٹی وی کی کوالٹی اتنی خراب تھی کہ گاڑی کا رنگ تک واضح نہیں ہو پا رہا تھا۔

عرش کی زیرک نگاہیں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔

"یہاں۔۔۔یہاں سے زوم کرو"

اس نے ایک طرف اشارہ کرتے اپنے ماتحت سے کہا تھا۔

اسکے ماتحت نے ویڈیو روک کر اسکو زوم کرنا شروع کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور کرو جب تک میں نا روکوں"

عرش اب بھی غور سے اسی جگہ کو دیکھ رہا تھا۔

ماتحت نے مزید زوم کیا۔

"بس!"

عرش نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ماتحت کو روکا تھا۔

اسے کچھ مل گیا تھا۔

ایک بلائنڈ سپاٹ۔

کیا میں تمہیں بتاؤں سکرین پر کیا واضح تھا؟

گاڑی میں موجود ڈرائیور نے کالا برقع نما لباس زیب تن کر رکھا تھا، ہاتھوں پر بھی کالے دستانے چڑھا رکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

یہ سب تو بہت پہلے ہی واضح تھا۔

تو اس میں نیا کیا تھا؟

اسکا چہرا۔۔۔۔

Grim reaperکاماسک۔

اب کی بار عرش نے عشناء کی ویڈیو پلے کروائی تھی۔

اس میں بھی کالے برقع والا شخص نظر آرہا تھا، مگر وہ دیوار کے ایک کونے میں کچھ چھپ کر کھڑا تھا کہ بہت غور سے دیکھنے پر ہی نظر آئے۔

"شاید قاتل نے عشناء کو خود دھکا نہیں دیا تھا"

ایک ماتحت کے کہنے پر عرش نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

پھر وہ ایک بار پھر ویڈیو کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"دونوں قاتل بھی ایک نہیں ہیں۔۔۔یہ دو الگ الگ لوگ ہیں"

کچھ دیر بعد عرش کی پرسوچ آواز ابھری تھی۔

----

www.novelsclubb.com

وہ ہاسپٹل کی راہداری میں چل رہی تھی۔

اسکے ڈیوٹی آورز ختم ہو چکے تھے۔

بس آغاز کے کہنے پر سارہ زلقرنین نے کچھ فائلز ڈاکٹر ذیشان کے آفس میں رکھ کر آنی تھی۔

"اگر ہم ماریہ شاہ کے قتل کی فوٹیج غور سے دیکھیں تو قاتل جو کہ ڈرائیو کر رہا ہے اسکا جسم کچھ کسرتی اور بھاری لگ رہا ہے، جبکہ قد بھی چھ فٹ سے زیادہ محسوس ہو رہا ہے، ایسے لگ رہا ہے جیسے گاڑی اسی کے پیچھے ہی تھی ایک بار بھی روٹ چینج نہیں ہوا"

عرش کی پر سوچ آواز کمرے میں گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

شام کے اس پہر عموماً ہاسپٹل میں کم چہل پہل ہوتی تھی۔

کچھ ڈاکٹرز گھر جا چکے ہوتے جبکہ کچھ کی نائٹ ڈیوٹی ہوتی جس کی وجہ سے وہ فیملی وارڈز کے قریب بنے کیبنز میں موجود ہوتے تھے۔

وہ ہاتھ میں فائلز پکڑے ہاسپٹل کے سب سے خاموش اور سنسان حصے "سائیکاٹری وارڈ" میں داخل ہو چکی تھی۔

"اور۔۔۔اگر عشناء اسلام کی فوٹیج دیکھیں جس میں قاتل کا صرف کچھ حصہ ہی واضح ہے تو اس سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسکا قد کاٹھ ماریہ کے قاتل سے کم ہے۔"

عرش ایک بار پھر بولا تھا۔

وہ ابھی ڈاکٹر ذیشان کے آفس تک پہنچنے ہی والی تھی جب یکدم اندھیرا چھا گیا۔

شاید لائٹ چلی گئی تھی۔

اسکے قدم تھم چکے تھے۔

"یہ کیا ہو گیا؟"

وہ بے زار لہجے میں کہتے اپنے موبائل کی ٹارچ آن کر چکی تھی۔

آج شاید سولر پینلز بھی کام نہیں کر رہے تھے۔

اسکو اچنبھا ہوا۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

سارہ کو یکدم یہاں اکیلے آنے کی اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔

وہ فوراً واپس مڑی تھی جب کسی نے اسکا بازو زور سے کھینچا تھا۔

سارہ کے ہاتھ سے فائلز اور اسکا موبائل دونوں گرے تھے اور اسکی چیخیں پورے سائیکاٹری وارڈ میں گونجی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ آعاز کے آفس میں بیٹھی تھی۔

"کیا آپ نے واقع حملہ آور کا چہرا نہیں دیکھا؟"

عرش نے اس سے ایک اور سوال پوچھا تھا جو کہ بار بار ٹشو سے اپنے آنسو صاف کر رہی تھی۔

"نہیں دیکھا۔۔۔بہت اندھیرا تھا"

سارہ روتے ہوئے بولی تھی۔

عرش گہرا سانس لے کر آعاز کی طرف مڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"انکو کل پولیس سٹیشن بیان دینے آنا ہو گا ابھی شاید یہ سٹیبل نہیں ہیں"

آعاز کو ہدایات دیتے وہ کانسٹیبل مبین کے ساتھ آعاز کے کیبن سے باہر نکل چکا تھا۔

"مس سارہ آپ پلیز روئیں مت"

آعاز کو سارہ کا رونا پریشان کر رہا تھا۔

سارہ آعاز کو ہی سائیکاٹری وارڈ کے فرش پر بے حوش ملی تھی۔ جب اعاز کو احساس ہوا کہ سارہ کافی دیر سے واپس نہیں آئی تو وہ خود اسکو ڈھونڈنے چلا گیا تھا۔

سارہ کے حوش میں آنے کے بعد جو انکشاف اس نے کیا تھا اس نے ہاسپٹل کے تمام عملے کو تشویش میں مبتلا کر دیا تھا جس وجہ سے پولیس کو اطلاع دینا ضروری سمجھا گیا تھا۔

ڈی ایس پی عرش مصطفٰی نے سارہ سے کچھ ہی سوالات پوچھے تھے جن کا وہ صحیح سے جواب نہیں دے سکی تھی اور بس روئے جا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں میں آپ کو آپ کے گھر ڈراپ کر دیتا ہوں بہت دیر ہو گئی ہے"

آعاز نے ایک بار پھر اس سے کہا تھا۔

رات کے تقریباً نو بج رہے تھے اور اس کو کافی بار گھر سے کال آچکی تھی۔

"نہیں میں اپنی گاڑی میں جاؤں گی"

سارہ روتے ہوئے ہی بولی تھی۔

"آپ کی کنڈیشن ڈرائیو کرنے والی نہیں ہے، میں چھوڑ دیتا ہوں آپکو مس سارہ"

آعاز نے ایک بار پھر اصرار کیا تھا جس پر سارہ نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"اروآپی میں سوچ رہی تھی ابھی ہم دونوں شاپنگ پر چلیں جس سے آپ ملنے آئی تھیں انکا تو گھر آنے کا کوئی موڈ نہیں لگ رہا"

زویا نے اریبہ سے کہا تھا جو اسکے سامنے صوفے پر منہ پھلائے بیٹھی تھی۔

وہ دونوں زویا ہی کے کمرے میں موجود تھیں۔

اسکو یہاں آئے بہت دیر ہو چکی تھی مگر آعاز گھر نہیں آیا تھا۔

"نہیں زویا"

اریبہ گہرا سانس بھرتے بولی تھی۔

"پلیز ناراو آپی چلیں میرے ساتھ کچھ کھا پی کر ہی آجائیں گے"

زویا ضدی لہجے میں گویا ہوئ تھی۔

اس سے پہلے اریبہ اس سے کچھ کہتی گاڑی کا ہارن بجنے کی آواز آئ تھی۔

وہ جو سوچ رہی تھی آج واقع آعاز کو سب بتا دے گی اسکی ہوائیاں اڑ گئیں۔

وہ اسکو ایسے کچھ نہیں بتا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

کتنا عجیب لگتا۔

اریبہ نے فوراً صوفے سے اٹھتے اپنا ہینڈ بیگ اور موبائل اٹھایا تھا۔

"م۔۔میں گھر جارہی ہوں زویا"

اریبہ ہڑبڑاتے ہوئے زویا کہ کمرے سے باہر نکلی تھی۔

"ارے اروآپی!"

زویا ارے ارے ہی کرتی رہ گئی۔

زویا اور آعاز کا کمرا اسیکنڈ فلور پر تھا اور سیڑھیوں کے ذریعے اوپر آیا جاتا تھا۔

وہ تقریباً بھاگتے ہوئے نیچے پہنچی تھی اور تبھی۔۔۔

آعاز دروازے سے اندر داخل ہوا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر ٹھٹکتے تھے۔

www.novelsclubb.com

اریبہ آخری سیڑھی پر ہی سن کھڑی تھی۔

آعاز جہانگیر دروازے پر سن کھڑا تھا۔

انکی ناراضگی کبھی آدھے دن سے زیادہ نہیں رہی تھی اور اب کتنے دن ہو چکے تھے۔

اریبہ کا دل کہہ رہا تھا کہ اب موقع ہے سب بتا دو اسے۔

لیکن آعاز کا سکتہ فوراً ٹوٹا تھا اور وہ اسے نظر انداز کرتے لاؤنج کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اریبہ کو نا چاہتے ہوئے بھی اس پر غصہ آیا تھا۔

وہ بھی لمبے لمبے ڈگ بھرتے وہاں سے چلی گئ تھی۔

"کیا ہی ہو گیا اگر ایک بار میرا موڈ خراب تھا اس نے بھی صرف ایک دفعہ منانے کی کوشش کی، یہ چاہتا تو ایک اور بار کوشش کر سکتا تھا"

گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے بھی وہ بڑبڑا رہی تھی۔

"مجھے کیا جہنم میں جائے یہ بھی! نہیں ملوں گی اس سے میں بھی اب چاہے قیامت آجائے!"

اریبہ کا غصہ عروج پر تھا۔

وہ مہارت سے کینوس پر ہاتھ چلا رہی تھی۔

ادھوری پینٹنگ مکمل ہو چکی تھی اور اب وہ ایک اور شاہکار تیار کر رہی تھی۔

"سنا ہے۔۔۔آج تم پر حملہ ہوا تھا"

اسکی حرکت کرتی انگلیاں تھمی تھیں۔

کوئی اسکے کمرے کے دروازے پر کھڑا تھا۔

وہ تارا ناز تھیں۔

کالی چمکیلی میکسی زیب تن کیے شاید وہ کسی پارٹی سے واپس آئی تھیں۔

انکو ایک نظر دیکھ کر سارہ واپس اپنے کام میں مشغول ہو چکی تھی۔

سارہ اپنے ہاسپٹل والے حلیے میں ہی ملبوس تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا اب ہم دونوں میں رسمی بات چیت بھی نہیں ہو سکتی؟"

اپنے لہجے میں خفگی سموئے تارا نے سارہ کے کندھے پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔

"ہاتھ ہٹائیں اپنا"

سارہ نے بغیر مڑے سرد لہجے میں کہا تھا۔

تارہ نے فوراً اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا تھا۔

"ویسے کیا ضرورت تھی تمہیں یہ دو ٹکے کی نوکری کرنے کی میں تمہیں ماڈلنگ انڈسٹری میں متعارف کروانے کا سوچ رہی تھی"

اب کی بار تارہ کمرے کا جائزہ لیتے بولی تھی۔

"کیوں سوچ رہی ہیں؟"

www.novelsclubb.com

اب کی بار سارہ تلخ انداز میں کہتے انکی طرف مڑی تھی۔

"میں ماں۔۔۔"

تارا کا جملہ انکے منہ میں ہی رہ گیا جب سارہ انکی بات کاٹ کر درشتگی سے گویا ہوئ۔

"نہیں ہیں میری ماں آپ !آپ نے میرے باپ کو مار دیا، آپ کو لگا کہ میں چھوٹی ہوں مجھے کچھ نہیں پتا لیکن میں نے۔۔۔میں نے سب دیکھا تھا۔۔۔حفظ ہے وہ رات مجھے۔۔۔ میں نے آپ کو اس گھر میں رہنے دیا، میرے باپ کے پیسے پر آپ عیاشی کرتی ہیں میں آپ کو کچھ نہیں کہتی پھر آپ مجھے اپنی شکل کیوں دکھاتی ہیں !"

www.novelsclubb.com

وہ پھٹ ہی تو پڑی تھی۔

"سارہ۔۔۔میں۔۔۔"

تارہ اسکو اس طرح ہزیانی ہوتا دیکھ شاک ہی ہو چکی تھیں۔

"جائیں یہاں سے ! نکلیں میرے کمرے سے !"

سارہ چیختے ہوئے بولی تھی۔

تارہ فوراً وہاں سے تقریباً بھاگتے ہوئے ہی نکلی تھیں۔

انکے نکلتے سارہ نے فوراً اپنے کمرے کا دروازہ بند کیا تھا اور دروازے سے ہی اپنی پشت لگائے نیچے بیٹھ گئی تھی۔

"کیوں۔۔۔چلے گئے بابا آپ۔۔۔کیوں ؟"

www.novelsclubb.com

وہ رو رہی تھی۔

ہچکیوں سے، بچوں کی طرح۔

اسکو آج بھی وہ سب ویسے ہی یاد تھا۔

کتنی خوش تھی وہ اپنے بابا کے ساتھ۔۔

کیا میں تم سب کو کچھ سال پیچھے لے چلوں؟

"تم ایک ناکام مرد ہو! تم نے آخر میرے لیے کیا ہی کیا ہے ہاں؟"

تارا غصے سے چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینک رہی تھیں۔

"تارا! اپنی زبان کو لگام دو سارہ سو رہی ہے!"

یہ زلقرنین کی آواز تھی۔

انہوں نے خود کو بمشکل چیخنے چلانے سے بعض رکھا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم ایک سائیکو انسان ہو! تم صرف مجھے کنٹرول کرنا چاہتے ہو! یہ میری زندگی ہے زلقرنین اسکو میں اپنے مطابق جیوں گی!"

تارا نے غصے میں ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ایک مہنگی پرفیوم کی شیشی اٹھا کر نیچے پھینکی تھی۔

"بابا!"

اس چیخ پر وہ دونوں اپنے کمرے کے دروازے کی طرف متوجہ ہوئے تھے۔

وہ آٹھ سالہ سارہ تھی جو شاید انکے جھگڑے کی آواز کی وجہ سے جاگ کر اپنے کمرے سے یہاں آئی تھی۔

اسکی شہد رنگ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

"سارہ بیٹا آپ روم میں جاؤ بابا ابھی آتے ہیں"

www.novelsclubb.com

زلقرنین بیٹی کو پریشان دیکھتے فوراً بولے تھے۔

"کیوں جائے یہ! اسکو بھی تو پتا چلنا چاہیے اسکا باپ کتنا چیپ آنسان ہے!"

تارا غصے میں غرائ تھیں۔

سارہ فوراًانکے اس لہجے پر سہم کر پیچھے ہوئ تھی۔

زلقرنین نے ایک قہر آلود نظر تارا پر ڈالی تھی اور فوراًسارہ کی طرف بڑھے تھے۔

"آؤ سارہ بابا اپنے بے بی کو ایک سٹوری سنائیں گے"

وہ سارہ کو خود سے لگائے اٹھا کر اس کمرے سے نکل چکے تھے جبکہ تارا غصے میں پیچ وتاب کھا کر رہ گئیں تھیں۔

اسکے کمرے میں گہرا اندھیرا تھا۔

وہ اپنے اوپر اچھی طرح کمبل لپیٹے خواب خرگوش کے مزے لے رہا تھا۔

شاید آج کچھ زیادہ ہی تھک گیا تھا وہ۔

گھنے بالے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

تبھی کوئی اندر آیا تھا۔

اندھیرے میں کچھ واضح نا تھا۔

بس ایک ہیولہ سا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے بستر تک آیا۔

کچھ پل یونہی کھڑے وہ اس کو نیند میں دیکھتا رہا۔

پھر آہستگی سے۔۔۔

اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

اسکا ہاتھ بھی اندھیرے میں واضح نا تھا۔

وہ اسکے شفاف چہرے تک بڑھا تھا، پھر وہاں سے سرکتے اسکی گردن تک۔ یہ انداز نہایت غیر محسوس تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ نرم لمس اب کی بار اسکی گردن پر سخت ہوا تھا۔

اعاز کو سانس لینے میں دشواری ہونے لگی تھی۔

وہ فوراً گہرے سانس لیتے اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا

اسکا پورا جسم پسینے سے بھیگ رہا تھا۔

کیا یہ خواب تھا؟

اسنے اپنی گردن پر عین اس جگہ ہاتھ رکھا جہاں اسکو کچھ دیر پہلے کسی کی سخت گرفت محسوس ہوئی تھی۔

اس نے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ کو جلایا تھا۔

پھر موبائل اٹھا کر اس پر ٹائم دیکھا تھا۔ صبح کے 3:45 بج رہے تھے۔

ابھی تو فجر کی آذان بھی نہیں ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"شاید sleep paralysis ہوا تھا۔"

آعاز اس بات کو نظر انداز کرتے بڑبڑاتے ہوئے واپس سونے کے لیے لیٹ چکا تھا۔

نیند کی دیوی ایک بار پھر اس پر مہربان ہو چکی تھی۔

آعاز کے کمرے کے دروازے کے اس پار کھڑا ہیلولہ راہداری میں موجود بالکونی تک بڑھ رہا تھا۔

وہ بالکونی ہمیشہ کھلی رہتی تھی۔

گھر والوں کو لگتا تھا کہ اونچائی اتنی ہے کہ کوئی چور ڈاکو نہیں آ سکے گا۔

لیکن وہ شاید آگاہ نہیں تھے کہ کوئی اتنا دیوانہ بھی ہے جو اس بالکونی کی اونچائی کو سر کر سکتا تھا۔

وہ ہاسپٹل کی راہداری میں مضبوط چال چل رہا تھا۔

"مبین ہمیں اسکی اسسٹنٹ پر حملہ کرنے کی فوٹیج نکلوانی ہے، ساتھ ہی ساتھ۔اس ماہرانی کا بیان بھی لینا ہے"

عرش مبین کو چلتے چلتے آج کے کاموں سے آگاہ کر رہا تھا۔

"ماہرانی سے بیان لینا ہے"

مبین کی یہ عادت تھی کہ وہ عرش کا کہا گیا ہر جملہ اپنے نوٹ پیڈ پر تحریر کرتا تھا اور ساتھ ساتھ اس جملے کو دہراتا بھی تھا۔

شروع شروع میں تو عرش کو بہت چڑ چڑتی تھی مگر اب وہ اسکا عادی ہو چکا تھا۔

یکدم عرش کا فون بجا تھا۔

اس نے اپنے یونیفارم کی پینٹ کی جیب سے اپنا فون نکالا تھا۔

"ماں جی"

www.novelsclubb.com

سکرین پر نام روشن ہو رہا تھا۔

عرش نے ایک نظر مبین کو دیکھا جو اپنے گول بڑے چشمے سے اسی کو دیکھ رہا تھا۔

عرش کام کے معاملے میں بہت سنجیدہ تھا۔

دنیاادھر کی ادھر ہو جائے کام کے دوران ناخود کال ریسیو کرتا تھانااپنے ماتحتوں کو کرنے دیتا تھا۔

لیکن اب عرش کی ماں کا فون آرہا تھااور یہاں اسکو اپنے بنائے گئے رولز خود توڑنے پڑتے تھے۔

"ارجنٹ کال ہے"

مبین سے کہتے اس نے کال اٹینڈ کرلی تھی۔

مبین اب ایک کونے میں کھڑا پھر سے پورے ہاسپٹل کا ایکس رے کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی اسلام و علیکم ماں جی !"

وہ فون کان سے لگائے مؤدب سا بولا تھا۔

"وے بغیرتا شہر اچ جا کے ماں نوں پل گیا!"

ماں جی کی گرج دار آواز فون سے باہر تک گونجی تھی۔

عرش مصطفیٰ ہوگا اپنے تھانے میں شیر لیکن اپنی ماں جی کے سامنے مجال ہے جو وہ چوں بھی کر لے۔

"ماں میں بزی ہوتا ہوں ٹائم نہیں ملا"

عرش نے ایک نظر پیچھے مڑ کر بھی دیکھا تھا کہ کہیں مبین اسکی عزت افزائی نا سن لے۔

www.novelsclubb.com

"تینو حیائی آندی ماں نوں پل گیا؟!"

ماں جی تو آج عرش مصطفیٰ کو زلیل کرنے کے فل موڈ میں تھیں۔

"بھولا کہاں ہوں ماں جی بس وقت نہیں ملتا"

وہ سر جھکاتے ہوئے بولا تھا۔

"ماں دے واسطے ای وقت نئی تیرے کول۔۔۔"

ماں جی خفا تھیں، عرش کچھ نا بولا۔

"تو۔۔۔اودے نال ملیا؟او بھی تو اسی شہر اچ رہندی اے۔"

ماں جی کا لہجہ اب کی بار اداس تھا۔

عرش نے گہرا سانس لیا۔

www.novelsclubb.com

اس سوال سے بچنے کے لیے وہ ماں جی کو کال نہیں کرتا تھا۔

"ماں بہت مشکل کیس ہے آپ دعا کریں میرے لیے"

عرش نے فوراً بات بدلی تھی۔

"ہاں دعاتے میں بوت کر دی آں تیرے واسطے میرا شیر پتر اے تو"

ماں جی کی آواز یکدم نرم پڑی تھی۔

شاید وہ سمجھ چکی تھیں کہ عرش اس موضوع پر بات نہیں کرنا چاہتا۔

"تو شادی کر لے عرش مینو تیری بوت فکر ہوندی اے"

اب کی بار ماں جی کا لہجہ فکر مند ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کوئ ملتی ہی نہیں آپ ڈھونڈیں نا آپنی جیسی۔۔۔۔"

اور تبھی وہ اسکو اپنے سامنے سے گزرتی نظر آئ تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زرد پیروں تک آتی فراک میں ملبوس، بالوں کا ڈھیلہ جوڑا بنائے ہوئے، ہلکا پھلکا میک اپ کیے ہوئے وہ کوئی پھول ہی لگ رہی تھی۔

عرش کو ایک پل کے لیے بھول گیا کہ فون کے اس پار اسکی ماں جی تھیں۔

اسکی کالی گہری آنکھیں اس اپسرا پر سے ہٹنے کو انکاری تھیں۔

وہ ریسیپشن تک گئی تھی اور پھر ایک دو جملوں کا تبادلہ کرتے اندر کو بڑھ گئی تھی۔

عرش کی نظریں دور تک اسکا پیچھا کرتی رہیں۔

Do you guys believe in love at first sight?

www.novelsclubb.com

"عرش پتر! کتھے گم ہو گیا؟"

ماں جی اب کی بار اکتائے ہوئے لہجے میں بولی تھیں۔

"ک۔۔۔کیا کہہ رہی تھیں آپ؟"

وہ یکدم ہوش میں آیا تھا۔

"میں کہہ رہی سی کہ تو بیاہ کر لے"

ماں جی نے سادگی سے اپنی بات دہرائی تھی۔

"کر لوں گا ماں جی"

اسکا لہجہ بیزار تھا۔

مگر اب ایک تبدیلی واضح تھی۔

گھنی مونچھوں تلے عنابی لب مسکراہٹ میں ڈھل چکے تھے۔

"میں تے کیندی آں خود ای کوئی پسند کر لے میں انگھوٹی پا جاواں گی"

ماں جی تو اسکے اقرار پر ہی خوش ہو گئی تھیں۔

"اچھا ماں جی میں زرا کام سے نکلا ہوا ہوں آپکو رات میں فون کروں گا"

وہ بات لپیٹے ہوئے بولا تھا۔

"ہاں پت میں بھی نماز پڑھ لواں۔۔۔ تو پڑھدا ہے نا نماز قضا تو نئی کردا؟"

ماں جی کو فوراً عرش کی نمازوں کی فکر ہوئی تھی۔

"الحمدللہ ماں جی کوئی قضا نہیں کرتا"

www.novelsclubb.com

وہ مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

عرش کی ماں جی رقیہ بیگم جھنگ کے گاؤں میں رہتی تھیں۔ بہت محنت کر کے انہوں نے عرش کو پڑھا لکھا کر آفسر بنایا تھا۔ عرش کے والد عرش کے بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے

لیکن رقیہ بیگم نے عرش کی تعلیم و تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی تھی۔وہ دنیا سے بھی زیادہ عرش کے دین کا خیال رکھتی تھیں،خود تو نماز روزے کی پابند تھیں مگر ساتھ ہی ساتھ انہوں نے عرش کو بھی پکی عادت ڈالی تھی۔۔

اگرچہ عرش کو پولیس کی طرف سے پروموشن پر لاہور میں گھر ملا تھا مگر رقیہ بیگم اپنا گاؤں چھوڑ کر لاہور نہیں آنا چاہتی تھیں۔

انکو خدا حافظ کرتے وہ مبین کی طرف متوجہ ہوا تھا جو ہونقوں کی طرح عرش کو ہی دیکھ رہا تھا،عرش نے آبرو آچکا کر مبین کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا دیکھ رہے ہو؟"

عرش کو لگا شاید مبین اسکو اس لڑکی کو اس طرح دیکھتے دیکھ چکا ہے۔

"سر۔۔۔وہ۔۔۔وہ آپ مسکراتے بھی ہیں؟"

www.novelsclubb.com

مبین نے ڈرتے ڈرتے اپنا سوال مکمل کیا تھا جس پر عرش نے اسکو ایک گھوری سے نوازا تھا۔

"کیوں میں روبوٹ ہوں جو مسکرا نہیں سکتا؟"

عرش نے تنک کر اس سے پوچھا تھا۔

مبین نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔

"چلو اب"

عرش نے اسکو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

نظروں کے سامنے ایک بار پھر اسکا چہرا چھایا تھا۔

"فوکس عرش!!!فوکس ڈیم اٹ!"

اس نے سر جھٹکتے خود کو جھڑکا تھا۔

"میں بہت خوش ہوں وفا کہ آپ کی کنڈیشن اتنی خراب نہیں جتنی عموماً لوگوں کی ہو جاتی ہے"

وہ خوشدلی سے مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا۔

آج اس نے ہلکے پرپل رنگ کی کالر شرٹ کے نیچے بلیک پینٹ پہن رکھی تھی۔

"ہاں اعاز۔۔۔میں خود بھی حیران ہوں سچ کہوں تو مجھے لگتا تھا کہ میں مر جاؤں گی"

وہ ایک گہرا سانس لے کر گویا ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسکو یکدم اریبہ اور اپنی ملاقات یاد آئی تھی۔

اریبہ کا انداز وہ سمجھ گئی تھی، اسکی شاید اسکو نقصان پہنچانے کی نیت نہیں تھی، لیکن کوشش پوری تھی۔

سارہ ایک کونے میں نوٹ پیڈ پکڑے سیشن کے شروع ہونے کا انتظار کر رہی تھی۔

"تو شروع کرتے ہیں"

آعاز بولا تھا۔

"ایک منٹ۔۔۔ یہ تمہاری اسسٹنٹ کے ساتھ میں کمفرٹیبل نہیں ہوں مطلب۔۔۔"

وہ کچھ شرمندہ بھی ہو رہی تھی۔

لیکن در حقیقت اپنے کامپلیکسز کی وجہ سے وہ ہر دوسرے بندے کے سامنے اپنے مسائل کا تزکرہ کرنا پسند نہیں کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سمجھ گیا۔۔۔"

آعاز نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"مس سارہ آپ صرف اس سیشن کے لیے کچھ ریسرچ پیپرز کو سٹڈی کر لیں یا بریک لے لیں"

آعاز نے سارہ کو دیکھتے کہا تھا۔

"مگر مجھے تو کہا گیا تھا کہ میں ہر سیشن میں آپ کے ساتھ ہو نگی"

سارہ نے بے تاثر لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میرے پیشنٹ کا کمفرٹ میرے لیے بے حد عزیز ہے اس پر نو کامپر ومایز"

آعاز کے حتمی لہجے پر سارہ اثبات میں سر ہلاتے اپنے ریسرچ پیپرز اور نوٹ پیڈ اٹھا کر باہر چلی گی تھی۔

"آپ کے گھر میں کون کون ہوتا ہے وفا؟"

آعاز نے اب کی بار دوستانہ انداز میں اس سے سوال کیا تھا.

"میں، ممی، بابا اور ہمارے کچھ ملازم"

وفا نے کندھے اچکاتے جواب دیا تھا۔

"اپنے اور اپنے پیرنٹس کے ریلیشن کے بارے میں کچھ بتائیں"

آعاز نے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"بابااور ممی کا ریلیشن کچھ اچھا نہیں لیکن وہ میری بہت کیئر کرتے ہیں۔۔۔ ہم ایک ساتھ کبھی کہیں نہیں گئے لیکن وہ انڈویزیلی میرے ساتھ بہت ٹائم سپینڈ کرتے ہیں سب سے زیادہ ممی"

اپنے پیرنٹس کے بارے میں بات کرتے اسکے چہرے پر بچوں جیسی چمک تھی۔

وہ بھول چکی تھی کہ ایک سائیکالوجسٹ کے سامنے بیٹھی ہے۔

"ممی مجھے ہر چیز کے بارے میں گائیڈ کرتی ہیں بچپن سے یو نو۔۔۔ کہ مجھے کیا پہننا ہے، کیا نہیں، کیا کھانا ہے، کب جم جانا ہے، کونسی ڈائٹ کرنی ہے"

وہ اسکو گنوارہی تھی اور آعاز ہر چیز کو غور سے سنتے کچھ پوائنٹس اپنے نوٹ پیڈ پر تحریر کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

آعاز نے اسکو روکا نہیں تھا۔

"وہ ہمیشہ سے مجھے سنو وائٹ بولتی ہیں"

وہ اب کی بار کھلکھلا کر ہنسی تھی۔

"اور تمھیں پتا ہے وہ ہر کوشش کرتی ہیں کہ میں پرفیکٹ دکھوں۔۔۔ ممی بہت ینگ دکھتی ہیں، وہ اکثر میرے وہ کپڑے پہنتی ہیں جو مجھے تنگ ہوتے ہیں and gosh she looks so pretty in them"

وہ خوش ہوتی اسکے سامنے اپنی ممی کے گن گا رہی تھا۔

"Don't mind me asking لیکن آپ کے پیرنٹس کے آپسی تعلقات کس لحاظ سے خراب ہیں؟"

www.novelsclubb.com

آعاز نے سرسری انداز اپنایا تھا۔

"پتا نہیں بس بابا بار وڈ ہیں ممی کے ساتھ بہت مجھے یہ بات پسند نہیں لیکن میں خود بھی بابا سے بہت بات نہیں کر پاتی۔۔۔میرے بچپن میں بابا کے پاس میرے لیے ٹائم ہی ٹائم تھا اب انکے پاس ٹائم نہیں اور وہ تھوڑے over sensitive بھی ہو گئے ہیں"

وفا کندھے اچکاتے بولی تھی۔

"اوکے تو مس وفا۔۔۔میرے پاس آپ کے لیے ایک کیو سچن پیپر ہے۔۔۔آپ چاہیں تو یہیں، چاہیں تو گھر جا کر یہ سالو کر سکتی ہیں اور آپکے نیکسٹ سیشن پر ہم اس بارے میں بات کریں گے"

شاید سیشن کا ٹائم ختم ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

آعاز نے اپنی فائلز میں سے کچھ کاغز نکال کر اسکے سامنے رکھے تھے۔

"کس چیز کے بارے میں ہیں یہ ؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وفا نے کنفیوز ہوتے ہوئے وہ کاغزیہ اپنے ہاتھوں میں لیے تھے۔

"آپ کے بارے میں"

آعاز کندھے اچکاتے بولا تھا۔

"لیکن آپ ہر جواب ہانیسٹلی دیں گی"

ساتھ ساتھ آعاز نے اسکو تنبیہ کی تھی۔

وفا نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ویسے تم۔۔۔اتنے بھی برے نہیں ہو"

وفا اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بولی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں برا اس لئے نہیں لگ رہا کیوں کہ آپ کا ڈاکٹر ہوں"

آعاز جتاتے ہوئے بولا تھا۔

"اسکا مطلب تم اعتراف کر رہے ہو کہ تم مجھے ٹھیک زہر لگتے ہو؟"

وفا طنزیہ انداز میں گویا ہوئی تھی۔

"شاید"

آعاز کندھے اچکاتے بولا تھا۔

وفا اسکو الوداع کرتے دروازے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"بہت زیادہ بیوقوف ہے یہ"

آعاز اپنے نوٹ پیڈ پر بنے نوٹس کو دیکھتے بڑبڑایا تھا۔

وہ وفا کی بیماری کے سرے تک پہنچ چکا تھا۔

"ایکسکیوزمی کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں؟"

وہ دور سے ہی اسکو دیکھ چکا تھا جو ویٹنگ ایریا میں بیٹھی اپنے ہاتھوں میں پکڑے نوٹ پیڈ پر کچھ لکھ رہی تھی یا شاید کچھ بنا رہی تھی۔

سارہ نے ایک نظر اسکو دیکھا۔

زہر لگتا تھا اسکو ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ۔

"نہیں"

www.novelsclubb.com

سارہ اسکو انکار کرتے واپس اپنے کام میں مشغول ہو چکی تھی۔

"اتنی بے مروتی بھی اچھی نہیں ہوتی مادام"

عرش اسکے ساتھ بیٹھتے طنزیہ انداز میں گویا ہوا تھا۔

مبین انکے پیچھے والی رو میں بیٹھ چکا تھا۔

"سامنے والے کو اس قابل بھی ہونا چاہیے کہ اس کو مروت دکھائی جاسکے"

سارہ نے طنزیہ انداز میں جواب دیا تھا۔

"میری قابلیت کو تو خیر آپ جج ناہی کریں کیونکہ اگر میں قابل ناہوتا تو کل آپ کے رونے دھونے سننے ناپہنچتا"

عرش کا انداز اس سے بھی زیادہ طنزیہ تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس کے رونے پر چوٹ کر رہا تھا۔

"میرے اوپر حملہ ہوا تھا"

سارہ ضبط سے بولی تھی۔

"پھر تو آپ کو پولیس سٹیشن رپورٹ لکھوانے آنا چاہیے تھا جیسے کہ میں نے آپ کو کہا تھا"

عرش سرد انداز میں بولا تھا۔

"میں آؤں گی۔۔۔۔ آج ہی ڈیوٹی کے بعد"

سارہ مٹھیاں بھینچتے گویا ہوئی تھی۔

"ضرور آئیں۔۔۔ ہم آپ کے ہی اوپر کیے گئے حملے کی سی سی ٹی وی نکلوانے آئے ہیں"

عرش کا لہجہ چبھتا ہوا تھا۔

سارہ نے اپنی مٹھیاں مزید سختی سے بھینچی تھیں۔

"لگتا ہے غصہ آرہا ہے آپکو؟"

عرش تھوڑا سا اسکی طرف جھکتے ہوئے بولا تھا۔

سارہ نے ایک قہر آلود نظر عرش پر ڈالی تھی۔

"خیر! ملتے ہیں سارہ ذلقرنین"

عرش کے لہجے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی سرد ہوئی تھیں۔

وہ یہ کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

پھر وہ چلا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ کو یکدم اپنی ہتھیلی پر چبھن محسوس ہوئی تھی۔

اس نے اپنی بھینچی ہوئی مٹھی کھولی تھی۔

اسنے ہاتھ میں جو پینسل پکڑ رکھی تھی اسکی نب اسکا ہاتھ زخمی کر چکی تھی۔

خون کی چند بوندیں اسکی ہتھیلی سے سرکتے اسکے نوٹ پیڈ پر گری تھیں۔

وہ ایک پھول بنا رہی تھی۔

ایک نہایت خوبصورت پھول۔

اریبہ اپنے آفس میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کچھ کام کر رہی تھی۔

اس نے آج سکن رنگ کا انارکلی فراک زیب تن کر رکھا تھا، بال آدھے کیچر میں مقید تھے

جبکہ چہرا میک اپ سے مبرا تھا۔

فون کی رنگ ٹون نے یکدم اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

سکرین پر ڈیڈ کا نام ابھرتے اس نے فوراً فون اٹھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سلام ڈیڈ!"

وہ خوشدلی سے بولی تھی۔

"صارم سے کیا بات ہوئ تھی تمہاری اریبہ ؟"

ان کا لہجہ سخت نا تھا لیکن کچھ عجیب تھا انکے لہجے میں جس نے اریبہ کو ٹھٹکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"ڈیڈ۔۔۔ہماری تو بہت اچھی بات چیت ہوئ تھی کیوں کچھ ہوا ہے کیا؟"

اریبہ نے سرسری انداز اپنایا تھا۔

کہیں صارم سکندر نے اسکو دھوکا تو نہیں دے دیا تھا؟

"کوئ ایسی بات تو ہوئ ہو گی اریبہ جو اسنے انکار کر دیا"

وہ گہرا سانس لیتے گویا ہوئے تھے۔

اریبہ کی جان میں جان آئ تھی۔

"اووتو کیا انہوں نے وجہ نہیں بتائی ؟"

اریبہ نے اپنے لہجے میں افسوس شامل کیا تھا۔

"ہاں وہ کہہ رہے تھے صارم ابھی تیار نہیں ہے اس سب کے لیے"

طلحہ سلطان کے لہجے میں مایوسی تھی۔

"ہاں تو اس میں کیا مسئلہ ہے ڈیڈ آپ فضول میں مجھ پر شک کر رہے تھے"

اریبہ کا لہجہ شکایتی ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم کیوں خود سے اور مجھ سے جھوٹ بول رہی ہو اریبہ ؟ تمہیں لگتا ہے کہ اگر تم مجھے کچھ نہیں بتاتی تو میں تم سے بے خبر ہوتا ہوں ؟"

طلحہٰ سلطان کے اتنے ڈائریکٹ سوال پر اریبہ پر منوں پانی گرا تھا۔

وہ کچھ نا بول سکی۔

"میں نے تم سے کہا تھا اریبہ کہ تم پر کوئی زبردستی نہیں پھر بھی تم اپنے باپ سے اپنے دل کی بات کہنے سے کتراتی رہی"

طلحہ کا لہجہ افسوس زدہ ہوا تھا۔

"نہیں ڈیڈ۔۔۔ میں بہت ڈر گئی تھی کہ کہیں آپ ناراض نا ہو جائیں"

اریبہ کا لہجہ پر نم ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں کیا کرتا اریبہ ؟اس مسئلے کا حل ہی نکالتا نا؟ جس بیٹی کو میں نے آج تک نہیں ہارنے دیا کیا اسکو اب ہارنے دیتا؟"

طلحہ کے لہجے میں مان ٹوٹنے کی کرچیاں تھیں۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ، مجھے آپ کو بتانا چاہیے تھا"

اریبہ کو اپنے اوپر شدید غصہ آرہا تھا کہ وہ کیسے اپنے باپ کو ڈبل کراس کرنا چاہ رہی تھی۔

وہ چاہتی تھی کہ یہ رشتہ بھی نا ہو اور طلحہ بھی اس سے خوش رہیں۔

ہمیشہ سے یہی تو کیا تھا اس نے۔۔۔

لوگوں کو خوش!

"معافی مت مانگو بیٹا بس اگر اگلی دفعہ کسی چیز پر دل نا مانے تو اپنے باپ کو بھی بتا دینا میں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہوں"

www.novelsclubb.com

طلحہ کے یہ کہتے ہی اریبہ کو مزید رونا آیا تھا۔

خدا جانے آج کل اسکو اتنا رونا کیوں آرہا تھا؟

طلحہ سلطان سے رابطہ منقطع ہوتے ہی وہ اپنے ورکنگ ڈیسک پر سر رکھ کر بے آواز رونے لگ گئی تھی۔

اچھا ہے جب اتنے دنوں سے رونے کا دل چاہ رہا تھا تو اسے رو ہی لینا چاہیے تھا۔

وہ عام حالات میں کبھی نہیں روتی تھی مگر جب اتنے مسائل نے اسکو آ جکڑا تھا تو وہ بھی کیا کرتی۔

یکدم اسکے آفس کے دروازے پر ناک ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

افففففف!

کوئی سکون سے رونے بھی نہیں دیتا تھا اسے۔

"کون ہے ؟!"

وہ خلاف مزاج چڑ کر بولی تھی۔

"میں ہوں یار"

آعاز کافی کے دو کپ تھامے اندر داخل ہوا تھا۔

اریبہ نے فوراً اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنا چہرا صاف کیا تھا۔

آعاز جہانگیر وہ آخری انسان تھا جس کو اس وقت وہ یہاں ایکسپیکٹ کر رہی تھی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو ؟"

www.novelsclubb.com

اس نے زکام زدہ آواز میں اس سے پوچھا تھا۔

آسکی آنکھیں اور چہرا رونے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔

"تم رو کیوں رہی ہو؟"

اسنے اسکے مقابل کرسی پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتے پوچھا تھا۔

"میرا دل چاہ رہا تھا"

وہ خفگی سے کہتے رخ موڑ چکی تھی۔

اسکو بھی اتنے دنوں بعد میرا خیال آیا ہے!

ہنہہ!

وہ دل ہی دل میں سوچ رہی تھی کہ کیسے اسکو آعاز کی معافی کو بالکل قبول نہیں کرنا (حالانکہ آعاز جہانگیر کبھی اس سے معافی نہیں مانگا کرتا تھا) اور اسکو بھی ویسے ہی اگنور کرنا تھا جیسے آعاز نے اسکو اس رات کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اریبہ آج تم مجھے بتا ہی دو کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟"

آعاز نے تھک کر پوچھا تھا۔

ایک تو ہاسپٹل میں اتنے مسائل تھے اور اریبہ نے بھی اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد بنائی ہوئی تھی۔

"کیوں مجھے کیا ہونا ہے ؟"

اریبہ چبھتے ہوئے انداز میں بولی تھی.

"یار کیوں کر رہی ہو ایسے۔۔۔ہاسپٹل میں بھی اتنے مسئلے ہیں اور تم بھی مجھ سے ناراض ہو گئی ہو وہ بھی بغیر کسی وجہ کے"

www.novelsclubb.com

آعاز مظلومیت کے تمام ریکارڈ توڑتے بولا تھا۔

یہی تو تھا اریبہ کا ویک پوائنٹ۔

"کیا ہوا ہے ہاسپٹل میں؟"

اریبہ فوراً پریشانی سے گویا ہوئ تھی۔

"پہلے تم بتاؤ مجھ سے کیوں ناراض تھی؟"

اعاز نے نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

اریبہ کو اسکے نرم لہجے پر نئے سرے سے رونا آیا تھا۔

"نہیں پلیز۔۔۔ارو یار رونا نہیں ہے۔۔۔روئے بغیر بتاؤ"

آعاز کی اسکے سامنے ہاتھ جوڑنے کی ہی کسر رہ گئ تھی۔

خدا جانے اریبہ سلطان کے پاس بہانے کے لیے آج کل اتنے آنسو کہاں سے آرہے تھے؟

"میں نے۔۔۔۔ڈیڈ کو ناراض کر دیا وہ بہت disappointed ہیں"

اریبہ اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنی آنکھیں صاف کرتی بولی تھی۔

"بس اتنی سی بات ہے میں انکل سے بات کروں گا کہ وہ سب سارٹ آؤٹ کرلیں تمہارے ساتھ"

آعاز اسکو بچوں کی طرح پچکارتے بولا تھا،اس بات سے بے خبر کے سارے فساد کی جڑ وہ خود تھا۔

"اور۔۔۔اور تم بھی ناراض ہو گئے تھے"

اریبہ گلوگیر لہجے میں بولی تھی.

آنسوؤں کو بہنے سے روکنے کی زحمت وہ بالکل نہیں کر رہی تھی۔

حالانکہ اریبہ کے اب والے جملے سے آعاز کو سخت اختلاف تھا مگر وہ بوندا باندی کو سیلاب میں تبدیل نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں میں ناراض نہیں ہوں دیکھو کافی لایا ہوں تمہارے لیے"

آعاز کافی کا کپ اسکے آگے کرتے بولا تھا۔

"تم مجھے منانے بھی نہیں آئے تھے"

ایک اور شکوہ۔

"اس رات تمہاری بالکونی پر غالباً میں لڈو کھیلنے آیا تھا"

چاہ کر بھی وہ خود کو طنز کرنے سے روک نا پایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اور تم نے مجھے اپنے گھر میں اگنور کیا تھا"

اریبہ اسکے طنز کو اگنور کرتے اسے اسکی غلطیاں گنوا رہی تھی۔

"اریبہ دو دن پہلے ہمارے درمیان لڑائی ہوئی تھی اور میں غصے میں تھا"

آعاز کا دل چاہا کہ آپنا سر پکڑ لے۔

"ہاں صرف تمہیں ہی تو حق ہے غصہ کرنے کا"

وہ مزید خفا ہوئی تھی۔

"اوکے تم جیتی، آئندہ میں احتیاط کروں گا کہ تمہارے موڈ سونگز کا خیال کرتے میں تمہاری کسی بات کا برا نا مناؤں، تمہاری بالکونی پر تمہیں ایک بار نہیں بلکہ دو بار منانے آؤں اور ہمارے درمیان جتنی بھی تلخ کلامی ہو جائے میں تمہیں اگنور نہیں کروں گا۔۔۔ ٹھیک ہے یا کچھ اور بھی؟"

آعاز نے ہر چیز اپنی انگلیوں پر گنتے اریبہ سے پوچھا تھا۔

"نہیں!"

اریبہ نے ہنستے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

اسکا موڈ کافی بہتر ہو چکا تھا۔

آعاز نے سکھ کا سانس لیا۔

"Gosh اریبہ! تمہارے hormones کو نا جانے کیا ہو گیا ہے جو تم آج کل ڈپریسڈ ٹین ایجر لڑکیوں کی طرح ہر وقت روتی رہتی ہو؟"

اب کی بار آعاز مزاق اڑاتے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہارا خون پی جاؤں گی میں آعاز جہانگیر!"

اریبہ کو اعاز کا اپنا مزاق اڑانا بالکل نا بھایا تھا۔

پہلے جتنا وہ اسکو اچھا لگ رہا تھا اب اس جملے پر اسکو اتنا ہی زہر لگ رہا تھا۔

"ضرور پینا لیکن اس سے پہلے مجھے کافی پلا دو، جو میں لایا تھا وہ تمہارے میلوڈرامے کے درمیان ٹھنڈی ہو چکی ہے"

اعاز نے اسکو مزید تپایا تھا اور وہ تپ بھی گئی تھی۔

"دفعہ ہو جاؤ یہاں سے تم"

اریبہ خفگی سے کہتے اپنے بیگ میں اپنا موبائل ڈالنے لگ گئی تھی۔

اب اگر آعاز نے کہا تھا کہ اریبہ اسکو کافی پلوائے گی تو یہی ہونا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں گاڑی میں دفعہ ہونے جا رہا ہوں تم بھی میرے پیچھے پیچھے آ جانا"

آعاز تپانے والی مسکراہٹ کے ساتھ کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اریبہ کو یکدم ہنسی آئ تھی۔

"پاگل"

اسکے جاتے ہی وہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے خود بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ نکھری نکھری سی ڈائنگ ہال میں داخل ہوئ تھی۔

"آہ وفا آج تم نے کیسے ڈائنگ حال کا رخ کر لیا؟"

صباجو کہ گرین ٹی پینے اور ساتھ ساتھ ایک فیشن میگزین پڑھنے میں مشغول تھیں وفا کو ڈائنگ ہال میں داخل ہوتے دیکھ انکو خوشگوار حیرت نے آگھیرا۔

"ایسے ہی میں نے سوچا آپکے ساتھ ڈنر کرلوں، بابا کہاں ہیں؟"

وفا مسکراتے ہوئے ایک کرسی کھینچ کر ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی تھی۔

صبا کو یہ اندازہ لگانے میں بالکل مشکل نا ہوئ تھی کہ دو تین سیشنز کے بعد ہی وفا میں بہت امپر ومنٹ آچکی تھی، لیکن یہ پہلی بار تھا کہ وہ کھانے کے میز پر خود آئ تھی۔

"تمہارے بابا کا آج باہر ڈنر ہے، تمہارے لیے گرین ٹی منگوا دوں؟"

صبا نے مسکراتے ہوئے وفا سے کہا تھا۔

رات کے اس پہر عموماً ہر گھر میں فیملی ٹائم ہوتا ہو گا، سب مل جل کر کھانا کھاتے ہونگے لیکن انکے گھر کے اصول کچھ مختلف تھے۔

حدید خان ناشتے کے علاوہ کھانا کم ہی گھر کھاتے تھے جبکہ صبا حدید اور وفا دونوں ڈائٹ پر ہونے کی وجہ سے رات کا کھانا چھوڑ دیتی تھیں۔ اگر کبھی کچھ کھانا بھی ہو تو وہ سلاد سے زیادہ نا ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں میں آج پراپر ڈنر کروں گی، مجھے ڈاکٹر نے ایک ڈائٹ پلان دیا ہے"

وہ شاید پہلے ہی کک کو اپنے ڈنر کا بتا کر آئی تھی کیونکہ وہ اب ٹرے میں وفا کا کھانا لا رہا تھا۔

بیکڈ چکن سٹیک، میشڈ پوٹیٹوز اور کچھ مزید سبزیوں کا سلاد۔

دیکھا جائے تو یہ بہت زیادہ نہیں تھا لیکن کھانا دیکھ کر ایک پل کو وفا کا چہرا تاریک ہوا تھا۔

اسکا دماغ ایک کاؤنٹر تھا۔

کیلوری کاؤنٹر۔

اگر ایک سٹیک میں 284 کے درمیان کیلوریز ہو نگی، میشڈ پوٹیٹوز میں 88 سے زائد کیلوریز اور۔۔۔۔

وہ گن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ یہ غیر ارادی طور پر کرتی تھی۔

"کیا ہوا کھا کیوں نہیں رہی؟"

صبا نے وفا کو کشمکش میں مبتلا دیکھ کر اس سے پوچھا تھا۔

"وہ۔۔۔"

وفا سے کوئی جواب بن نہیں پایا۔

"خیر ! کل شام ایک پارٹی ہے، میں نے تمہارے لیے ڈریس نکلوادیا ہے تم فٹنگ چیک کر لینا او کے ؟"

صبا وفا کو عام سے انداز میں اطلاع دیتے ڈائنگ ٹیبل سے اٹھ گئی تھیں۔

یہ انکی بیوٹی سلیپ کا وقت تھا۔

www.novelsclubb.com

صبا کے جاتے ہی وفا نے آہستگی سے اپنے سامنے موجود پلیٹ دور کھسکا دی۔

"فٹنگ چیک کر لینا"

صبا کی آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔

دماغ کی قید سے آزادی حاصل کرنا کیا اتنا آسان ہوتا ہے؟

Part 3

اگر میں تم سے کہوں کہ ماضی میں کیے گئے گناہ ہمارا تعاقب کرتے ہیں تو کیا تم مان لوگے؟

وہ اپنی کچھ سہیلیوں کے ساتھ باتیں کرتے ہوئے کالج کے گیٹ سے نکل رہی تھی۔

یہ شاید آف ٹائم تھا اس لیے کالج کے باہر ضرورت سے زیادہ رش تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے آج گلابی کرتے کے نیچے سفید شلوار زیب تن کررکھی تھی۔

اپنا موبائل فون اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا جس پر وہ بار بار وقت دیکھ رہی تھی جبکہ

اپن ا سفید اور آل اس نے اپنے ایک بازو پر لٹکا رکھا تھا۔

"زویا تمہیں ابھی تک کوئی لینے نہیں آیا، تمہیں میں چھوڑ دوں؟"

اسکی ایک دوست نے اس سے پوچھا جس کا ڈرائیور آچکا تھا۔

"نہیں میں چلی جاؤں گی آج ار و آپی کے ساتھ پلان ہے"

زویا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تھا۔

آج وہ اریبہ کے ساتھ مال جانے والی تھی کیونکہ اسکو کچھ شاپنگ کرنی تھی، اس لیے اس نے ڈرائیور کو آنے سے منع کر دیا تھا۔

ایک ایک کر کے اسکی ساری سہیلیاں اپنے گھروں کو روانہ ہو چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

وہ اب اکتا رہی تھی۔

اریبہ آپی کو اتنی دیر کیوں لگ رہی تھی؟

زویا نے جب اسے فون کیا تھا تب اسنے یہی جواب دیا تھا کہ بس ابھی آفس سے نکل رہی ہے۔

وہ اکتائے ہوئے لہجے میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی جب یکدم اسکو کوئی اپنی طرف آتا نظر آیا۔

زویا کو اپنا وجود زلزلوں کی زد میں محسوس ہوا۔

تیمور ڈار!

وہ شیطانی مسکراہٹ اپنے چہرے پر سجائے اسی کی طرف آرہا تھا۔

زویا نے بے اختیار تھوک نگلا، اسکے قدموں میں سے گویا کسی نے جان کھینچ لی تھی۔

وہ شاک اور خوف کی ملی جلی کیفیت میں اسکو دیکھ رہی تھی جواب اسکے بالکل مقابل آکھڑا ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

نیلی آنکھوں میں وہی تاثر تھا۔

وہی تاثر جو تیمور جیسے بھیڑیوں کی آنکھوں میں ہوتا ہے۔

"کیسی ہو پیاری زویا جہانگیر ؟"

مکروہ لہجے میں کہتے اس نے زویا کے چہرے کو ہاتھ لگانا چاہا۔

زویا فوراً کرنٹ کھا کر پیچھے ہوئ تھی۔

"تم۔۔۔تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

اسکے لہجے میں خوف تھا۔

"میں تم سے ملنے آیا ہوں زویا"

تیمور نے بیچارگی سے کہا تھا جبکہ اسکے تاثرات بالکل بھی اسکے لہجے کا ساتھ نہیں دے پا رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"د۔۔۔دفعہ ہو جاؤ تم یہاں سے"

زویا نے بمشکل اپنے لہجے کی لڑکھڑاہٹ پر قابو پاتے اس سے کہا تھا اور ساتھ ہی دو قدم پیچھے لیے تھے۔

"ارے!!! یہ غلطی ہر گز مت کرنا زویا جہانگیر"

تیمور فوراً اسکی راہ میں حائل ہوا تھا۔

"اس دفعہ تو تم بچ گئی تھی مگر اب کی بار تمہیں مجھ سے کوئی نہیں بچا سکے گا، میں تمہیں بتاؤں گا کہ تیمور ڈار سے چھٹکارا پانا اتنا آسان نہیں!"

www.novelsclubb.com

استھزائیہ انداز میں کہتے اس نے زویا کا بازو سختی سے جکڑا تھا۔

"چھوڑو مجھے! کوئی ہے!"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

زویا باقاعدہ چیختے ہوئے اس سے اپنا بازو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی تھی۔

کچھ طلبہ متوجہ ہوئے تھے لیکن انہوں نے نظرانداز کردیا۔

جب کہ کچھ اب اپنے فون نکال چکے تھے۔

یہی تو ہے ہمارے ہاں رواج اگر کچھ نہیں کرنا تو ویڈیو تو بنا ہی سکتے ہیں نا؟

زویا نے صدمے سے ان سب کو دیکھا۔

کیا ان سب کے گھر ماں بہن نہیں تھی؟

"پلیز کوئی میری مدد کرو!"

زویا ان سب پر بے بسی سے چلائی تھی۔

www.novelsclubb.com

تیمور تو گویا اس سب سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"تمہاری یہاں کوئی مدد نہیں کرنے والا زویا ڈارلنگ، تم جیسی لڑکیوں کی کوئی مدد نہیں کرتا"

تیمور پھنکارا تھا۔

زویا کا شدت سے دل چاہا تھا کہ آسمان پھٹے اور قیامت آجائے۔

وہ عجلت بھرے انداز میں اپنی گاڑی کو کالج سے کچھ دور پارک کرتے ہوئے نکلی تھی، کیونکہ کالج کے پاس پارکنگ کی جگہ نہیں تھی۔

اسکو بہت دیر ہو چکی تھی۔

وہ تیزی سے چلتے چلتے اپنے فون پر وقت بھی دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آدھا گھنٹا لیٹ تھی۔

اس نے آج بھورے رنگ کی بٹن شرٹ کے ساتھ کالی بوٹ کٹ پینٹ پہن رکھی تھی جبکہ بال اونچی پونی میں مقید تھے۔

کالج کے گیٹ کے پاس اس وقت ضرورت سے زیادہ رش تھا۔

اریبہ کچھ پریشان ہوئی۔

وہ لیٹ تھی، یہاں کم رش ہونا چاہیے تھا۔

شاید کوئی حادثہ پیش آگیا ہو۔

پھر اسکو اسکی چیخ سنائی دی۔

زویا کی چیخ۔

وہ کسی کو مدد کے لیے پکار رہی تھی۔

تو یہ بھیڑ تماشائیوں کی تھی!

اریبہ کے قدم یکدم سست ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

دماغ نے بھی گویا کام کرنا چھوڑا تھا۔

مگر پھر اسکو یاد آیا۔۔۔

"زویا میری بھی بہن ہے آعاز"

کیا وہ اپنی بہن کے لیے کمزور پڑتی؟

دماغ نے ایک بار پھر کام کرنا شروع کیا تھا۔

اس نے اپنے ارد گرد نگاہ دوڑائی۔

اسکو کونے میں ایک سٹیل کا راڈ پڑا نظر آیا۔

"بسم اللہ"

اس نے زیر لب پڑھتے راڈ اٹھایا تھا، جبکہ اسکا دل ڈر کے مارے سکڑ رہا تھا۔

پھر وہ مضبوط چال چلتے اس بھیڑ تک گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب خدمت کرواور اچھے بچوں کی طرح میرے ساتھ چلو"

اریبہ نے دیکھا کہ تیمور زویا کا بازو پکڑے اسکو اپنے ساتھ گھسیٹ رہا تھا جبکہ زویا روتے ہوئے ان ویڈیو بناتے طلبہ کو مدد کے لیے پکار رہی تھی۔

اریبہ کو یکدم شدید غصہ آیا تھا۔

یہ آخر ہو کیا رہا تھا؟

اپنے خوف کو ایک سائیڈ پر رکھتے اس نے طیش میں آگے بڑھ کر ایک لڑکے کا فون اسکے ہاتھ سے کھینچ کر تیمور کی طرف پھینکا تھا۔

وہ جو اس وار کے لیے بالکل تیار نا تھا کراہ کر رہ گیا۔

فون لگا بھی سیدھا اس کے منہ پر تھا جس وجہ سے زویا کا بازو اسکے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور فون نیچے گر کر ٹوٹ گیا۔

اس لڑکے نے اریبہ کو نہایت غصے سے دیکھا تھا لیکن جن نظروں سے اریبہ نے اسکو گھورا تھا وہاں موجود باقی سب لوگوں نے بھی اپنے فون اپنی جیبوں میں ڈال لیے تھے۔

www.novelsclubb.com

"کس نے کیا ہے یہ!"

تیمور اپنے منہ پر ہاتھ رکھے دھاڑا تھا۔

زویا اریبہ کو دیکھتے فوراً اسکی طرف دوڑی تھی۔

"اریبہ آپی یہ۔۔۔"

وہ بمشکل ہچکیاں لیتے اسے بتانے کی کوشش کر رہی تھی۔

اریبہ نے نرمی سے اسے چپ رہنے کا اشارہ کیا۔

"تم تو شکر کرو میں نے صرف یہ فون تمہارے منہ کی زینت بنایا ہے ورنہ یہ راڈ پڑتا نا تو تمہیں تمہارا باپ بھی پہچاننے سے انکار کر دیتا"

www.novelsclubb.com

اریبہ استہزائیہ انداز میں بولی تھی۔

اس نے اپنا لہجہ بمشکل مضبوط کیا تھا ورنہ ڈر تو اسکو بھی لگ رہا تھا۔

تیمور کے ناک سے اب باقاعدہ خون بہہ رہا تھا۔

"اور تم سب !"

اب وہ مجمع میں کھڑے طلبہ سے مخاطب ہوئ تھی۔

"اگر تم لوگ اپنے باپ کی اولادیں ہو تو مجھے یہ راڈ اٹھا کر اسکو مارنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔۔۔یہ کام تم لوگ کرو گے کیونکہ تم لوگوں کے گھر بھی ماں بہن ہیں !"

اس وقت گویا وہ اریبہ نہیں کوئ شیرنی تھی۔

"جس جس نے ویڈیو بنائ ہے وہ اسکو فوراً ڈلیٹ کرے گا ورنہ میں کروں گی یہ کہ یہاں پولیس بلواؤں گی اور جو جو شخص یہاں موجود ہے،ان سب کے نام کا پرچہ کٹے گا۔۔۔تم

سب اپنی ڈگری پوری نا کر سکو اسکا مکمل انتظام میں خود کروں گی کیونکہ اتنے بے حس لوگ ڈاکٹر تو ہر گز نہیں بن سکتے !"

زویا جانتی تھی کہ اریبہ پراعتماد ہے لیکن اتنی ،اسکو اس بات کا اندازہ آج ہوا تھا۔

لیکن کیا ہوتا اگر وہ جان جاتی کہ اریبہ نے یہ تقریر کرنے کے لیے کیسے گویا ایک دریا ہی پار کیا تھا؟

اریبہ کی یہ بات کرنے کی دیر تھی کہ تمام طلبہ تیمور کی طرف بڑھے تھے۔

تیمور نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

پھر وہ لاکھ چیخا مگر کسی نے اسکی نا سنی۔

اسکی ایسی خاطر مدارت تو جیل میں بھی نا ہوئی ہو گی جو آج ہوئی تھی۔

اریبہ نے سکون بھری سانس خارج کرتے راڈ ایک طرف پھینکا تھا اور پھر زویا کی طرف بڑھی تھی جو اب تک کونے میں کھڑی رو رہی تھے۔

اسکو زویا کے لیے مضبوط بننا تھا۔

"تم ٹھیک ہو زویا"

اریبہ نے فکر مند لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔زویا نے فوراً نفی میں سر ہلایا تھا۔

"مجھے ماما کے پاس جانا ہے"

زویا نے روتے ہوئے اریبہ سے کہا تھا۔

"ہاں پر پہلے تم اپنا حلیہ درست کر لو"

اریبہ اسکو اپنے بازو کے حلقے میں لیتے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

اگر آعاز کو اس واقع کا پتا چل جاتا تو اس نے تیمور کا رائتہ بنا دینا تھا۔

"آپ ڈائٹ پلان فولو نہیں کر رہیں، یہ میرے لیے بالکل حیران کن بات نہیں"

اپنے ہاتھ میں موجود فائل کو بند کر کے میز کی ایک طرف رکھتے وہ اس سے مخاطب ہوا تھا جس کی ہیزل آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر جمی ہوئی تھیں۔

"میں ڈنر کرنا چاہتی تھی اعاز۔۔۔بلیو می۔۔۔مگر میں نہیں کھا پاتی"

وہ تھکن زدہ لہجے میں بولی تھی۔

اب کی بار اسکی نظریں اس فائل کی طرف متوجہ تھیں جس کو کچھ دیر پہلے آعاز دیکھ رہا تھا۔

اس میں وہ کیوسچن پیپر موجود تھا اور وفا کے دیے گئے سارے جوابات بھی۔

زیادہ تر سوال اس نوعیت کے تھے کہ اسے کھانا دیکھ کر کیا محسوس ہوتا ہے؟

اسکو اپنا آپ آئینے میں دیکھ کر کیسا محسوس ہوتا ہے؟

www.novelsclubb.com

کیا وہ اپنے وزن کو لے کر کانشس ہے؟

کیا وہ کھانا اس وجہ سے نہیں کھا پاتی کہ اسکو choking کا خدشہ لاحق ہوتا ہے؟

اس نے اس ہفتے میں کتنی مرتبہ قے کی ہے؟

وہ دن میں کتنی مرتبہ اپنا وزن چیک کرتی ہے؟

وفا نے ان تمام سوالات کے جواب سچائی سے دیے تھے۔

سارہ آج بھی ان کے سیشن کے دوران موجود نہیں تھی۔

"سمجھ سکتا ہوں۔۔۔ یہ سائیکل توڑنا اتنا آسان نہیں ہوگا، کیا آپ یاد کر سکتی ہیں کہ آپ نے پہلی مرتبہ کب کھانا کھا کر زبردستی قے کی تھی؟"

آعاز اپنی عینک درست کرتے سنجیدگی سے گویا ہوا تھا۔

اور وہ اس بات کو بھول ہی کیسے سکتی تھی؟

یہیں سے تو سب شروع ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

کہیں دور ماضی میں۔۔۔

جب وہ تیرہ برس کی تھی۔

"وفا بیٹا یہ ڈریس بہت تنگ ہے تمہیں۔۔۔میں نے کتنی دفعہ کہا ہے تمہیں کہ اتنامت کھایا کرو"

صبا پریشانی سے اس تیرہ سالہ بچی کو دیکھ رہی تھیں جو کہ بمشکل ایک تنگ فراک کو زیب تن کیے ان کے سامنے شرمندہ سی کھڑی تھی۔

"ممی مجھے لگ رہا ہے یہ میرا سائیز نہیں ہے"

وفا پریشانی سے گویا ہوئی تھی۔

اس فراک میں اسکو سانس تک نہیں آرہا تھا۔

"وفا گرلز کو یہی سائیز آتا ہے، تمہیں کیوں نہیں آرہا؟"

صبا اکتائے ہوئے لہجے میں گویا ہوئی تھیں۔

ہتک کے احساس سے تیرہ سالہ وفا کا چہرا سرخ ہوا تھا۔

"میں کل ہی ایک ٹرینر ہائر کرتی ہوں،ڈائٹ پلان بھی بنوانا پڑے گا"

صبا پریشانی سے کہتے کمرے سے باہر نکلی تھیں۔

وفا وہیں سن کھڑی رہی۔

اس چھوٹی سی بچی کے دماغ پر ان الفاظ کا کیا اثر ہوا تھا شاید صباحدید نا سمجھ سکی تھیں۔

وفا آئینے کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔

اس نے اپنے پھولے پھولے سرخ گالوں کو ہاتھ لگایا تھا۔

کیا وہ اتنی موٹی ہو چکی تھی کہ ایک فراک تک اسکو پورا نہیں آرہا تھا؟

یکدم اسکو محسوس ہوا کہ کوئ اسکے پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سنو وائٹ!"

وہ صباحدید تھیں۔

انکے چہرے پر ایک نرم مسکراہٹ تھی۔

صبا نے آہستگی سے اسکے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر اسکا رخ اپنی طرف موڑا تھا۔

ہیزل آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

صبا بارہا اعتراف کرتی تھیں کہ وفا حدید سے زیادہ حسین بچی انہوں نے آج تک نہیں دیکھی تھی۔

"ممّا یہ سب آپکی بہتری کے لیے کر رہی ہیں، آئی کیئر اباؤٹ یو میں چاہتی ہوں میری سنو وائٹ، سنو وائٹ جیسی ہی دکھے، میں سب فکس کرنا چاہتی ہوں"

اسکے ماتھے پر پیار کرتے انہوں نے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وفا نے نرمی سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تھینک یو ممی، آپ ہمیشہ سب فکس کر دیتی ہیں"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ نرم آواز میں کہتے انکے گلے لگ گئی تھی۔

لیکن یہ کہانی اتنی مختصر کہاں تھی؟

رات کو، ڈنر کے وقت، حدید خان کسی آفیشل ڈنر کی وجہ سے گھر نا آسکے تھے۔

صبا نے وفا کے لیے سلاد تیار کروایا تھا۔

ویسا ہی جیسا وہ خود کھاتی تھیں۔

وفا نے بنا ناک منہ چڑھائے اسے کھالیا۔

مگر۔۔۔

رات کے تین بجے کے قریب۔۔۔

جب سب سو رہے تھے۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

تیرہ سالہ وفا سو بھی نا سکی تھی۔

اسکو بھوک لگ رہی تھی۔

وہ دبے پاؤں کچن میں گئی تھی۔

آہستگی سے فریج کھولا اور اس میں ایک دن پرانی رکھی وائٹ ساس پاستا کی ڈش نکال لی۔

بھوک بہت شدید تھی۔

اگر وہ آج یہ نا کھاتی تو کل ممی اسکو پھر یہ نا کھانے دیتیں۔

اس نے کانٹا پکڑا اور کچن کے ایک کونے میں چھپ کر، ڈش میں سے ہی پاستا کھانا شروع کر دیا۔

وہ عجلت بھرے انداز میں کھا رہی تھی، جیسے صدیوں کی بھوکی ہو۔

دو تین نوالے اسکے گلے میں بھی اٹکے، مگر پروا کسے تھی؟

اسکو تو بس کھانا تھا۔

پھر ایک حد ہو گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ اتنا کھا چکی تھی کہ اسکو لگا کہ اب وہ قے کر دے گی۔

لیکن اگر صبح ہی صبح اسکا وزن بڑھ جاتا تو ممی کو شک ہو جاتا۔

تھی تو وہ چھوٹی بچی ہی نا؟

کچن میں سے اپنے وہاں آنے کا ہر ثبوت مٹانے کے بعد وہ اپنے کمرے سے ملحقہ واشروم میں گئی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ وہاں سے باہر نکلی تھی اور نڈھال ہوتے ہوئے اپنے بیڈ پر گر سی گئی۔

اسکی آنکھیں اور چہرا سرخ ہو رہا تھا جبکہ آنکھوں سے پانی بھی بہہ رہا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ جو وہ اس وقت کر آئی ہے وہ نہایت غلط تھا۔

لیکن وہ ممی کو خوش کرنا چاہتی تھی اور خود کو بھی۔

Self induced vomiting

ایک بہترین طریقہ تھا جس سے یہ دونوں کام ہو سکتے تھے۔

حال۔۔۔۔

www.novelsclubb.com

وفا کا چہرا آنسوؤں سے تر تھا اور اب وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی۔

آعازنے اسکو رونے سے نا روکا تھا بلکہ اپنے سامنے رکھے ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو نکال کر اسکو دیا تھا جو وفا نے تھام لیا تھا۔

"میں چاہتی ہوں میں ٹھیک ہو جاؤں لیکن میں نہیں ہو پا رہی، میں یہ نہیں کرنا چاہتی لیکن میرا خود پر اختیار نہیں"

وہ ٹشو سے اپنے آنسو صاف کرتے گلوگیر لہجے میں بولی تھی۔

"کیا اب بھی آپ کو کپڑے تنگ ہوتے ہیں؟"

کچھ دیر بعد آعاز نے آہستگی سے اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں، ممی میرے لیے اتنے پیار سے ڈریسز لاتی ہیں اکثر دفعہ تو میں وہ بھی نہیں پہن سکتی"

www.novelsclubb.com

اب وفا نے کچھ نارمل انداز میں جواب دیا تھا۔

"Wafa you don't have to fit in your clothes,your clothes have to fit you"

آعاز گہرا سانس لے کر سمجھانے والے انداز میں گویا ہوا تھا۔

"میں نے عموماً عورتوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے سائز سے چھوٹے کپڑے لا کر رکھ دیتی ہیں اور پھر مختلف ڈائٹس کر کے ان میں پورا آنے کی کوشش کرتی ہیں، جبکہ یہ نہایت احمقانہ حرکت ہے۔۔۔ ضروری نہیں کہ ہر انسان کو سمال یا ایکسٹرا اسمال سائز ہی پہننا پڑے، آپ کے جسم میں گوشت کے علاوہ ہڈیاں بھی ہیں جو اپنی جگہ لیتی ہیں اور ہر انسان کے جسم میں موجود ہڈیوں کی مختلف وڈتھس ہوتی ہیں، آپ جتنا مرضی وزن کم کر لیں آپ اپنی ہڈیاں تو نکال کر نہیں پھینک سکتیں نا؟"

www.novelsclubb.com

آعاز نے اس سے پوچھا تھا۔

وفا نے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"آپ کے وارڈروب میں بھی ایسے بہت سے کپڑے ہونگے جو آپ کے سائز کے نہیں ہونگے، آپکا آج کا ٹاسک یہ ہے کہ آپ ان سب کو فارغ کریں گی"

آعاز نے اس سے سنجیدہ انداز میں کہا تھا۔

"مگر۔۔۔ ٹھیک ہے"

وفا کچھ متذبذب لگ رہی تھی لیکن وہ مان گئی تھی۔

شاید وہ منع بھی کرنا چاہتی تھی مگر کر نا سکی۔

"بہت بہتر۔ ہم آپکے اگلے سیشن میں اسکے بارے میں بات کریں گے۔"

آعاز نے اپنے فون پر وقت دیکھتے اس سے کہا تھا جس کا مطلب تھا کہ اسکے سیشن کا ٹائم ختم ہو چکا ہے۔

www.novelsclubb.com

وفا اپنا بیگ اٹھاتے وہاں سے چلی گئی تھی۔

آعاز ایک بار پھر وفا کے جوابات کی فائل دیکھنے لگ گیا تھا جب اسکے فون کی میسج ٹون نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا۔

میسج پڑھتے ہی وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

روم سے باہر نکلتے ہی اسکو سارہ نظر آئی جس کو غالباً وفا کے جانے کی اطلاع مل چکی تھی۔

"کہیں جا رہے ہیں آپ؟"

سارہ نے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں۔۔۔اگلا پیشنٹ تم ہینڈل کر لینا زرا"

وہ عام سے انداز میں سارہ کو بتاتے ہوئے آگے نکل گیا تھا۔

سارہ نے ایک نظر پیچھے مڑ کر اسکو دیکھا تھا اور پھر وہ روم کے اندر بڑھ گئی تھی۔

____

اریبہ اس کو کافی دیر پہلے گھر چھوڑ کر جا چکی تھی۔

وہ کچھ دیر اسکے پاس بیٹھی بھی تھی تاکہ اسکی ہمت بڑھا سکے، وہ تو صد شکر کہ اسکے والدین گھر پر نہیں تھے ورنہ جو راز وہ ان سے کب سے چھپا رہی تھی وہ آج ان پر عیاں ہو جاتا۔

وہ اپنے بیڈ پر ساکت بیٹھی ہوئی تھی جبکہ آنکھیں کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔

"تمہاری یہاں کوئی مدد نہیں کرنے والا ازویا ڈارلنگ، تم جیسی لڑکیوں کی کوئی مدد نہیں کرتا"

تیمور کے اپنے لیے استعمال کردہ غلیظ الفاظ ابھی بھی اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم جیسی لڑکیاں"...

وہ کیسی لڑکیوں کی کیٹگری میں تھی؟

آج اسکو احساس ہوا تھا کہ جب لوگ کہتے ہیں کہ گناہ پیچھا کرتے ہیں تو اسکا کیا مطلب ہوتا ہے۔

اسکا گناہ بھی اسکا تعاقب کر رہا تھا۔

"اللہ میں نے آپ سے اتنی معافی مانگی۔۔۔آپ مجھے معاف کیوں نہیں کر دیتے؟ پلیز مجھے اس سے بچالیں، میں اپنا سبق سیکھ چکی ہوں"

اس نے بے آواز اللہ سے دعا کی تھی۔

اسکو ہاسپٹل کی پارکنگ میں ہی اسکی گاڑی کھڑی نظر آگئی تھی۔

اس نے گاڑی میں سوار ہوتے آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا جو کہ اسی کو دیکھ رہی تھی۔

"خیریت؟"

آعاز نے اس سے سوال کیا تھا۔

اتنی عجلت میں وہ کم ہی بلایا کرتی تھی۔

"نہیں"

اریبہ نے آہستگی سے جواب دیا تھا۔

آعاز نے اپنے لب او کی شکل میں گول کیے تھے۔

وہ اسکو ایک ریسٹورانٹ میں لے آئی تھی اور اب وہ دونوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں جو بھی بتاؤں گی۔۔۔ تم وعدہ کرو کہ تم شور نہیں مچاؤ گے، نا ہی غصہ کرو گے بلکہ تحمل سے میری بات سنو گے."

اریبہ تمام حفاظتی بند پہلے سے ہی باندھنا چاہتی تھی۔

اسکو آعاز کا تیمور کو بری طرح پیٹنا اچھی طرح یاد تھا۔

آعاز جہانگیر ایک تحمل مزاج انسان تھا لیکن اپنے رشتوں کے بارے میں شدید پوزیسو۔

"ارویار اتنا سسپینس مت بناؤ!"

آعاز شدید بدمزہ ہوا تھا۔

"نہیں پہلے تم وعدہ کرو"

اریبہ بضد تھی۔

www.novelsclubb.com

"اچھا ٹھیک ہے وعدہ کرتا ہوں"

آعاز ہار مانتے ہوئے بولا تھا۔

"ت۔۔۔ تیمور واپس۔۔۔آگیا ہے"

اریبہ نے گہرا سانس لے کر ڈرتے ڈرتے اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔

"وہاٹ !"

آعاز شاک کی حالت میں چیخ ہی تو پڑا تھا۔

"اور۔۔۔آج۔۔۔اس نے زویا کی یونیورسٹی جاکر اسکو ہراساں کرنے کی کوشش کی تھی"

www.novelsclubb.com

اریبہ نے ڈرتے ڈرتے اپنی بات مکمل کی تھی ساتھ ساتھ وہ آعاز کے تاثرات بھی دیکھ رہی تھی جو کہ اسکی بات مکمل ہونے پر سخت سے سخت ہوتے جارہے تھے۔

"پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے۔۔۔میں نے سب سنبھال لیا تھا لیکن بس مجھے لگا تمہیں اس سب کا علم ہونا چاہیے"

اریبہ نے اسکو اپنی جگہ سے اٹھتے دیکھ فوراً کہا تھا۔

"زویا کو کہاں چھوڑا تم نے؟مجھے بھی وہاں لے کر چلو!اٹھو اریبہ!"

وہ اریبہ کو بھی اسکا ہاتھ کھینچ کر کھڑا کرتے،ریسٹورانٹ سے باہر لے کر نکلا تھا۔

اریبہ نے بے اختیار سکھ کا سانس لیا تھا۔

ایٹلیسٹ وہ آپے سے باہر تو نہیں ہوا تھا۔

\------------------------

وہ آعاز کے پیشنٹ کا سیشن لینے کے بعد پولیس سٹیشن آگئی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں ہمیشہ کی طرح ہر تاثر سے عاری تھیں۔

وہ سارہ زلقرنین تھی!

"تمہارا ڈی ایس پی کہاں ہے؟"

اس کا انداز مقابل کو بے عزت کرنے والا تھا۔

"سر اس وقت بزی ہیں"

مبین طاہر اپنے چہرے پر گول چشمہ درست کرتے بولا تھا۔

"عوام کی خدمت پر ذاتی ترجیحات کو فوقیت دیں گے تو تنخوا کیسے حلال کریں گے؟"

بے تاثر انداز۔

www.novelsclubb.com

مبین نے اپنی آنکھیں سیکڑ کر اسکو دیکھا تھا۔

کیا وہ ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ کی بات کر رہی تھی؟

مانا کہ اسکے سر تھوڑے سخت تھے لیکن واللہ! کام کے معاملے میں عرش مصطفٰی کوئی کامپرومائز نہیں کرتا تھا۔

مبین تو اس پر حلف اٹھانے کو تیار تھا۔

اور یہ لڑکی۔۔۔۔

ہسپتال میں بھی اتنی بدتمیزی کر رہی تھی اور تھانے میں بھی؟

"کیا آپ کو گھر میں کوئی کھانا نہیں پوچھتا؟"

مبین نے تشویش زدہ لہجے میں اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایکسکیوز می؟"

شہد رنگ آنکھوں میں اب کی بار پہلی دفعہ کوئی تاثر ابھرا تھا۔

الجھن کا۔

"عموماً لوگ تب زیادہ غصے میں ہوتے ہیں جب انکو بھوک لگی ہوتی ہے، آپ چونکہ ہر وقت غصے میں ہوتی ہیں تو کیا آپ۔۔۔۔"

مبین نے معصومیت کے تمام رکارڈ توڑتے دانستا اپنا سوال ادھورا چھوڑا تھا۔

"ایڈیٹ!"

سارہ نے ایک قہر آلود نظر اس پر ڈالی تھی۔

"خیر میں سر سے پوچھ آتا ہوں کہ وہ آپ سے ملنا چاہیں گے کہ نہیں"

مبین نے سارہ کو غصے میں آتے دیکھ فوراً کہا تھا اور عرش کے آفس کی طرف بڑھا تھا۔

کچھ دیر بعد وہ باہر آیا تھا اور سارہ کو اندر جانے کا اشارہ کیا تھا۔

شاید ڈی ایس پی نے ملنے کی اجازت دے دی تھی۔

سارہ کے آفس کے اندر جاتے ہی مبین نے بے اختیار سکھ کا سانس لیا تھا۔

یونیورسٹی لائف میں اسکو آعاز جہانگیر سے خوف آتا تھااور اب سارہ کو دیکھ کر اسکا سانس خشک ہوتا تھا۔

کیا زندگی تھی کانسٹیبل مبین طاہر کی بھی؟

"آپ نے مجھے ایف آئی آر کٹوانے کے لیے بلوایا تھا"

سارہ نے بے تاثر انداز میں اس سے کہا تھا۔

وہ دونوں عرش کے آفس میں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

میز پر فائلوں کا ایک انبار جمع تھا۔

شاید وہ کام کر رہا تھا۔

"تم اور میں دونوں جانتے ہیں کہ تم یہاں ایف آئی آر کٹوانے نہیں آئی اس لیے ٹو دا پوائنٹ بات کرو"

عرش نے استھزائیہ انداز میں اس سے کہا تھا۔

کیا وہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے تھے؟

"ہاں۔۔۔ صحیح کہہ رہے ہیں آپ"

سارہ نے اسکی تاعید کی تھی۔

عرش نے آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں چاہتی ہوں کہ آپ مجھ سے دور رہیں"

سارہ نے بے تاثر انداز میں اس سے کہا تھا۔

"کیا میں آپ کو جانتا ہوں؟"

عرش نے مصنوعی حیرت سے اسکو دیکھا تھا۔

یہ سوال کر کے اسنے سارہ کو گویا اسکی حیثیت سے آگاہ کیا تھا۔

وہ اسکے لیے اجنبی تھی۔

"آپ کو میں کہاں یاد ہونگی عرش، آپ کو تو صرف لوگوں کو تنہا کرنا یاد رہتا ہے"

شاید پہلی بار تم محسوس کرو کہ۔۔۔

سارہ کے لہجے میں شکوہ تھا۔

شہد رنگ آنکھوں میں نمی کی تہہ ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

عرش نے بے اختیار اسکو دیکھا تھا اور پھر۔۔۔

وہ نظریں پھیر گیا تھا۔

وہ ماضی کو حال میں مداخلت نہیں کرنے دے سکتا تھا۔

عرش کے نظریں پھیرنے پر سارہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی اور پھر اسکے آفس سے باہر نکل گئ تھی۔

عرش نے اسکو جاتے ہوئے بھی نا دیکھا تھا۔

وہ ایک بار پھر اپنے سامنے موجود فائلوں کے انبار کی طرف متوجہ ہو چکا تھا۔

\-------------------------

"آج میں مسز جمال کے بیٹے کے ولیمے پر گئ تو میرے دل میں اتنی خواہش اٹھی کہ میں آعاز کی شادی کروں زویا"

عمیرہ جہانگیر اپنے ہاتھوں سے کنگن اتارتے افسوس زدہ لہجے میں گویا ہوئ تھیں۔

زویا انکے سامنے بالکل نارمل بیٹھی ہوئ تھی جیسے کچھ گھنٹوں پہلے اسکے ساتھ کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

وہ دونوں ٹی وی لاؤنج میں ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھی ہوئ تھیں۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہاب جہانگیر نے بھی عمیرہ جہانگیر کے ساتھ ولیمے میں شرکت کی تھی مگر وہ واپسی پر عمیرہ جہانگیر کو گھر چھوڑ کر آفس جا چکے تھے۔

"میرا بھی دل چاہتا ہے ممی، کیوں نا ہم کرہی دیں آعاز بھائی کی شادی؟"

زویا پر تجسس لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

"ہاں مگر لڑکی بھی تو ہونی چاہیے، بالکل ٹھیک کہتے ہیں تمہارے ڈیڈ آعاز کھوتا ہی ہے، مانچسٹر سے کوئی گوری ہی پھنسا لاتا"

عمیرہ جہانگیر کا لہجہ ہنوز مایوس تھا۔

www.novelsclubb.com

"افوہ ممی! مانچیسٹر کیوں جا رہی ہیں؟ لڑکی تو ہمارے آس پاس ہی ہے اور آپکو پسند بھی ہے!"

زویا ایکسائٹڈ سی بولی تھی.

"ہیں؟ کون ہے؟"

عمیرہ جہانگیر کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا۔

"ارے یہ آپی ممی!"

زویا پر جوش انداز میں گویا ہوئی تھی۔

"تم اندر نہیں آؤ گی؟"

آعاز نے عجلت بھرے انداز میں اپنی سیٹ بیلٹ کھولتے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں تم جاؤ"

اریبہ اسکو دیکھتے ہوئے بولی تھی جو کہ اتنی ہڑ بڑاہٹ کا شکار تھا کہ اس سے اپنی سیٹ بیلٹ بھی نہیں کھل رہی تھی۔

اریبہ نے آنکھیں گھماتے اسکا ہاتھ ہٹا کر اسکی سیٹ بیلٹ خود کھولی تھی۔

آعاز نے تشکر آمیز نظروں سے اسکو دیکھا تھا۔

"سب ٹھیک ہے آعاز، زویا بھی ٹھیک ہے، میں نے صرف تمہیں یہ سب اس لیے بتایا تھا کہ تم اپنے طور پر تیمور کا بندوبست کر سکو"

اریبہ نے نرمی سے اسکو سمجھایا تھا۔

آعاز اثبات میں سر ہلاتے گاڑی سے باہر نکل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ گھر میں داخل ہوتے ہی عجلت بھرے انداز میں زویا کے کمرے کی طرف دوڑا تھا۔

وہ جو آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے بال برش کر رہی تھی، آعاز کو دیکھتے ہی اسکو خوشگوار حیرت نے آگھیرا تھا۔

آعاز بنا ادھر ادھر دیکھے فوراًا سکی طرف لپکا تھا اور پھر اسکو خود میں بھینچ لیا۔

"کیا کر رہے ہیں آعاز بھائی؟ میرا سانس رک رہا ہے!"

زویا کے چیخنے پر اسنے زویا کو خود سے دور کیا تھا۔

"زویا تم ٹھیک ہو؟ مجھے ارو نے سب بتادیا ہے، میں اس تیمور کو نہیں چھوڑوں گا!"

وہ ایک ہی سانس میں اس سے سوال بھی کر چکا تھا اور اسکو اپنے اگلے لائحہ عمل سے آگاہ بھی کر چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

کتنا پیارا بھائی تھا اسکا!

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سب ٹھیک ہے آعاز بھائی،ارو آپی نے مجھے بچایا،واللہ کیا تقریر کی تھی انہوں نے!"

زویا نے اسکو مسکراتے ہوئے آگاہ کیا تھا جبکہ آنکھیں ایک بار پھر برسنے کو تیار تھیں۔

"تم چاہو تو رو سکتی ہو زویا"

آعاز اسکی آنکھوں میں جمع ہوتے پانی کو دیکھ چکا تھا اس لیے آہستگی سے اسکو خود سے لگا لیا تھا۔

زویا اپنے بھائی کا سہارا پاتے ہی ایک بار پھر بلک بلک کر رونے لگ چکی تھی۔

"بھائی۔۔۔میں بہت ڈر گئی تھی۔۔۔وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا۔۔۔وہ مجھے نہیں چھوڑے گا"

www.novelsclubb.com

زویا نے ہچکیوں سے روتے ہوئے اسے بتایا تھا۔

آعاز اسکے بال سہلاتا رہا تاکہ وہ اپنے اندر کا غبار نکال سکے۔

"کوئی میری مدد نہیں کر رہا تھا بھائی سب میری بے بسی کے چسکے لے رہے تھے، وہ کہہ رہا تھا کوئی میری مدد نہیں کرے گا کیونکہ میں ایک بری لڑکی ہوں"

زویا رو رہی تھی اور اسکے آنسو گویا اسکے بھائی کے دل پر گر رہے تھے۔

"تم بری لڑکی نہیں ہو زویا، تم ایک بہادر اور باہمت لڑکی ہو اور تمہیں اس جانور سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں اسکا وہ حشر کروں گا کہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ کچھ برا کرنے سے پہلے اپنے انجام کے بارے میں سو بار سوچے گا"

آعاز نے پر عزم لہجے میں کہتے اس کے ماتھے پر بوسہ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب پلیز رونا بند کرو بالکل گنجی کبوتری لگ رہی ہو"

آعاز نے اسکو ہنسانے کی غرض سے اسی کا مزاق اڑایا تھا۔

"بھائ!"

زویا مصنوعی خفگی سے کہتے اس سے دور ہوئ تھی اور پھر خود بھی ہنسنے لگ گئ تھی۔

"ارے آعاز تم آج جلدی گھر آ گئے! زویا تم رو کیوں رہی ہو؟"

عمیرہ جہانگیر عجلت بھرے انداز میں زویا کے کمرے میں داخل ہوئ تھیں۔

"بھائ کی رخصتی پر میرا سوگ تو بنتا ہی ہے ممی"

زویا شرارتی انداز میں گویا ہوئ تھی۔

اسکے اس انداز پر عمیرہ جہانگیر بھی مسکرائ تھیں جبکہ دل میں وہ جانتی تھیں کہ بات کچھ اور ہے۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب ؟"

آعاز کنفیوز ہوا تھا۔

"کل شام میں فارغ رہنا آعاز، میں تمہارے ڈیڈ سے بھی آج رات بات کرلوں گی"

عمیرہ جہانگیر کی تو خوشی کی کوئ انتہا نا تھی۔

"یہ ہو کیا ہو رہا ہے ؟"

آعاز اب شدید تپا تھا۔

اسکی چھٹی حس خطرے کی گھنٹیاں بجا رہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہاری منگنی کرنا چاہتی ہوں آعاز"

عمیرہ جہانگیر پر جوش سی بولی تھیں۔

"کس سے ممی؟آپ لوگ کر کیا رہی ہیں؟"

منگنی کا نام سن کر تو اسکو صدمہ ہی لگ گیا تھا۔

"اریبہ آپی سے آعاز بھائی،اب آپ کو انکے علاوہ کون قبول کرے گی؟"

زویا تاسف سے نفی میں سر ہلاتے بولی تھی اور آعاز پر تو گویا سکتہ ہی تاری ہو گیا تھا۔

عمیرہ جہانگیر زویا کا بازو تھامتے اس سے منگنی کی باتیں کرتی باہر نکل چکی تھیں۔

انکے چہرے کی چمک ہی کچھ اور تھی جبکہ آعاز۔۔۔

www.novelsclubb.com

وہ اس صورتحال کو سمجھنے سے قاصر تھا۔

وہ ایک کونے والے میز پر بیٹھی اپنی کھانے کی پلیٹ میں چمچ چلا رہی تھی۔

آج اس نے پوری آستینوں والا نیوی بلیو باڈی فنڈ ڈریس پہن رکھا تھا، جبکہ جیولری کے نام پر کانوں میں ڈائمنڈ ائیر رنگز موجود تھے، بالوں کی اب کی بار سائیڈ مانگ نکال رکھی تھی، ہلکے پھلکے میک اپ میں بھی وہ بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

وفا حدید!

اس پارٹی میں ملک کے تمام نامور بزنس مین اور ہستیاں موجود تھیں لیکن وفا کا دل آج ہر چیز سے قدرا چاٹ تھا۔

وہ بلیک ٹو پیس میں ملبوس تھا، اچھی طرح تراشی گئی مونچھیں اور ہلکی بڑھی شیو اس کے چہرے پر خوب جچ رہی تھیں۔ کالی گہری آنکھیں ہمیشہ کی طرح سنجیدہ اور ذہانت سے بھرپور تھیں، جبکہ بالوں کو اچھی طرح جیل سے سیٹ کیا گیا تھا۔

ایک ہاتھ میں جوس کا گلاس تھامے وہ شہر کے کچھ معززین کے ساتھ کھڑا گفتگو کر رہا تھا۔

ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ!

عرش اس شہر کا نیا ڈی ایس پی تھا اور کچھ ہی ہفتوں پہلے اس نے جوائننگ دی تھی۔

پہلے اسکے پاس ان پارٹیز میں آنے کا وقت نہیں تھا مگر ڈی آئی جی عبدلاحد صاحب کے بھرپور اسرار کے بعد اسکو یہاں آنا پڑا تھا۔

لیکن اسکو کیا خبر تھی کہ آج وہ بھی یہاں آئی ہو گی؟

نظر بار بار بھٹک کر اس سمت کو اٹھ رہی تھیں اور وہ بمشکل خود پر قابو رکھے ہوئے تھا۔

ساتھ ہی ساتھ دل میں خود کو لعنت ملامت بھی کر رہا تھا۔

اسکو فوکسڈ رہنا تھا۔

اسکی زندگی میں کسی لڑکی کی کوئی گنجائش نہیں۔

کچھ دیر بعد اس کی نظر پھر اسی میز تک گئی تھی تو اس کو اندازہ ہوا کہ اب وہ وہاں نہیں بیٹھی ہوئی۔

اسکا دل یکدم اداس ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

کالی گہری آنکھوں میں بے چینی در آئی تھی۔

"اسلام و علیکم ایوری ون! حدید خان!"

حدید خان سب سے اپنا تعارف کرواتے انکے ساتھ آ کھڑے ہوئے تھے جبکہ انکے بازو میں وہ بھی موجود تھی۔

سب نے خوشدلی سے انکے سلام کا جواب دیا تھا۔

"میٹ مائی ڈاٹر، وفا حدید!"

ساتھ ہی ساتھ حدید خان نے اس کا تعارف بھی کروایا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجائے سب سے سلام کر رہی تھی۔

"آہ حدید! ان سے ملو، یہ ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ، کچھ ہفتوں پہلے ہی جوائننگ دی ہے"

ڈی آئی جی عبدلاحد نے فوراً عرش کا بھی تعارف کروایا تھا۔

عرش خوشدلی سے حدید خان سے ملا تھا۔

"ہمارے ملک کو تمہارے جیسے نوجوانوں کی بہت ضرورت ہے"

حدید خان نے عرش کو سراہتے ہوئے کہا تھا۔

ڈی آئی جی نے سب کے سامنے عرش کی اچھی خاصی تعریفیں کی تھیں جس پر وہ دل ہی دل میں انکو صرف گھور کر رہ گیا۔

وہ انٹروورٹ تھا اور اب اس طرح سب کی توجہ کا مرکز بننا اسکو بہت آکورڈ لگ رہا تھا۔

لیکن جس کو اسکی نظریں تلاش کر رہی تھیں شاید وہ اب جا چکی تھی۔

عرش کا دل بھی یکدم ہر چیز سے اچاٹ ہوا تھا، اس لیے وہ بھی وہاں سے ایکسکیوز کرتے نکل گیا تھا۔

گاڑی چلاتے ہوئے بھی وہ اسی کے متعلق سوچ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکو لگا تھا جو محسوسات اسکے دل میں اس لڑکی کے لیے تھے وہ وقتی تھے۔

شاید اسکو ایک چھوٹا سا کرش آیا ہو۔

لیکن دو دن سے وہ مسلسل اسکے بارے میں سوچ رہا تھا اور اب جب اسکو پارٹی میں دیکھ لیا تھا تو اسکا دل اور بے چین ہو رہا تھا۔

وہ ایسا تو نہیں تھا؟

وہ تو ہمیشہ سے بہت فوکسڈ رہا تھا پھر یہ اچانک اسے کیا ہوا تھا؟

"نہیں! مجھے کچھ نہیں ہوا میرا بس دماغ خراب ہو گیا ہے!"

اس نے گہری سانس لیتے ایک موڑ کاٹا تھا۔

یہ عجیب مصیبت پیدا ہو گئی تھی اسکے لیے، اس کے پاس ان سب چیزوں کے لیے وقت نہیں تھا اور پھر بھی اسکا دل اسکے اختیار سے باہر ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

رات کافی گہری ہو چکی تھی اور سڑک پر کوئی اکا دکا ہی گاڑیاں تھیں جب اسکو اسٹریٹ لائٹ کی روشنی میں کوئی گاڑی کھڑی نظر آئی اور اسکی ایک طرف ایک لڑکی بھی کھڑی ہوئی تھی جو کہ فون پر کسی سے پریشانی میں رابطہ کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر شاید مقابل فون نہیں اٹھا رہا تھا۔

اسکو سیکنڈوں سے بھی کم وقت لگا تھا اسکو پہچاننے میں۔

وہ لڑکی وفا حدید تھی!

وہ گاڑی کو موڑتے اسکی گاڑی کے پیچھے پارک کر چکا تھا۔

"کیا کوئی مسئلہ ہوا ہے؟"

www.novelsclubb.com

وہ اپنی گاڑی سے نکلتے اس تک آیا تھا۔

وہ جو نہایت پریشان کھڑی ہوئی تھی اسکو دیکھ کر وفا کے چہرے پر فوراً شناسائی کے تاثرات ابھرے تھے۔

"آپ وہی ہیں نا۔۔۔ عرش مصطفیٰ؟"

وہ بمشکل اسکا نام یاد کرتے گویا ہوئی تھی۔

"جی۔۔۔ کیا آپ کی گاڑی خراب ہو گئی ہے؟"

واللہ! کوئی عرش سے پوچھتا کہ اسکو اپنا نام اس وقت کس قدر خوبصورت محسوس ہوا تھا، لیکن اس بات کا احساس وہ کبھی وفا کو نہیں ہونے دینے والا تھا اور شاید خود کو بھی۔

"جی، میں کافی دیر سے بابا کو ٹرائے کر رہی ہوں لیکن وہ فون نہیں اٹھا رہے"

www.novelsclubb.com

وہ پریشان لگی رہی تھی۔

"ہٹیے میں دیکھتا ہوں"

عرش اپنا کوٹ اتار کر اسکو پکڑاتے، اپنی ڈریس شرٹ کی آستین فولڈ کر کے گاڑی کے بونٹ کی طرف بڑھا تھا۔

وفا اسکا کوٹ تھامے پریشانی سے لب کاٹتی اسکو گاڑی کے بونٹ پر جھکا دیکھ رہی تھی۔

"اب سٹارٹ کر کے دیکھیں"

عرش کے کہنے پر وفا نے گاڑی کے اندر بیٹھ کر اسے سٹارٹ کرنے کی کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا تھا۔

"اگر آپ برا نا مانیں تو میں آپ کو گھر چھوڑ سکتا ہوں"

www.novelsclubb.com

عرش نے گاڑی کا بونٹ بند کرتے اس سے کہا تھا۔

"ن۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ میرا مطلب"

مانا کہ وہ ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھتی تھی لیکن اسنے کبھی دوست نہیں بنائے تھے، ممی کی وجہ سے اس نے کبھی کسی کی طرف دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔

اسکا اپنا ایک زون تھا جس میں صرف وہ تھی اور اسکی ممی۔

اب عرش تو خیر ایک اجنبی تھا۔

"اوکے"

عرش کندھے اچکا کر، اپنا کوٹ اسکے ہاتھ سے لیتے، اپنی گاڑی کی طرف بڑھ چکا تھا۔

وفا کا تو منہ ہی کھلا کا کھلا رہ گیا۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے ایسے کیسے چھوڑ کر جارہے ہیں؟"

وہ جلدی میں اسکے پیچھے چیخی تھی کہ کہیں وہ اسکو واقعی چھوڑ کر چلا جاتا۔

"میں آپ پر زبردستی تو نہیں کر سکتا"

عرش نے مصنوعی حیرت سے پلٹ کر اسکو جواب دیا تھا، جبکہ وہ جانتا تھا کہ وفا یہی کرنے والی تھی۔

"میں اپنا بیگ لا رہی ہوں آپ رکیں"

وہ عجلت بھرے انداز میں کہتے اپنا بیگ لینے کے لیے اپنی گاڑی تک گئ تھی۔

اب وہ اتنا بھی اجنبی نہیں تھا، بس بہت بد تمیز تھا جو اسکو ایسے چھوڑ کر جا رہا تھا۔

عرش وہیں کھڑا اسکا انتظار کرتا رہا۔

وفا گاڑی کو اچھی طرح لاک کرتے بمشکل اپنی ہیل والی سینڈل کے ساتھ بھاگتے بھاگتے اس تک آئ تھی کہ کہیں وہ واقعی چھوڑ کر ہی نا چلا جائے۔

www.novelsclubb.com

عرش نے اسکو بھاگتے دیکھ تاسف سے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ڈیڈ میں سمجھ نہیں پا رہا کہ یہ اچانک ممی کو کیا ہوا ہے؟"

وہ کنفیوزڈ سا وہاب جہانگیر کے سامنے انکے سٹڈی روم میں بیٹھا تھا۔

وہاں صرف وہ دونوں باپ بیٹا ہی موجود تھے۔

"میں سمجھ نہیں پا رہا کہ اس میں آخر حرج ہی کیا ہے؟"

وہاب اسکی بنسبت آرام دہ تھے۔

ان دونوں کے درمیان حائل میز پر چائے کے دو کپ رکھے ہوئے تھے۔

وہاب کا کپ آدھا بھرا ہوا تھا جبکہ آعاز نے اپنا کپ ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پتا نہیں ڈیڈ۔۔۔ اریبہ۔۔۔ میرا مطلب بیسٹ فرینڈ ہے میری"

وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ کیا کہنا ہے۔

"اگر اسکی شادی تم سے ہوئی تو وہ ہمیشہ تمہاری دوست رہے گی دوسری صورتحال میں وہ تمہاری دوست نہیں رہے گی"

وہاب عام سے انداز میں گویا ہوئے تھے۔

"کیا مطلب؟"

کیا زویا نے نہیں کہا تھا کہ اسکا بھائی شدید ڈمب ہے؟

تو آپ سب اسکے مظاہرے اس وقت دیکھ سکتے ہیں۔

"میں لاکھ اپر کلاس سے تعلق رکھنے والا مرد ہوں لیکن تمہاری ماں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ کسی غیر مرد سے دوستی رکھ سکے"

www.novelsclubb.com

وہاب نے عام الفاظ میں اسے سمجھایا تھا اور تب پہلی بار آعاز کو احساس ہوا تھا کہ جس دوستی کو وہ تاابد نبھانے کا سوچتا تھا اسکے ایک انکار پر وہ اسکو ہمیشہ کے لیے کھو بھی سکتا تھا۔

ایک منٹ لگا تھا اسکو فیصلہ کرنے کے لیے۔

"کیا۔۔۔اریبہ آگاہ ہے؟"

وہ سمجھتا تھا کہ ان دونوں نے کبھی ایک دوسرے کے بارے میں ایسے نہیں سوچا ہوگا۔

"اس سے اس متعلق بات کرنا تمہارا کام ہے،وہ مان جاتی ہے تو ہی میں اور تمہاری ممی اسکے گھر جائینگے"

وہاب نے اپنی چائے کے کپ سے ایک اور گھونٹ بھرا تھا۔

آعاز آہستگی سے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر سٹڈی سے باہر نکل گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکے جانے کے بعد سٹڈی روم میں

موجود دیوار گیر بک شیلف کے سائڈ سے زویا باہر نکلی تھی۔

وہ شاید وہاب اور آعاز کی گفتگو سننے کے لیے وہاں چھپی ہوئی تھی۔

اسکی آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی۔

"واہ ڈیڈ! مان گئ میں تو آپ کو!"

وہ وہاب جہانگیر کے سامنے آعاز کی کرسی سمنبھالتے بولی تھی۔

"اب تمہارے مسئلے کی طرف آتے ہیں۔۔۔ تیمور کون ہے زویا؟"

وہاب کی سنجیدگی سے کہی گئ بات پر زویا کے چہرے کا رنگ اڑا تھا۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں اور تمہاری ماں کسی بات کو نوٹس نہیں کرتے ہونگے، اپنی زندگیوں میں مصروف ہیں لیکن تم اور آعاز چاہے لاکھ ہم سے چھپاؤ ہم تمہارے بارے میں سب جانتے ہیں کیونکہ ہم تمہارے والدین ہیں، تم لوگوں کی رگ رگ سے واقف ہیں۔۔۔اب بتاؤ مجھے آج کالج میں کیا ہوا تھا؟"

www.novelsclubb.com

شاید کالج کا واقعہ انکو کسی طرح پتا چل گیا تھا۔

زویا کو لگا کہ اب چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں اور پھر اس نے الف سے ی تک ساری کہانی اپنے باپ کے گوش گزار دی۔

اسکی ساری بات تحمل سے سننے کے بعد وہاب ایک پل کو سکتے میں آئے تھے۔

زویا کا سر جھکا ہوا تھا۔

وہاب پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

زویا نے فوراً انکو اٹھتے دیکھا تھا۔

اسکی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں۔

وہاب جہانگیر کے دل کو بے اختیار کچھ ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

انہوں نے آگے بڑھ کر زویا کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔

"تم بہت بہادر ہو زویا جہانگیر، تمہاری کوئی غلطی تمہارا تعاقب نہیں کر سکتی جب تک تمہارا باپ زندہ ہے"

انکے یہ کہنے کی دیر تھی کہ زویا انکے سینے سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی۔

عمیرہ جہانگیر جو کہ دروازے کے باہر کھڑی سب سن رہی تھیں، ان کا اپنا بھی دل کٹ کر رہ گیا تھا۔

زویا کا قصور تو تھا ہی مگر قصور انکا بھی تھا، انہوں نے اپنی اولاد کے بدلتے رویے کو نظر انداز کیا تھا۔

"چپ کر جاؤ میری بیٹی، بہادر بنو! میں تمہارے ساتھ ہوں"

www.novelsclubb.com

اسکے ماتھے کا بوسہ لیتے انہوں نے اسکے آنسو صاف کیے تھے۔

"آئی ایم سوری ڈیڈ"

زویا روتے ہوئے بولی تھی۔

وہاب نے ایک بار پھر اسکو خود سے لگا لیا تھا۔

وہ چاہتے تو آج اپنی بیٹی کو اکیلا چھوڑ کر جا سکتے تھے اور شاید چھوڑ کر بھی چلے جاتے، مگر پھر اس ماں کا کیا جو وہ اس کو اسکی ہر کامیابی پر دیتے تھے اگر وہ اسکے گناہوں پر اسکی ڈھال نہیں بن سکتے تھے؟

اولاد کی کامیابی کو تو ہر ماں باپ own کرتے ہیں، ظرف والے ماں باپ تو وہ ہیں جو اولاد کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو بھی own کرتے ہیں۔

وہ اپنے بستر پر لیٹی گہری نیند سو رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسکا الارم بجنے میں پندرہ منٹ رہتے تھے۔

وہ صبح پانچ بجے اٹھ کر اپنا آفس جانے کا سامان تیار کرتی تھی اور کچھ فائلز کو ریویو کرتی تھی تاکہ رات کو جو کام رہ گئے ہوں وہ صبح پورے ہو جائیں۔

یہ بچپن سے ہی اسکی عادت رہی تھی۔

وہ اتنی گہری نیند میں تھی کہ اسکو بالکونی کے دروازے پر ہوتی دستک بھی متوجہ نا کر سکی۔

اسکی آنکھ اپنے الارم پر ہی کھلتی تھی۔

اب کی بار مقابل نے شاید زیادہ زور سے دروازہ بجایا تھا کہ وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھی تھی۔اس صورتحال میں ایک ہی نام اسکے ذہن میں آیا تھا۔

"آعاز جہانگیر!"

وہ غصے میں بڑبڑاتے ہوئے اپنے بستر سے اٹھی تھی۔

"اس شخص کو میری نیند میں مخل ہونے کا پرمٹ کس نے دیا ہے؟"

غصے میں اپنے الجھے بالوں کا جوڑا باندھتے اس نے الماری سے شال نکالی تھی۔

یہ نہایت عجیب بات کی تھی اس نے، آخر کو اسی نے ہی تو پرمٹ دیا تھا!

دروازے پر دستک مزید تیز ہو گئ تھی۔

اس نے غصے میں جا کر دروازہ کھولا تھا۔

"آعاز! تم اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟"

مقابل کو دیکھ کر وہ دبے دبے غصے میں غرائ تھی۔

"بات کرنی تھی"

وہ کندھے اچکاتے گویا ہوا تھا۔

واہ!

کیاانداز بے نیازی تھا۔

www.novelsclubb.com

"آعاز جہانگیر! بات آفس سے آنے کے بعد بھی ہو سکتی تھی،ابھی تھوڑی دیر تک میں نے آفس کے لیے اٹھنا تھا، تمہاری بات کی وجہ سے میں لیٹ ہو گئ تو؟"

وہ خفا تھی۔

"ہاں جیسے ڈیڈ تمہیں لیٹ آنے پر نوکری سے نکال دیں گے "

آعاز نے اسکی بات مزاق میں اڑائ تھی لیکن اسکا لہجہ اسکے انداز کا ساتھ نہیں دے رہا تھا۔ شاید وہ پریشان تھا اور یہ کیسے ممکن تھا کہ اریبہ یہ بات محسوس نا کر پاتی؟

"وہ اس لیے کیونکہ میں آج تک لیٹ نہیں ہوئ"

www.novelsclubb.com

وہ خفگی سے کہتے اپنے کمرے کا دروازہ بند کرتے اسکے ساتھ بالکونی میں نکل آئ تھی۔

"اب بتاؤ کیا مسئلہ ہے؟"

اریبہ اپنی جمائی روکتے اسکے ساتھ جھولے پر بیٹھی تھی۔

"تمہیں میں کیسا لگتا ہوں؟"

واہ! کیا سوال تھا؟

اریبہ کی ساری نیند بھک سے اڑی تھی۔

"وہاٹ؟!"

اریبہ نے پورے دیدے کھول کر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھو۔۔۔میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔"

وہ حد درجہ کنفیوزڈ تھا اور اریبہ کے ایسے ریکشن نے اسکو مزید کنفیوز کیا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"آعاز! صبح کے پانچ بجے اگر تم نے مجھے یہ پوچھنے کے لیے اٹھایا ہے تو واللہ میں واقعی تمہارا خون پی جاؤں گی!"

اریبہ غصے میں کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"تم مجھ سے شادی کرو گی؟"

اور اریبہ کو لگا کہ اس نے دنیا کی غیر متوقع ترین بات سنی تھی۔

وہ شاک ہوتے پلٹی تھی۔

آعاز نروس سا کھڑا اسکو دیکھ رہا تھا۔

اسکو اپنی سماعتوں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آعاز۔۔۔تم"

اس سے کچھ بولا نہیں جا رہا تھا۔

کیا آعاز اسکو پروپوز کر رہا تھا؟

"اگر تم کسی اور کو پسند کرتی ہو تو کوئی مسئلہ نہیں وہ تو بس ممی اور ڈیڈ چاہتے ہیں کہ میں شادی کر لوں اور تم انہیں بہت پسند ہو تو۔۔۔"

وہ جلدی جلدی میں صفائی دینے لگا تھا۔

وہ اس ایک بات کی وجہ سے اپنی دوستی خراب نہیں کر سکتا تھا جبکہ وہ دوستی بچانے کے لیے ہی تو یہ کر رہا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آرہا میں کیا جواب دوں"

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد اریبہ نے آہستگی سے اس سے کہا تھا۔

"تم چاہو تو مجھے ٹیکسٹ کر سکتی ہو کوئی جلدی نہیں"

آعاز شاید خود نروس ہو چکا تھا۔

وہ جلدی جلدی میں پلٹا تھا اور پھر اسکی ٹکر جھولے سے ہوئ تھی۔

آؤچ!

اریبہ نے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر بمشکل اپنی ہنسی روکی تھی۔

پھر وہ کھسیانی سی ہنسی ہنستے وہاں سے جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا تھا۔

سب بہت awkward ہو گیا تھا۔

اس کے جاتے ہی اریبہ نے اپنے چہرے کو ہاتھ لگایا تھا۔

وہ شدید گرم ہو رہا تھا۔

یقیناً وہ بلش کر رہی تھی۔

دل تو چاہ رہا تھا کہ ابھی اسکو جواب دے کہ "ہاں! ہاں! میرا جواب ہاں ہے!" لیکن پھر ایسے لگتا جیسے وہ یہی چاہتی تھی۔

اپنا تھوڑا بھرم بھی تو قائم رکھنا تھا۔

وہ مسکراتے ہوئے اپنے کمرے کے اندر چلی گئ تھی۔

"ہاہاہابھائ! یہ تو گویا کسی فلم کا سین سنا رہے آپ مجھے اور فلم بھی وہ جس میں رائٹر نے رومینس لکھنا تھا مگر پھر غلطی سے کامیڈی لکھ دی!"

آعاز گھر آنے کے بعد سید ھا زویا کے کمرے میں گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ اس وقت اٹھ کر کالج کی رویزن کرتی ہے اور جب سے اس نے اسکو ساری بات بتائی تھی تب سے زویا کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

ہنس ہنس کر اسکی آنکھوں میں اب آنسو آ چکے تھے۔

آعاز سینے پر بازو باندھے شدید زچ ہو کر اسکو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

واللہ! ایسی بہن خدا کسی کو نا دے!

"اچھا اچھا۔۔۔ سوری۔۔۔ کیری آن"

زویا نے بمشکل خود کو نارمل کرتے کہا تھا۔

"اب میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے پوچھو کہ اسکا کیا جواب ہے"

آعاز اسکے ساتھ اسکے بیڈ پر بیٹھتے بولا تھا۔

مزاق اڑا رہی تھی مگر کام بھی اسی نے آنا تھا۔

"آعاز بھائی وہ انکار نہیں کریں گی"

زویا آرام سے بولی تھی۔

"کر بھی سکتی ہے جیسے میں نے اسکے بارے میں ایسے کبھی نہیں سوچا اس نے بھی نہیں سوچا ہو گا، اینڈ اٹس اوکے اگر وہ کر بھی دے انکار"

آعاز کندھے اچکاتے بولا تھا۔

"ٹھیک ہے میں آج کالج کے بعد انکے گھر جاؤں گی"

وہ آعاز کا ہاتھ تھپتھپاتے ہوئے بولی تھی۔

"تھینکس زویا"

آعاز مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

پھر وہ اٹھ کر چلا گیا تھا کیونکہ اب سات بج رہے تھے اور اسکو ہاسپٹل جانے کے لیے تیار ہونا تھا۔

اس نے آج پرپل رنگ کی ڈریس شرٹ کے نیچے بلیک ڈریس پینٹ زیب تن کر رکھی تھی۔

نظر کا چشمہ آنکھوں پر لگائے وہ سنجیدہ انداز میں اپنے سامنے موجود فائلز دیکھ رہا تھا۔

سارہ ذلقر نین اپنی جگہ پر بیٹھی کوئی اور فائلز دیکھ رہی تھی۔

اس نے آج فیروزی رنگ کے کرتے کے نیچے بلیک جینز پہن رکھی تھی۔

شہد رنگ بال آج کیچر میں مقید تھے۔

"مس سارہ؟"

سارہ آعاز کی پکار پر اسکی طرف متوجہ ہوئی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں الجھن در آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ میرے ساتھ کافی پینے چلیں گی یہ کام ہم آکر وائنڈ اپ کر لیں گے"

آعاز نے گویا اس پر حکم صادر کیا تھا۔

سارہ نے ایک پل اسکو دیکھا تھا جو اسکے جواب کا منتظر تھا پھر اسنے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ واقعی زیادہ نہیں بولتی ہیں یا میرے سے کوئ خاص بیر ہے؟"

وہ دونوں کافی شاپ کے میز پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے اور ان دونوں کے سامنے بھاپ اڑاتے کافی کے مگ۔

"مجھے کم بولنا پسند ہے"

سارہ کندھے اچکاتے گویا ہوئ تھی۔

"اوکے"

اسکے مختصر جواب پر آعاز کے پاس کوئ اور بات کرنے کو نہیں تھی۔

اتنا بورنگ کافی پارٹنر!

وہ شدید بدمزہ ہو رہا تھا۔

"آپکے لیے زندگی میں کیا اہم ہے؟"

سارہ کے غیر متوقع سوال پر آعاز چونکہ تھا۔

"میری فیملی، میرا کام اور میرے دوست۔"

آعاز نے ایک پل ٹھہر کر اسکو جواب دیا تھا۔

"آپ خوش قسمت ہیں کہ آپکی فیملی آپکے لیے اہم ہے"

سارہ کافی کے کپ سے ایک گھونٹ بھرتے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مس سارہ شاید سب کی فیملی انکے لیے اہم ہوتی ہے"

آعاز کو اسکی بات عجیب لگی تھی۔

"نہیں۔۔۔کچھ رشتے اس قابل نہیں ہوتے کہ آپ انکو اہمیت دے سکیں کیونکہ بدلے میں وہ آپ کو کوئی نفع نہیں دے سکتے"

سارہ نے بے تاثر انداز میں جواب دیا تھا۔

اسکی شہد رنگ آنکھیں دھوپ میں سنہری لگ رہی تھیں۔

"میں آپکی بات سے اتفاق نہیں کرتا۔۔۔میرے نزدیک یہ بات ضروری نہیں ہے کہ اگر میں اپنی فیملی سے محبت کروں یا انکو اہمیت دوں تو بدلے میں وہ میری محبت اور دی گئی اہمیت کو reciprocate کریں، یہ تو ایسا ہے جیسے میں محبت نہیں بزنس کر رہا ہوں جس میں پرافٹ اور لاس کا خیال رکھنا پڑے"

www.novelsclubb.com

وہ آرام سے اسکو اپنے نظریے سے آگاہ کر رہا تھا۔

"میں صرف اپنی طرف سے ہنڈرڈ پرسنٹ دینے پر قادر ہوں باقی اگلے بندے کا جتنا ظرف ہو وہ اتنا کرے اس سے ایٹلیسٹ میرا ضمیر تو مطمئن رہے گا"

سارہ زلقرنین لاجواب ہو چکی تھی۔

لیکن اسکا اقرار شاید وہ نہیں کرنے والی تھی۔

"میرے خیال میں اب ہمیں واپس چلنا چاہیے "

سارہ نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا تھا۔

"شیور"

www.novelsclubb.com

آعاز بھی کندھے اچکاتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے مس فرح آپ سے اگلے سیشن میں ملاقات ہو گی"

آعاز نے نہایت تپے ہوئے انداز میں اپنے سامنے بیٹھی اس لڑکی سے کہا تھا جو کہ پورے سیشن میں بلاوجہ ہی اس سے فری ہوتی رہی تھی۔

آعاز حد درجہ یہ کوشش کرتا رہا کہ وہ پروفیشنل ہی رہے لیکن یہ پیشنٹ اسکے قابو سے باہر تھی۔

اسکے جاتے ہی آعاز نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

"میرے خیال سے اس طرح کی فی میل پیشنٹس کو آپ ڈیل کر لیا کریں مس سارہ"

آعاز کی گویا دیوار میں اپنا سر مارنے کی ہی کسر رہ گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"کوشش کروں گی"

سارہ کندھے اچکاتے واپس اپنے نوٹ پیڈ کی طرف متوجہ ہو چکی تھی جس پر وہ کچھ پوائنٹس نوٹ کر رہی تھی۔

"خیر مجھے ڈاکٹر ذیشان سے کچھ بات کرنی ہے میں آتا ہو تھوڑی دیر تک"

آعاز اپنا موبائل اٹھاتے روم سے باہر نکلا تھا۔

راہداری میں وہ بے دھیانی سے چل رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ موبائل بھی سکرول کر رہا تھا۔

سامنے سے آتے سٹریچر سے وہ ٹکراتے ٹکراتے بچا تھا اس لیے اپنا فون اپنی جیب میں ڈالنے میں ہی اس نے عافیت جانی تھی جب اسکو فرح ہاسپٹل کے ٹاپ فلور کے سیڑھیوں والے راستے پر جاتی نظر آئی۔

فرح کا وہاں کیا کام تھا؟

ہاسپٹل کا ٹاپ فلور قدر سنسان تھا کیونکہ وہاں کچھ کنسٹرکشن چل رہی تھی۔

خیر مجھے کیا؟

آعاز کندھے اچکاتے لفٹ میں سوار ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

جب اسکو یکدم یاد آیا کہ فرح لفٹ سے بھی تو جاسکتی تھی اور عشناء اسلام کی موت بھی تو۔۔۔

اس نے اپنا سر جھٹکا تھا۔

کیا فضول خیالات آرہے تھے اسے۔

لیکن پھر اپنی چھٹی حس کے آگے ہار مانتے، لفٹ میں سوار ہو کر، اس نے ٹاپ فلور کا بٹن دبایا تھا۔

ٹاپ فلور پر اترتے اسکو احساس ہوا کہ فرح وہاں نہیں تھی۔

سب اسکا وہم ہی تھا۔

لفٹ بھی اب نیچے جاچکی تھی۔

www.novelsclubb.com
وہ شدید بدمزہ ہوا تھا۔

اب اسکو لفٹ کا انتظار کرنا تھا اس لیے اس نے اپنا فون جیب سے نکال لیا اور تب بے دھیانی میں ہی اسکی نظر اپنے جوتوں پر پڑی تھی۔

وہ ایک سرخ تالاب میں کھڑا ہوا تھا۔

آعاز کو ایک لمحہ بھی اندازہ لگانے میں نا لگا تھا کہ وہ خون تھا!

آعاز نے اپنے سامنے دیکھا تھا، اسکو لگا جیسے کسی نے سرخ پینٹ میں ڈوبے برش سے فرش پر ایک لمبا سٹروک لگایا ہو۔

اسکو اب فضا میں رچی بو کا احساس ہو رہا تھا۔

اسکے ماتھے پر بے اختیار پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔

پھر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

ایک کونے میں اسکی لاش پڑی ہوئی تھی۔

"Oh my God"

www.novelsclubb.com

آعاز کے منہ سے بمشکل یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔

وہ فرح کی لاش تھی۔

شاید جہاں وہ کھڑا ہوا تھا وہاں اسکو مارا گیا تھا اور پھر گھسیٹ کر اس کونے میں لے جایا گیا تھا۔

لفٹ بھی تب تک اوپر آچکی تھی لیکن وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں پا رہا تھا۔

ڈرائیور نے گاڑی کو اس عالیشان بنگلے کے سامنے روکا تھا اور پھر خود اتر کر پچھلی سیٹ کا دروازہ کھولا تھا۔

سوٹڈ بوٹڈ سے وہاب جہانگیر گاڑی کی پچھلی سیٹ سے باہر نکلے تھے۔

وہ محل نما بنگلہ ایم این اے مشتاق ڈار کی ملکیت تھا۔

بنگلے کا چوکیدار انکی گاڑی دیکھ کر فوراً وہاب جہانگیر تک آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سلام صاحب آپکو کس سے ملنا ہے ؟"

چوکیدار نے ادب سے وہاب جہانگیر سے پوچھا تھا۔

"مشتاق ڈار سے"

وہاب جہانگیر نے بارعب انداز میں جواب دیا تھا۔

"لیکن صاحب، مشتاق صاحب تو چلے گئے ہیں"

چوکیدار نے حیرت زدہ انداز میں کہا تھا۔

"کیا مطلب؟"

وہاب جہانگیر چونک کر گویا ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"وہ تو تیمور بابا کے جیل جانے کے کچھ ہفتوں بعد ہی یہ ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے، جبکہ مجھے یہاں چوکیداری کے لیے رکھا ہوا ہے"

چوکیدار نے عام سے انداز میں وہاب کو آگاہ کیا تھا۔

"اور وہ تیمور کہاں ہے پھر؟ مجھے اس سے ملنا ہے."

وہاب جہانگیر نے چوکیدار سے کہا تھا۔

"صاحب جی وہ تو جیل میں ہی ہیں بڑے صاحب نے خود انکے خلاف پرچہ کٹوایا تھا، لڑکیاں حراساں کرتا تھا تیمور بابا"

چوکیدار نے بڑے رازدارانہ انداز میں وہاب جہانگیر کو آگاہ کیا تھا اور اسکا لہجہ اس بات کا گواہ تھا کہ وہ وہاب کے ساتھ کوئی کھیل نہیں کھیل رہا۔

www.novelsclubb.com

وہاب جہانگیر کا آج پورا ارادہ تھا کہ جس شخص نے انکی بیٹی کی زندگی کو جہنم بنادیا تھا وہ اسکے ساتھ بھی یہی کریں گے لیکن یہاں تو سب الٹا ہی ہو گیا تھا۔

اگر تیمور جیل میں تھا تو زویا کو حراساں کیسے کر سکتا تھا؟

تو کیا اسکا مطلب۔۔۔

اسکے آگے وہاب جہانگیر سوچنا بھی نہیں چاہتے تھے۔

ڈی ایس پی عرش مصطفی یونیفارم میں ملبوس سنجیدگی سے جائے وقوع کا مطالع کر رہا تھا۔

آج اسنے سن گلاسز نہیں لگا رکھی تھیں جس وجہ سے کالی گہری پر کشش آنکھیں واضح تھیں۔

اسکے اطراف میں ہسپتال کے عملے کے کچھ لوگ کھڑے ہوئے تھے۔

جبکہ اسکی ایک طرف مبین کھڑا ہوا تھا۔

پولیس فورس کے کچھ ایکسپرٹس وہاں سے سیمپل اور فنگر پرنٹس اکٹھے کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔

فرح زندہ تھی مگر حالت تشویش ناک ہونے کی وجہ سے کومہ میں جا چکی تھی۔

آعاز اور سارہ بھی ایک طرف کھڑے اس سارے معاملے کو دیکھ رہے تھے۔

عرش پر سوچ انداز میں قدم اٹھاتا آعاز تک آیا تھا۔

مبین عرش کو اس طرف جاتا دیکھ فوراًادھر کو لپکا تھا۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم جلد ہی حوالات کی سیر کرنے والے ہو آعاز جہانگیر؟"

عرش کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"میں نہیں جانتا، تم بتاؤ؟"

وہ دونوں ہی شاید آپ جناب کا تکلف کرنا چھوڑ چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"اندازہ ہے، غلط بھی ہو سکتا ہے"

عرش کندھے اچکاتے گویا ہوا تھا۔

پھر وہ مبین کو اشارہ کرتے آگے چل پڑا تھا۔

اسکا کام یہاں ختم ہو چکا تھا۔

مبین نے آنکھیں سکیڑ کر گویا آعاز جہانگیر کو گھورا تھا، شاید وہ عرش کو کاپی کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آعاز نے گہرا سانس لیتے عرش کی پشت کو دیکھا تھا جبکہ مبین کو وہ نظر انداز کر چکا تھا۔

"آپ انکی باتوں کو اگنور کریں پولیس والوں کا کام ہی لوگوں کو ڈرانا ہوتا ہے"

سارہ عرش کے جاتے ہی نخوت سے گویا ہوئی تھی۔

شاید اسکو پولیس والے برے لگتے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں اس سے ڈر نہیں رہا مس سارہ۔۔۔بس کچھ ٹینسڈ ہوں۔۔۔پلیز آپ آگے سمنبھال لیجیے گا میں کچھ دیر کے لیے گھر جانا چاہتا ہوں"

آعاز نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا تھا۔

"ٹھیک ہے"

سارہ بے تاثر انداز میں گویا ہوئی تھی۔

وہ ہسپتال سے نکل کر اپنی پولیس وہیکل کی طرف چلتا آیا تھا جس کے باہر اسکے کچھ گارڈز بھی کھڑے ہوئے تھے جب اسکو وہ بھی نظر آئی۔

وفا حدید!

وہ سرخ رنگ کی ویسٹرن شارٹ فراک کے نیچے نیلی ڈینم کی سکنی جینز زیب تن کیے ہوئی تھے، بال ہمیشہ کی طرح سے بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔

وہ شاید اپنی گاڑی کی ڈگی میں کوئی سامان رکھ رہی تھی۔

عرش پر نظر پڑتے ہی وہ ایک پل کو ٹھٹکی تھی اور آنکھیں سیکڑ کر اسکو دیکھا تھا۔

پھر وہ کوفت زدہ انداز میں آنکھیں گھماتے رخ موڑ چکی تھی۔

وہ شاید اس سے خفا تھی۔

عرش نے بھی اسکو اگنور کرتے اسی کے انداز میں آنکھیں گھمائی تھیں اور پھر اپنی پولیس وہیکل میں سوار ہو گیا۔

راستے میں اس نے اندازہ لگایا کہ پولیس وہیکل اپنی رفتار سے بہت سست چل رہی تھی۔

"کیا ہو گیا بھئی آج؟ تم سے گاڑی نہیں چل رہی تو مجھے بتا دو؟"

عرش نے ڈرائیور سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"صاحب میں نہیں ہوں یہ ہمارے آگے والی گاڑی ہے"

ڈرائیور نے گڑبڑاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

ڈی ایس پی عرش کے غصے سے وہ بے حد خائف رہتا تھا۔

آگے شاید کوئی بڑا ہی بے مروت انسان تھا جو نا آگے جانے دے رہا تھا نا خود پیچھے ہو رہا تھا۔

پھر ایک جھٹکے سے ڈرائیور نے پولیس وہیکل کو بریک لگائی تھی۔

"اب کیا ہوا ہے؟"

عرش نے کوفت زدہ انداز میں ڈرائیور سے پوچھا تھا۔

"صاحب وہ آگے والی گاڑی۔۔۔ شاید خراب ہو گئی ہے"

ڈرائیور نے اندازہ لگایا تھا۔

عرش ایک گہرا سانس لے کر خود گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکے پیچھے پیچھے مبین بھی باہر نکلا تھا۔

شاید آج کسی کی شامت آنے والی تھی۔

عرش نے گاڑی کے شیشے پر ناک کیا تھا۔

"پلیز محترم گاڑی سے باہر نکل آئیں"

عرش نے اندر جھانکے بغیر ہی اندر بیٹھے شخص کو باہر نکلنے کو کہا تھا۔

"آپ مجھ پر پرچہ کاٹیں گے؟"

وفا حدید؟!

عرش نے اسکی آواز سن کر جھک کر شیشے کی طرف دیکھا تھا۔

"آپ یہ سب جان بوجھ کر کر رہی تھیں؟"

www.novelsclubb.com

عرش کو حد درجہ حیرت ہوئی تھی۔

"کیا مطلب؟میری گاڑی خراب ہو گئی ہے دیکھ نہیں رہے آپ؟"

وفا غصے میں کہتے گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

"اوکے کالم ڈاؤن"

عرش نے اس سے صلح جو انداز میں کہتے اپنے ماتحت کو اشارہ کیا تھا۔

وفا رخ موڑ کر کھڑی ہو گی تھی۔

یہ اسکی خفگی کا اشارہ تھا۔

ماتحت اب وفا کی گاڑی کا بونٹ کھول کر کھڑا ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر مجھے تو مسئلہ نہیں سمجھ آرہا مکینک کے پاس لے کر جانا پڑے گا"

کچھ دیر بعد اسکے ماتحت کی آواز ابھری تھی۔ عرش نے وفا کی طرف دیکھا تھا جو کہ ابھی تک رخ موڑے کھڑی ہوئی تھی۔

حیرت ہے، اتنی امیر باپ کی بیٹھی تھی اور گاڑی ہر وقت خراب رہتی تھی۔

"آیئے میں آپ کو گھر چھوڑ دیتا کو ہوں"

عرش نے اب کی بار وفا سے کہا تھا۔

"مجھے آپ کے ساتھ نہیں جانا"

پھر وہی ضد۔

"ہم روڈ پر کھڑے ہوئے ہیں وفا"

www.novelsclubb.com

عرش نے اپنا ماتھا مسلہ تھا۔

پاپا کی پرنسس اور وہ بھی ضدی والی اسکے متھے چڑھی تھی۔

"توآپ جائیں جیسے اس رات جا رہے تھے"

وفا نے تنک کر کہا تھا۔

رات کو تو وہ ڈر کے مارے اس بے مروت انسان کے ساتھ چلی گئ تھی اب تو خیر سے اجالا تھا، بھلا وہ کیوں برداشت کرے اتنی تزلیل؟

"آپ پلیز اپنے ڈیڈ کو کال کریں"

عرش نے بیزار لہجے میں کہا تھا۔

کیا مصیبت اسکے سر چڑھ گئ تھی؟

وفا نے ایک نظر چڑ کر اسکو دیکھا تھا اور پھر اپنا فون نکال کر اسکو دکھایا تھا۔

www.novelsclubb.com

بیٹری ڈیڈ تھی۔

"مارے گئے"

عرش گہرا سانس لیتے بڑبڑایا تھا۔

مبین عرش کو اس لڑکی کے ساتھ سر کھپاتے دیکھ بمشکل اپنی ہنسی روکے ہوئے تھا۔

چلو کوئی تو تھا جو اس کے سر کو قابو کر سکتا تھا۔

"آپ ایک نہایت روڈ انسان ہیں اور آپ کو بالکل بھی کسی خوبصورت لڑکی سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے"

وفا شاید اسکی بڑبڑاہٹ سن چکی تھی۔

"خوبصورت لڑکی ؟! کہاں ہے ؟؟ مجھے تو صرف ایک سر پھری، پاپا کی پرنسس نظر آرہی ہے !"

www.novelsclubb.com

عرش بھی اسکے ساتھ بچہ ہی بن چکا تھا جبکہ اسکے ماتحت اس لڑائی کو خوب انجوائے کر رہے تھے۔

ہااااا!

وفا کا منہ کھلا کا کھلا ہی رہ گیا تھا۔

اس ڈی ایس پی کی اتنی مجال!

اس نے غصے میں منہ پھلا کر گاڑی میں سے اپنا بیگ نکالا تھا۔

عرش اس وقت صرف اسکی کاروائی دیکھ رہا تھا۔

چھوڑ کر بھی تو نہیں جا سکتا تھا!

پھر وفا نے دہاڑ کے ساتھ گاڑی کا دروازہ بند کر کے اسکو لاک کیا تھا گویا وہ عرش کا سر ہو۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے پاپا کی پرنسس سڑک پر پیدل چلنے لگ گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"یا اللہ رحم!"

عرش یہ کہتے ہی اپنی گاڑی کی طرف بڑھا تھا۔

"بدتمیز! ڈفر! بندر! اور دنیا کی ساری بری چیزیں! شرم ہی نہیں آتی! آج تک کسی نے مجھ سے ایسے نہیں بات کی، اسکو اسی کے جیل میں بند نا کروادیا تو میرا نام بھی وفا حدید نہیں"

وہ غصے میں چلتے چلتے بڑبڑا بھی رہی تھی۔

اونچی ہیل کی وجہ سے پاؤں دکھنے لگ گئے تھے۔

یہ بھی نہیں پتا تھا کہ پیدل گھر کیسے جانا ہے لیکن اب تو وہ آ گئی تھی۔

وفا نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

پھر ایک بار پیچھے مڑ کر بھی دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

پولیس وہیکل اسکے پیچھے آ رہی تھی۔

وفا کی ہیزل آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

لیکن پھر وہ آگے چلنے لگ گئی.

بھرم بھی تو قائم رکھنا تھا۔

"آپ کو لگتا ہے آپ پورا راستہ چل کر جا سکیں گی؟"

عرش کی آواز اسکو اپنے بائیں جانب سے سنائی دی تھی۔

پولیس کی گاڑی بالکل اسکی رفتار پر اسکے ساتھ چل رہی تھی۔

"کیوں آپ کو کوئی شک ہے کیا؟!"

وفا نے چلتے چلتے تنک کر اس سے کہا تھا۔

"نہیں مجھے کیوں ہو گا۔۔۔ کیا آپ شیور ہیں کہ آپ اتنا چل لیں گی تا کہ میں بے فکر ہو کر جا سکوں؟"

وہ اس سے خود کیوں نہیں کہتا کہ وہ اسکے ساتھ گاڑی میں آجائے؟

www.novelsclubb.com

یااللہ اس بندے کے دل میں ڈال کہ یہ بس ایک بار اور مجھ سے کہہ دے میں پکامان جاؤں گی!

میرا پاؤں فارغ ہو چکا ہے!

عرش کی بات کا جواب دیے بغیر وہ دل ہی دل میں دعا کر رہی تھی۔

عرش اسکا جواب نا پا کر بس اسے گھور ہی سکتا تھا۔

"گاڑی روکو یار!"

اسنے کوفت زدہ انداز میں ڈرائیور سے کہا تھا۔

پھر خود گاڑی میں سے باہر نکل کر وفا کو بازو سے پکڑ کر بیک سیٹ پر تقریباً دھکا ہی دیا تھا۔

"یہ کیا بد تمیزی ہے!؟"

وہ چیخ ہی تو پڑی تھی۔

لیکن در حقیقت پاؤں کے جو حالات تھے یہ بھی اسکے لیے غنیمت تھا۔

"معافی چاہتا ہوں لیکن میں آپکو یہاں چھوڑ کر نہیں جا سکتا تھا"

عرش نے بیک سیٹ پر اسکے ساتھ بیٹھتے کہا تھا اور پھر ڈرائیور کو گاڑی چلانے کے اشارہ کیا تھا۔

وہ جو سمجھ رہا تھا وفا حدید کو جھکا لے گا، بہت غلط سوچا تھا اس نے۔

اگر وہ ضدی تھا تو وہ بھی اپنے پاپا کی پرنسس تھی!

وفا نے اسکو مصنوعی گھورا تھا لیکن واللہ! جو پیروں میں سکون کی لہر اتری تھی وہ ہر چیز پر بھاری تھی۔

www.novelsclubb.com

"سلام آنٹی!"

وہ چہکتے ہوئے ردا سلطان سے ملی تھی جو کہ لاؤنج میں بیٹھی کپڑوں کے ڈھیر کو سمیٹ رہی تھی اور ساتھ ہی ساتھ ملازمین کو ہدایات بھی دے رہی تھیں۔

"ارے زویا! کتنے دنوں بعد آئی ہو!"

ردا زویا کو دیکھ کر بے تحاشہ خوش ہوئی تھیں۔

"اب تو میرا آنا جانا لگا ہی رہے گا"

زویا شرارتی انداز میں بولی تھی۔

"یہی تو میں تمہیں کہتی ہوں کہ آنا جانا لگایا کرو کوئی تو خوش اخلاق انسان ہو میرے گھر میں"

ردا سلطان مصنوعی افسوس سے بولی تھیں۔

"اسے چھوڑیں آنٹی بتائیں اریبہ آپی کہاں ہیں؟"

زویا نے فوراً اپنا کالج بیگ اور اوور آل ایک طرف رکھتے ان سے پوچھا تھا۔

وہ شاید کالج سے سیدھا یہاں آئی تھی۔

"کمرے میں ہے اپنے، ابھی ابھی آئی ہے آفس سے تم دونوں کے لیے کھانا بھجواتی ہوں میں"

ردا نے زویا کے چہرے پر نرمی سے ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

زویا اثبات میں سر ہلاتے اریبہ کے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

زویا ایک دھاڑ کے ساتھ اریبہ کے کمرے کا دروازہ کھولتے اسکے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"مجھے پتا تھا تم آئ ہو میرے کمرے تک آوازیں آرہی تھیں تمہاری"

اریبہ اپنے گیلے بالوں کو تولیے سے رگڑتے ہوئے بولی تھی۔

"اتنی محبت ہے مجھ سے ؟"

زویا اپنے چہرے پر دنیا جہان کی معصومیت سموئے اسکے پاس آئ تھی۔

"اچھا ان سب باتوں کو چھوڑیں مجھے وہ بتائیں جو آج صبح ہوا تھا".

زویا ایکسائٹڈ سی اسکے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

www.novelsclubb.com

زویا کی بات پر اریبہ کے کان کھڑے ہوئے تھے۔

"کیا ہوا تھا صبح ؟"

اریبہ نے انجان بنتے تولیہ ایک سائیڈ پر رکھا تھا۔

"وہ نہیں بتانا تو نا بتائیں بس اتنا بتا دیں

Is it a yes or a no?"

زویا مزید شریر ہوئی تھی۔

"زویاااا!"

اریبہ سرخ ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلیں سیریس ہو کر بات کرتے ہیں۔۔۔"

زویا نے اپنی مسکراہٹ بمشکل دبائی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"مجھے آعاز بھائی نے بھیجا ہے کہ میں آپ سے پوچھ کر بتاؤں کہ آپ کا کیا جواب ہے؟"

زویا نے بمشکل اپنا لہجہ سنجیدہ کیا تھا جبکہ آنکھوں میں شرارت ہنوز موجود تھی۔

"کیا سچ کہہ رہی ہو؟"

اریبہ نے فوراً چونک کر اس سے پوچھا تھا۔

"میرا مطلب۔۔۔مجھے نہیں پتا"

اریبہ نے فوراً اپنی بے تابی میں کی گئی بات کا اثر زائل کرنا چاہا تھا۔

وہ اب ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی چیزیں الٹ پلٹ کرنے لگ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"لیکن کیوں؟"

زویا مصنوعی فکرمندی سے اسکے پاس گئی تھی جبکہ حقیقت سے وہ اچھی طرح واقف تھی۔

"بس وہ میرا اچھا دوست ہے یہ سب عجیب لگ رہا ہے"

کیا تم سب کا دل چاہ رہا ہے کہ اریبہ کو ایک لگا دو؟

ہاں زویا اور رائٹر کا بھی یہی دل چاہ رہا ہے۔

زویا کے لب اوو کی شکل میں گول ہوئے تھے۔

"تو کیا اگر ممی اور ڈیڈ آپ کے گھر آئیں آعاز بھائی کا رشتہ لے کر۔۔۔تو آپ انکار کر دینگی؟"

زویا نے کان دوسری طرف سے کھینچنا چاہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں"

اریبہ نے عام سے انداز میں جواب دیا تھا۔

"توبس پھر مل گیا مجھے میرے بھائی کے لیے جواب"

زویا خوش ہوتے ہوئے اسکے کمرے سے دوڑی تھی۔

جب تک آریبہ کو اسکی بات کی سمجھ لگی تھی وہ اسکے کمرے سے باہر دوڑ چکی تھی۔

اریبہ نے اسکو جاتے دیکھ مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔

"ارے زویا کہاں گئی؟"

رداسلطان ملازم کے ہمراہ کھانے کی ٹرالی لے آئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"چلی گئی، اسکو کچھ کام تھا"

اریبہ نے مسکراتے ہوئے انہیں جواب دیا تھا۔

وہ آرام دہ سفید کلف زدہ شلوار قمیض میں ملبوس تھا غالباً وہ گھر سے اپنا یونیفارم تبدیل کر کے آیا تھا۔

اس عالیشان بنگلے کے سامنے اپنی ذاتی گاڑی روکتے اس نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

بہت مشکل سے اس نے خود کو اس سب کے لیے تیار کیا تھا۔

ایک بار تو دل کیا کہ واپس چلا جائے لیکن یہ سب اسکو اپنی ماں جی کی خوشی کی خاطر کرنا تھا۔

گاڑی سے اتر کر اس نے ایک بار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیر کر اپنے تاثرات کو نارمل کیا تھا۔

وہ کافی دیر سے اس عالی طرز کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔

اب مزید اس سے انتظار بھی نہیں ہو رہا تھا لیکن ماں جی کی خاطر تو وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

وہ اپنی کلائی پر پہنی مہنگی گھڑی پر بار بار وقت دیکھ رہا تھا۔

جب اچانک فرش پر ہوتی ہیل کی ٹک ٹک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک پل کو نظریں اٹھائیں تھیں مگر پھر مجبوراً جھکانی پڑ گئی تھیں۔وہ نظریں جھکائے ہی احتراماً، آنے والے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"کیسے ہو عرش مصطفیٰ؟"

تارا ناز کی آواز اس کمرے میں گونجی تھی۔انہوں نے آج شاکنگ پنک رنگ کی قابل اعتراض ساڑھی زیب تن کر رکھی تھی۔

"اسلام و علیکم۔۔۔۔ پھپھو"

اس نے ناجانے کس ضبط سے یہ لفظ اپنے لبوں سے ادا کیا تھا۔

اس کے منہ سے یہ لفظ ادا ہوتے ہی تارا کے سرخ لپسٹک سے رنگے ہونٹوں پے مسکراہٹ رینگ گئی تھی۔

"پھپھو"

کلک کی آواز کے ساتھ ہی وہ کمرا روشنی میں نہا گیا تھا۔

وہ وفا حدید کا وارڈروب تھا۔

واللہ وہ وارڈروب ہر لڑکی کا خواب ہو گا!

اس میں ایک طرف کچھ شیلفس پر اسکے مختلف برینڈڈ جوتے سجائے گئے تھے۔

ہیلز، فلیٹس اور جاگرز کے لیے الگ شیلفس تھیں۔

ایک طرف دیوار گیر شیشے کی الماری میں اسکے مختلف بیگز رکھے ہوئے تھے۔

جبکہ ایک طرف شیشے کی الماری میں اسکے کپڑے ہینگر کی مدد سے لٹکائے گئے تھے۔

سردیوں اور گرمیوں کے کپڑوں کو علیحدہ علیحدہ رکھا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ایک طرف دیوار گیر آئینہ سیٹ کیا گیا تھا اور اسکے سامنے کیبنیٹ میں اسکا میک اپ اور جیلوری کا سامان رکھا ہوا تھا۔

وہ کمرا گلابی اور سفید کے تھیم کا تھا۔

وفا اپنے ہاتھ میں تھامے ہوئے بیگ کو احتیاط سے اسکی جگہ پر واپس رکھتے اپنے کپڑوں والی الماری کی طرف بڑھی تھی۔

"آپ کے وارڈروب میں بھی ایسے بہت سے کپڑے ہونگے جو آپ کے سائز کے نہیں ہونگے، آپکا آج کا ٹاسک یہ ہے کہ آپ ان سب کو فارغ کریں گی"

کہیں دور ہی آعاز کی آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔

اسنے شیشے کی الماری کو کھولا تھا۔

اسکو یاد تھا کہ کون کون سا گاؤن یا ڈریس اسکو پورا نہیں آیا تھا۔

اس نے ہاتھ۔ بڑھا کر سب سے پہلے ایک فیروزی ستاروں والے گاؤن کو باہر نکالا تھا، پھر ایک سرخ جوڑے کو، پھر ایک سفید اور اسی طرح اس نے اپنا آدھا وارڈروب خالی کر دیا تھا۔

وہ اپنے سامنے پڑے کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھ شل رہ گئی تھی۔

کیا اس کے پاس اتنے سارے ایسے کپڑے تھے جو وہ پہن نہیں سکتی تھی؟

اس نے ایک گاؤن اٹھا کر اسکو دیکھا تھا۔

یہ ممی اسکے لیے فرانس سے لائی تھیں۔

زیادہ تر وہی کپڑے تھے جو ممی اسکے لیے مختلف ٹورز سے واپس آنے کے بعد لائی تھیں۔

اس نے اس پر لگے سائز ٹیگ کو دیکھا تھا۔

وہ پاکستان کے حساب سے ایکسٹرا اسمال سائز تھا۔

اس نے اس جوڑے کو ایک طرف پھینکتے دوسرا جوڑا اٹھایا تھا۔

وہ بھی ایکسٹرا اسمال تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ سارے کپڑے ایکسٹرا اسمال تھے۔

اس نے وارڈروب میں لٹکے اپنے کپڑوں کو دیکھا تھا، وہ اپنے لیے ہمیشہ سمال سائز لیتی تھی۔

ممی کے دیے کپڑے اسکو کیسے پورے آسکتے تھے؟

وہ تو اسکے سائز کے ہی نہیں تھے۔

کیا ممی نہیں جانتی تھیں؟

وہ ابھی اپنی سوچ میں غلطاں تھی جب دروازہ ناک کرتے کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

"اومائی گاڈ وفا یہ کیا کیا تم نے؟"

وہ صبا حدید تھیں۔

"ممی یہ سارے ڈریسز آپ لائی تھیں؟"

وفا نے انکی بات کو اگنور کرتے ان سے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں اور بہت پیار سے لائی تھی"

صبا مصنوعی خفگی سے کہتے اس کپڑوں کے ڈھیر کو دیکھ رہی تھیں۔

"ممی یہ سب میرے سائز کے نہیں ہیں، میں سمال سائز پہنتی ہوں"

وفاپریشانی سے گویاہوئی تھی۔

"اووفا! میں تمہارے لیے ایک سائز چھوٹا تمہاری موٹیویشن کے لیے لاتی ہوں تاکہ تم اپناڈریم باڈی ویٹ اچیو کر سکو"

صبا کے جواب پر وفانے شاید زندگی میں پہلی بار انکو افسوس زدہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"ممی میں ایک سائیکالوجسٹ سے اس وجہ سے سیشنز لے رہی ہوں!"

www.novelsclubb.com

وفابے حد افسردہ لگ رہی تھی۔

ممی اس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی تھیں؟

"او پلیز وفا، مجھ پر اسکا بلیم مت ڈالو تم خود پتا نہیں کیا سوچتی رہتی ہو! میں ملازمہ کو بھجواتی ہوں وہ اسے سمیٹے گی"

صبا نے بات ہوا میں اڑاتے ہوئے کہا تھا اور پھر اسکے کمرے سے باہر چلی گئ تھیں۔

وفا صرف انکو دیکھ کر رہ گئ۔

ممی اسکے معاملے میں اتنی انسینسٹو تھیں؟

"پولیس سٹیشن کی طرف چلو"

وہاب جہانگیر نے اپنے ڈرائیور سے کہا تھا۔

وہ ابھی ابھی مشتاق ڈار کے گھر سے ناامید لوٹے تھے، پولیس سے مدد لینا انکی آخری امید تھی۔

www.novelsclubb.com

کچھ دیر بعد وہاب جہانگیر پولیس سٹیشن کے اندر داخل ہو رہے تھے۔

"مجھے یہاں کے ڈی اسی پی سے ملنا ہے"

وہاب جہانگیر نے وہاں بیٹھے کلرک سے کہا تھا۔

"صاحب وہ تو نہیں ہیں"

کلرک نے انکو جواب دیا تھا۔

"کب تک آئیں گے ؟"

وہاب نے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی پر وقت دیکھتے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جی فرمائیں !"

اپنے پیچھے سے ابھرتی آواز پر وہاب نے مڑ کر دیکھا تھا۔

"ڈی ایس پی عرش مصطفی!"

عرش نے اپنا ہاتھ مصافحے کے لیے آگے بڑھایا تھا۔

عرش سفید شلوار قمیض میں ہی ملبوس تھا جس پر اب کچھ شکنیں واضح تھیں جبکہ گھنے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

"وہاب جہانگیر"

وہاب نے اسکا بڑھا ہوا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"کیا مدد کر سکتا ہوں میں آپکی؟"

www.novelsclubb.com

عرش انکو لے کر اپنے آفس تک بڑھا تھا۔

"مجھے تیمور ڈار سے ملنا ہے"

وہاب اسکے میز کے مقابل رکھی کرسی پر بیٹھتے بولے تھے۔

"تیمور ڈار؟"

عرش کی آنکھوں میں الجھن در آئ تھی۔وہ بھی اپنی پاور چیئر سمنبھال چکا تھا۔

"جی۔۔۔در حقیقت وہ میری بیٹی کو ہراساں کررہاہے کافی عرصے سے"

وہاب اب کی بار کچھ ہچکچائے تھے۔

بیٹیوں کے معاملات ویسے ہی کچھ حساس ہوتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ اسکے خلاف ایف آئ آر کٹوانا چاہتے ہیں؟"

عرش نے بغیر کسی لگی لپٹی کے ان سے استفسار کیا تھا۔

"نہیں بس میں جاننا چاہتا ہوں کہ وہ جیل میں ہے یا آزاد گھوم رہا ہے"

وہاب نے اس سے کہا تھا۔

"میں آپکی بات سمجھ نہیں پا رہا لیکن میں اپنے ماتحت سے اس بارے میں پچھواتا ہوں"

عرش نے الجھتے ہوئے اپنے میز پر پڑا انٹر کام اٹھایا تھا۔

کچھ دیر بعد کانسٹیبل مبین نے عرش کو تیمور کے بارے میں ساری معلومات فراہم کی تھی۔

"سر یہ آپ کے آنے سے پہلے کی بات ہے،اس کے والد ایم این اے مشتاق ڈار نے خود اسکو جیل میں ڈلوایا تھا،وہ لڑکیوں کو حراساں کرتا تھا اور انکے ساتھ نازیبا حرکات کرتا تھا مگر اسکے جیل جانے کے کچھ ہفتوں بعد ہی کوئی اسکی بیل کروا گیا تھا،کوئی نام نہیں رجسٹرڈ یہاں پر۔۔۔"

www.novelsclubb.com

مبین بھی رجسٹر دیکھتے ہوئے الجھا تھا۔

عرش نے ایک آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

"میرے آنے سے پہلے کیا یہ تھانہ چل بھی رہا تھا مبین ؟"

عرش نے طنزیہ لہجے میں استفسار کیا تھا۔

مبین کا سر خود بخود جھک گیا تھا۔

مطلب حد ہی ہو گئی تھی !

وہاب جہانگیر اپنی جگہ سن ہو چکے تھے۔

انکا ہر وہم سچا ثابت ہو چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ پریشان مت ہوں انکل، آپ تیمور ڈار کے خلاف ایف آئی آر کٹوادیں اور ایک بار مجھے آپکی بیٹی سے ملنا ہوگا تاکہ کچھ قانونی کاروائی پوری کر سکوں انشاءاللہ آپکی بیٹی محفوظ رہے گی"

عرش نے انکی ہوائیاں اڑی دیکھ انکو تسلی دینا چاہی تھی۔

"میں سب کرنے کو تیار ہوں لیکن میں اس گھٹیا شخص کو ہر حال میں جیل کی سلاخوں کے پیچھے دیکھنا چاہتا ہوں"

وہاب صاحب کا لہجہ اب کی بار کچھ سہما ہوا تھا۔

وہ اب زویا کے باپ بن کر خوفزدہ تھے۔

www.novelsclubb.com

"آپ بے فکر رہیں آپ کی بیٹی کی حفاظت اب میری ذمہ داری ہے"

عرش نے مضبوط لہجے میں ان سے کہا تھا۔

وہ ہاسپٹل سے اپنی ڈیوٹی ختم کر کے باہر نکل رہی تھی۔

آج اس نے آغاز جہانگیر کے حصے کا بھی کام کیا تھا جس وجہ سے اسکو زیادہ دیر ہو گئی تھی

ورنہ وہ اس سے پہلے ہی چلی جاتی تھی۔

پارکنگ میں کھڑی اپنی گاڑی کو تلاش کرتے وہ اس تک آئی تھی۔

سارہ زلقرنین!

اسکی ونڈ شیلڈ پر کچھ رکھا ہوا تھا۔

شہد رنگ آنکھوں میں اکتاہٹ در آئی تھی، جیسے وہ اس فعل کی عادی ہو۔

مگر وہ خوش نہیں ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

بیزار تھی۔

اسکی آنکھوں اور چہرے کے تاثرات سے واضح تھا۔

اس نے اس چیز کو ونڈ شیلڈ سے بے دردی سے نوچ کر نیچے پھینک دیا تھا۔

پھر اپنی گاڑی میں سوار ہو کر وہ چلی گئ تھی۔

کیا تمہیں پتا ہے ونڈ شیلڈ پر کیا رکھا ہوا تھا؟

ایک پھول۔

ایک گلاب کا خوبصورت پھول۔

وہ ہاسپٹل سے آنے کے بعد کچھ دیر کے لیے سو گیا تھا کیونکہ آج کا واقعہ اسکے اعصاب پر کافی بھاری ثابت ہوا تھا۔

ابھی کچھ دیر پہلے ہی اسکی آنکھ کھلی تھی مگر وہ اپنے کمرے سے باہر نہیں نکلا تھا۔

اسکے دماغ میں بار بار وہ مناظر کسی فلم کی طرح چل رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

خون سے رنگا فرش۔۔۔

ٹاپ فلور کے کونے میں پڑی فرح کی لاش۔۔۔

اس نے بے اختیار جھرجھری لی۔

خدا جانے یہ سب کیا ہو رہا تھا؟

وہ ابھی اپنی سوچوں میں ہی غرق تھا جب ایک دھاڑ کے ساتھ اسکے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔

آعاز نے فوراً اپنی آنکھیں موند لی تھیں۔

وہ ابھی کسی سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"آعاز بھائی اٹھیں! اروآپی نے ہاں کر دی ہے!"

وہ زویا تھی۔

وہ چیخنے کے انداز میں اپنی بات بتاتے آعاز کے بیڈ پر چھلانگ لگا کر بیٹھی تھی۔

آعاز نے بروقت اپنی ٹانگیں کھینچ لیں تھیں ورنہ آج اسکو معزور ہونے سے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔

اب سونے کی ایکٹنگ کرنے کا بھی کوئی فائدہ نہیں تھا۔

"کیا ہوا آپ خوش نہیں ہیں؟"

وہ خاموشی سے اب اپنے بیڈ کراؤن کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ چکا تھا جب زویا نے اسکی خاموشی محسوس کرتے اس سے پوچھا تھا۔

"تھکا ہوا ہوں یار!"

آعاز نے بات بدلی تھی۔

وہ نا جانے کیوں اریبہ کے بارے میں سوچ نہیں پایا تھا۔

شاید وہ پریشان تھا۔

www.novelsclubb.com

"اچھا۔۔۔اسکو چھوڑیں ممی کو منگنی کی بڑی جلدی ہے، ہم کل جب جائیں گے تو ڈریس کا بھی آرڈر دیں گے آپ بتائیں آپکو کونسا ڈیزائن پسند ہے؟"

زویا اپنی ایکسائٹمنٹ میں اسکی ہر بات کو اگنور کرتے اب اپنا فون کھول کر اسکے سامنے رکھ چکی تھی۔

آعاز نے دیکھا وہ کچھ کپڑوں کی تصویریں تھیں جو شاید زویا نے اریبہ کے لیے سلیکٹ کیے تھے۔

"شاید وہ اپنی پسند کا جوڑا لینا چاہے زویا"

آعاز نے ایک نظر تصویر کو دیکھ کر فون زویا کو واپس تھمایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب آپکی اور انکی پسند الگ الگ ہو گی کیا؟"

زویا نے آنکھیں گھماتے واپس اسکو فون تھمایا تھا۔

آعاز نے ایک گہرا سانس لے کر فون تھاما تھا۔

اسکا دماغ اس وقت کام نہیں کر رہا تھا، وہ اریبہ کے لیے جوڑا کیسے سلیکٹ کرتا؟

"مجھے نہیں سمجھ آ رہا زویا تم اسی سے پوچھ لو"

آعاز اکتایا تھا۔

"اچھا اسے چھوڑیں۔۔۔ یہ دو اریبہ آپی کے ہی پسند کے ڈیزائنز ہیں اس میں دو کلرز ہیں ۔۔۔ کیا اب آپ کلر بھی سلیکٹ نہیں کر سکتے ؟"

اریبہ نے دو تصویریں اسے دکھائی تھیں اور پھر مصنوعی خفگی سے اس سے سوال کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا اریبہ مجھ سے پوچھ رہی ہے ؟"

آعاز حیران ہوا تھا۔

"کائنڈ آف"

زویا نے کندھے اچکائے تھے۔

آعاز نے دونوں کلرز کو دیکھا تھا۔

ایک ٹی پنک تھا جبکہ دوسرا ٹیل بلیو۔

اب اسکو کیا پتا کہ اریبہ کو کونس پہننا چاہیے؟

وہ ایک بار پھر کوفت میں مبتلا ہوا تھا۔

"اچھا ایک منٹ۔۔۔آنکھیں بند کریں اور تصور کریں کہ جب آپ اروآپی کو دیکھتے ہیں تو آپ کے دماغ میں کونسا رنگ آتا ہے؟"

زویا نے اسے ایک بار پھر اکتاتے دیکھ اسکی مشکل اسی کے انداز میں آسان کرنی چاہی۔

"کلر سائیکالوجی؟"

www.novelsclubb.com

آعاز نے اس سے پوچھا تھا جس پر زویا نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

آعاز نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

اس نے پہلی بار اسے اس نظریے سے دیکھنے کی کوشش کی تھی اور یہ بہت مشکل تھا۔

اریبہ کے نزدیک اسکو ہمیشہ سکون اور warmth کا احساس ہوتا تھا۔

اسکی مسکراہٹ زندگی سے بھرپور اور اپنے اندر نرمی سموئے ہوئے ہوتی ہے جیسے اسکو حوصلہ دے رہی ہو۔وہ جب جب اسکے ساتھ ہوتا تھا اسکی پریشانی ہوا ہو جاتی تھی،اریبہ کا aura ہی کچھ ایسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹی پنک"

اعاز نے آہستگی سے زویا سے کہا تھا۔

زویا اسکے جواب پر خوش ہوتے ہوئے کمرے سے باہر دوڑی تھی،اعاز اسکو خوش دیکھ کر نرمی سے مسکرا دیا تھا۔

وہ اپنے ہاتھوں میں پینٹ برش تھامے اس ادھورے کینوس کو پر سوچ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

شہد رنگ بال اسکی کمر پر بکھرے ہوئے تھے اور اس نے آرام دہ نیلے رنگ کا ٹراؤزر شرٹ زیب تن کر رکھا تھا۔

وہ کینوس ادھورا کیوں تھا؟

یہ بات اسے ناخوش کر رہی تھی.

اسنے پینٹ برش ایک طرف رکھتے اپنی مخروطی انگلیوں کو پینٹ میں ڈبویا۔

پھر اپنی انگلیوں کی مدد سے ہی اس پر چند سٹروک لگائے۔

مگر پھر وہ رک گئی۔

یہ پینٹنگ ابھی مکمل نہیں کی جاسکتی تھی۔

ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔

اس پینٹنگ کے مکمل ہونے کا بھی وقت مقرر تھا۔

کمرے کے دروازے پر ہوتی دستک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ شدید بدمزہ ہوتے دروازے تک گئی تھی اور پھر اسے کھولا تھا۔

"سارہ بی بی بیگم صاحبہ کو بہت تیز بخار ہورہا ہے، انکو ہاسپٹل لے چلیں"

ملازمہ گھبرائے ہوئے لہجے میں کہتے اسکو پر امید نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ان سے کہو اپنے کسی بوائے فرینڈ کو بلا لیں"

بے تاثر لہجے میں جواب دیا گیا تھا جو کہ اسکی شخصیت کا خاصہ تھا۔

اس سے پہلے ملازمہ اسکو کچھ مزید کہتی اس نے دروازہ بند کر دیا تھا۔

کیا تمہیں اندازہ ہوا؟

آعاز جہانگیر اسکو قائل نہیں کر سکا تھا۔

"میں اپنی طرف سے ہنڈرڈ پرسنٹ دینے پر یقین نہیں رکھتی، میں۔۔۔"

وہ اسکے تصور سے مخاطب تھی۔

لیکن پھر اسکو سمجھ نا آیا۔

اگر وہ اپنا ہنڈرڈ پرسنٹ دینے پر یقین نہیں رکھتی تھی، تو وہ کیا کرنے پر یقین رکھتی تھی؟

وہ ایک بار پھر اپنے سامنے کھانے کی ٹرے سجائے بیٹھی تھی جو کہ اسکے ڈائیٹ پلان کے مطابق تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے آہستگی سے روٹی کا نوالہ توڑ کر اسکو چبانا شروع کیا تھا۔

اسکو شدید گلٹ نے آگھیرا تھا۔

اسکو یہ نہیں کھانا چاہیے۔

"نہیں۔۔۔ نہیں اٹس ناٹ ورتھ یور لائف وفا"

اسنے ڈاکٹر ذیشان کا جملہ دہرایا تھا جب اسکو ڈائنگ روم میں صبا حدید آتی نظر آئیں۔

انہوں نے اپنے سر پر ٹاول لپیٹ رکھا تھا اور وہ باتھ روب میں ملبوس تھیں گویا ابھی نہا کر باہر نکلی ہوں۔

انکے گھر میں ملازموں کو بلا ضرورت گھر کے اندر آنے کی اجازت نا تھی اس لیے صبا اپنی مرضی کے حلیے میں گھر میں گھوم لیتی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"وفا یہ بہت زیادہ نہیں ہے؟"

انہوں نے اسکے سامنے پڑے کھانے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

وفا کو یکدم اپنا چہرا سرخ ہوتا محسوس ہوا تھا۔

"پلیز میں تمہیں سلاد بنوا دیتی ہوں تم سے تو یہ کھایا بھی نہیں جا رہا"

صبا اپنی رو میں کہتیں ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھیں۔

وفا نے اپنے سامنے پڑی ٹرے اٹھائی تھی اور پھر وہ بغیر رکے اپنے کمرے کی طرف چلی گئی تھی۔

صبا اس سے کچھ اور بھی کہنا چاہتی تھیں مگر اسکو ایسے جاتے دیکھ وہ شاکڈ رہ گئی تھیں۔

اس نے کمرے میں آکر کھانے کی ٹرے فوراً اپنے عالیشان بیڈ پر رکھی تھی اور پھر اپنے کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ اسی سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو چکی تھی۔

اسکو اپنے چہرے پر نمی کا احساس ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہیزل آنکھیں ایک بار پھر برس رہی تھیں۔

"یہ سب اتنا مشکل کیوں ہے؟"

وہ ہچکی لیتے ہوئے خود سے گویا ہوئ تھی۔

یکدم دروازے پر ہوتی دستک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"ک۔۔کون ہے؟"

اسنے بمشکل اپنے لہجے کو نارمل رکھتے وہیں سے پوچھا تھا۔

"میم سر آپکے ساتھ ڈنر کرنا چاہتے ہیں، وہ آپکو ڈائنگ ہال میں بلا رہے ہیں"

ملازم کی آواز پر وہ شاک ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

بابا اسکو بلا رہے تھے؟

"ب۔۔۔بابا بلا رہے ہیں؟"

اسنے کنفرم کرنے کو ایک بار پھر پوچھا تھا۔

"جی میم۔۔۔ کیا جواب دوں میں؟"

ملازم نے پھر پوچھا تھا۔

"میں آرہی ہوں!"

اس نے فوراً جواب دیتے اپنے آنسو صاف کیے تھے۔

بابا آج پہلی بار ڈنر اسکے ساتھ کرنا چاہتے تھے۔

اس صبح ہاسپٹل میں معمول کی چہل پہل تھی لیکن کوئی ایسا بھی تھا جس سے اپنی خوشی سمنبھالی نہیں جارہی تھی۔

اسنے آج نیوی بلیو لیڈیز ٹو پیس پہن رکھا تھا جب کہ بال ہمیشہ کی طرح بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ ہلکا پھلکا میک اپ کیے وہ ہمیشہ کی طرح بے حد حسین لگ رہی تھی۔

لیکن آج کچھ مختلف تھا۔

ہیزل آنکھوں میں آج الوہی چمک تھی، جیسے دنیا فتح کر لی گئی ہو۔

وہ ناک کرتے اسکے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔

"کم ان"

وہ جو سارہ کے ساتھ بیٹھا ایک پیشنٹ کو ڈسکس کر رہا تھا اسکو دیکھ کر کافی حیران ہوا تھا۔

سارہ نے ایک نظر وفا کو دیکھا تھا اور پھر وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گئی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں ہمیشہ کی طرح ہر تاثر سے عاری تھیں۔

آج اس نے آلیو گرین کرتے کے نیچے بلیک جینز پہن رکھی تھیں جبکہ شہد رنگ بالوں کو آدھا کیچر میں مقید کرر کھا تھا۔

وفا آج جلدی آگئ تھی اور اسکے ہاتھوں میں ایک پھولوں کا گلدستہ بھی تھا۔

"وفا؟۔۔۔آج آپ جلدی آگئ ہیں؟"

آعاز نے حیرت زدہ ہو کر اس سے پوچھا تھا۔آج اس نے بلیک باڈی فٹڈ شرٹ کے نیچے خاکی پینٹ پہن رکھی تھی جبکہ نظر کا چشمہ ذہانت سے بھرپور گہری بھوری آنکھوں پر ٹکا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیونکہ میں بہت خوش ہوں اور یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے!"

وہ شاید ضرورت سے زیادہ ہی خوش تھی۔

وفا نے اسکو گلدستہ تھمایا تھا اور خود اسکے مقابل بیٹھ گئ تھی۔

سارہ کی موجودگی کو شاید آج وہ فراموش کر چکی تھی۔

"میں کچھ سمجھ نہیں پا رہا لیکن مجھے خوشی ہے کہ میں آپکے کام آسکا"

آعاز ابھی بھی الجھن کا شکار تھا مگر مسکراتے ہوئے جواب دے کر اس نے وفا کا دیا گلدستہ ایک سائیڈ پر رکھا تھا۔

"آعاز۔۔۔ میں نے کل رات ڈنر کیا تھا!"

وہ بہت اکسائیٹڈ تھی۔

شاید کچھ لوگوں کے لیے یہ ایک چھوٹی بات ہو مگر وفا کے لیے یہ گویا ایک لائف اچیومنٹ تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور میں نے۔۔۔۔قہہ نہیں کی آعاز"

وہ بہت زیادہ خوش ہو رہی تھی۔

اسکے لیے اعاز شاید ایک ایسے استاد جیسا تھا جس کی وجہ سے اس نے امتحان میں ٹاپ کر لیا تھا۔

"آئی ایم پراؤڈ آف یو وفا! یہ واقعی بہت اچھی بات ہے"

آعاز بھی اسکے لیے خوش تھا۔

آخر کو اسکی محنت بھی تو رنگ لائی تھی۔

"اور پتا ہے۔۔۔ بابا نے میرے ساتھ ڈنر کیا تھا"

www.novelsclubb.com

وہ اسکو مزید تفصیلات سے آگاہ کر رہی تھی۔

آعاز کو اب سمجھ آئی تھی۔

وہ شاید اپنے بابا کی توجہ حاصل کر کے بھول گئی تھی کہ اسکو قہقہہ کرنی تھی۔

آعاز کو وفا کا خاندان عجیب لگتا تھا۔

ایک طرف اسکا باپ ہر کام چھوڑ کر اسکے پیچھے ہسپتال کے چکر لگاتا تھا اور دوسری طرف اسکو وقت بھی نہیں دے پاتا تھا۔

"کل آپ نے کتنی بار ویٹ مشین پر کھڑے ہو کر اپنا وزن ناپا تھا؟"

آعاز نے اندازہ لگانا چاہا۔

وفا دن میں چھ سے سات مرتبہ اپنا وزن چیک کرتی تھی۔

"رات کے کھانے کے بعد سے۔۔۔ابھی تک میں نے نہیں چیک کیا"

www.novelsclubb.com

وہ خود کنفیوز ہوئی تھی۔

ایسا کیسے ہو سکتا تھا؟

وہ وزن ناپنا کبھی نہیں بھولتی تھی۔

"وفا۔۔۔آپ کی ڈگری کس چیز کی ہے؟"

آج سارہ کی موجودگی میں ہی سیشن ہو رہا تھا۔

ناآعاز نے سارہ کو باہر جانے کے لیے بولا تھا نا ہی وہ خود گئی تھی۔

"فیشن ڈیزائننگ"

وفا نے کندھے اچکاتے جواب دیا تھا۔

"آپ اپنا بوتیک کیوں نہیں کھولتیں؟"

آعاز نے دل ہی دل میں جو اندازہ لگایا تھا وہ جانتا تھا کہ اب صحیح ثابت ہونے والا ہے۔

"ممی نہیں چاہتیں کہ میں یہ کروں"

وفانے ایک بار پھر کندھے اچکاتے جواب دیا تھا مگر اب اسکی نظر سارہ پر پڑی تھی۔

آعاز کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا مگر وہ وفا کا سارہ کو دیکھ کر ٹھٹکنا محسوس کر چکا تھا۔

"سوری"

اسنے وفا سے معزرت کرتے سارہ کو باہر جانے کا اشارہ کیا تھا۔

سارہ آرام سے باہر چلی گئ تھی۔

"آپکی ممی نہیں چاہتیں، مگر آپ کیا چاہتی ہیں؟"

آعاز نے اب کی بار اسکی توجہ واپس اپنی طرف کروائی تھی۔

"میں۔۔۔میں چاہتی ہوں۔۔۔لیکن۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وفا ہچکچا رہی تھی۔

"اگر ساری زندگی دوسروں کی پسند ناپسند کا خیال کرتی رہیں گی تو خود کو کھودیں گی، اگر کوئی آپ کے خوابوں کے بیچ حائل ہو رہا ہے تو وہ آپکا خیر خواہ نہیں ہے"

آعاز نے اسکو سمجھایا تھا۔

وارن کرنا چاہا تھا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟"

وفا شاید اب بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

یا شاید سمجھنا نہیں چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کچھ نہیں۔۔۔خالی دماغ شیطان کا گھر ہوتا ہے،اپنے دماغ کو اس کام میں استعمال کریں جو آپ کو پسند ہے اس طرح آپ کے پاس پورے دن اپنی بیماری کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں ہو گا"

آعاز اس سے ڈائریکٹلی وہ بات نہیں کر سکتا تھا اس لیے فوراً بات بدل دی تھی۔

"شاید تم ٹھیک کہہ رہے ہو، میں آج ڈیڈ سے بات کروں گی"

وفا نے کہا تھا۔

وفا کے سیشن کا ٹائم ختم ہوتے ہی سارہ واپس آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی پیشنٹ اٹینشن سیکر ہے"

سارہ نے شاید وفا پر تبصرہ کیا تھا۔

"اٹینشن سیکر نہیں ہے، وہ بس "no" نہیں کہنا جانتی"

آعاز اسکے خیالات کی نفی کر چکا تھا۔

"وہ اپنے بابا کی توجہ پا کر ٹھیک ہو گی تھی، میں تو اس سے یہی اخز کروں گی"

سارہ کندھے اچکاتے گویا ہوئ تھی۔

"لیکن آپ یہ اخذ نہیں کر سکتیں کیونکہ آپ نے وفا کو سنا نہیں ہے، یاد رکھیے مس سارہ!

ایک سائیکالوجسٹ کو دو ہی کام اچھے آتے ہوتے ہیں ایک بولنا اور دوسرا سننا"

آعاز نے اسے سنجیدہ انداز میں آگاہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ نے کندھے آچکا دیے تھے جیسے آعاز کی بات سے اسکو کچھ خاص فرق نہیں پڑا تھا۔

"آپ جج کرتی رہیں، تو ہیلر نہیں بن سکیں گی مس سارہ"

وہ اسکا سینئر تھا اس لیے اسکو سمجھانا اپنا فرض سمجھتا تھا۔

"آپ درست کہہ رہے ہیں۔۔۔شاید مجھے ایسے نہیں کہنا چاہیے تھا"

سارہ نے شاید پہلی بار معزرت کی تھی۔

آعاز نے نرمی سے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا، اچھا ہے کہ سارہ ابھی اپنی غلطیاں سدھار لیتی۔

پھر وہ وفا کے دیے گلدستے کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

اس پر یک چھوٹا سا کارڈ بھی ٹکا ہوا تھا۔

"تم مجھے ابھی بھی زہر لگتے ہو آعاز جہانگیر، لیکن تم اپنے کام میں ماہر ہو"

یہ تعریف تھی یا بے عزتی؟

آعاز سمجھ نا سکا۔

اسکے چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔

وہ متذبذب سی اسکے سامنے بیٹھی تھی۔

گہری بھوری آنکھوں سے پریشانی عیاں تھی۔

"میں آپ کے لیے چائے بھجواتا ہوں تب تک آپ نے زویا سے جو پوچھنا ہے آپ پوچھ سکتے ہیں"

وہاب جہانگیر کی آواز اس عالیشان ڈرائنگ روم میں گونجی تھی۔

عرش نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا جبکہ زویا نے تڑپ کر اپنے باپ کی طرف دیکھا تھا۔

وہ کیسے اسکو اس پولیس والے کے ساتھ چھوڑ کر جا رہے تھے؟

لیکن شاید انہوں نے اسکے تاثرات نوٹ نہیں کیے تھے جو وہ وہاں سے چلے گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

عرش اس وقت اپنی وردی میں ملبوس تھا جبکہ زویا سادہ سفید کرتا شلوار میں ملبوس تھی۔

اسنے اپنے بالوں کی اونچی پونی بنا رکھی تھی۔

"مجھ سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے زویا، میں صرف آپکی مدد کرنا چاہتا ہوں"

عرش نے ہی خاموشی کو توڑنا بہتر سمجھا تھا۔

زویا اب بس سر جھکائے اپنی انگلیوں دیکھ رہی تھی۔

"اگر آپ میرے ساتھ تعاون کریں گی تو میں آپ کی جان اس تیمور سے چھڑوا سکتا ہوں"

www.novelsclubb.com

عرش نے اب کی بار پھر اس سے بات کرنے کی کوشش کی تھی لیکن شاید زویا اس موڈ میں نہیں تھی۔

"مجھے کوئی نہیں بچا سکتا، آپ ایک فضول کوشش کر رہے ہیں، اسکو جب موقع ملے گا وہ مجھ سے بدلہ ضرور لے گا"

کچھ دیر بعد زویا سر جھکائے ہی ہلکی آواز میں بولی تھی۔

"اور اگر میں آپ سے کہوں کہ وہ ایسا نہیں کر سکتا۔۔۔تو؟"

عرش نے اب کی بار اس سے پوچھا تھا۔

"تو میں آپ پر یقین نہیں کروں گی، میری جیسی لڑکیوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے"

زویا حد درجہ مایوس تھی شاید۔

www.novelsclubb.com

کیا کوئی یقین کر سکتا تھا کہ یہ وہی زویا تھی جو دو دن سے اپنے بھائی کی منگنی کو لے کر بے حد ایکسائیٹڈ تھی؟

"آپ نے اپنے والد کو کیوں نہیں بتایا کہ وہ آپکو فون پر بلیک میل کر رہا ہے؟"

عرش نے اب جو سوال کیا تھا اس پر زویا نے فوراً اپنا سر اٹھایا تھا۔

اسکی آنکھوں سے اسکو لگا شاک واضح تھا۔

"میں سب جانتا ہوں زویا، میں نے آپکا فون ٹریس کروایا تھا"

عرش نے وضاحت دی تھی۔

"بھائی کی انگیجمنٹ ہونے والی ہے میں ڈیڈ کو نہیں بتا سکتی، کسی کو نہیں بتا سکتی"

زویا پریشانی سے گویا ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ میری مدد سے اپنا مسئلہ حل کروانا نہیں چاہتیں، اپنے والد اور بھائی کو سب بتانا نہیں چاہتیں۔۔۔ کیا میں آپکو ایک بزدل لڑکی سمجھوں؟"

عرش نے آبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا۔

"میں بہت مجبور ہوں"

زویا کی آنکھیں برسنے کو بے تاب تھیں۔

"غلط۔۔۔آپ بزدل ہیں، آپ کو لگتا ہے کہ آپ یہ سب ڈیزرو کرتی ہیں، اس لیے آپ لڑنا نہیں چاہتیں"

عرش نے آرام سے اسکے خیالات کی تردید کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو میں کیا کروں؟!"

زویا کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

"میری مدد کریں زویا"

عرش نے اپنی شیو پر ہاتھ پھیرتے کہا تھا۔

"میں آپکی مدد کیسے کر سکتی ہوں؟"

زویا کی آنکھوں میں الجھن در آئ تھی۔

"اپنے مجرم کو پکڑنے میں۔۔۔آپ میری مدد کریں گی"

عرش نے سنجیدہ انداز میں کہتے اسکے سر پر بمب پھوڑا تھا۔

\-----------------------------

www.novelsclubb.com

وہ تھکے ہوئے انداز میں چلتے گھر کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

آج شاید وہ زیادہ تھک گیا تھا۔

تبھی اسکی نظر اس پر پڑی جو ڈرائنگ روم سے باہر نکل رہا تھا۔

"ڈی ایس پی عرش؟"

آعاز نے اسکو پکارتے مصافحے کے لیے اپنا ہاتھ اسکی طرف بڑھایا تھا۔

"آعاز جہانگیر"

عرش نے اسکا ہاتھ تھاما تھا۔

انکے درمیان ہمیشہ اتنا خشک ہی تعارف ہوتا تھا۔

"تم غالباً زویا سے ملنے آئے تھے؟"

www.novelsclubb.com

آعاز نے اندازہ لگایا تھا۔

ڈیڈ نے اسکو بتایا تھا کہ وہ زویا کے بارے میں سب جان چکے ہیں اور اب قانونی طور پر اس مسئلے کو حل کروانا چاہتے ہیں۔

"ہاں"

یک لفظی جواب۔

شاید عرش کو بھی سارہ کی طرح زیادہ بولنا پسند نہیں تھا۔

"ایک رکویسٹ ہے تم سے بس"

آعاز نے اب کی بار گہرا سانس لیتے بات کی تھی۔

عرش نے آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں چاہتا ہوں تمہاری جو بھی بات زویا سے ہو تم اسکے بارے میں مجھے ضرور آگاہ کرو"

آعاز نے قدر رازداری سے اس سے کہا تھا۔

"کوشش کروں گا"

عرش نے کندھے اچکائے تھے اور پھر اسکی سائیڈ سے ہوتا نکل گیا تھا۔

آعاز نے اسکو جاتے دیکھا تھا۔

"بے مروت انسان"

وہ صرف بڑبڑا ہی سکا تھا۔

اسی شام، وہاب جہانگیر اور عمیرہ جہانگیر، آعاز اور زویا کے ساتھ مل کر اریبہ سلطان کے گھر گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

بغیر زیادہ تفصیلات میں جاتے انہوں نے طلحہ سلطان اور ردا سلطان سے اریبہ کو آعاز کے لیے مانگ لیا تھا۔

طلحہ سلطان اور ردا سلطان اس بات پر حد درجہ خوش ہوئے تھے کیونکہ وہ اریبہ کی خواہش سے بھی آگاہ تھے۔

لیکن پھر بھی طلحہ اور ردا نے سوچنے کے لیے کچھ وقت مانگا تھا۔

اس پورے دورانیے میں اریبہ صرف کھانا لگنے پر ہی انکے ساتھ آکر بیٹھی تھی۔

"اریبہ بیٹا میں بہت خوش ہوں، بھئ ردا اب تمہارے گھر کی رونق ہماری ہوئ"

عمیرہ جہانگیر تو اریبہ کو اپنے ساتھ بٹھائے اس پر نہال ہوئ جا رہی تھیں۔

"آنٹی آپ بے فکر رہیں ارو آپی نے جیسے ہی ہمارے گھر شفٹ ہونا میں انکی کمی پوری کرنے آپ سے ڈیلی ملنے آجایا کروں گی"

www.novelsclubb.com

زویا ردا کے گلے لگتے بڑے رازدارانہ انداز میں بولی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

طلحہ سلطان اور وہاب جہانگیر اب ایک طرف بیٹھے اپنے بزنس کی باتیں کر رہے تھے جبکہ آعاز انکے سامنے بیٹھا انکی گفتگو صرف سن ہی رہا تھا حالانکہ گزروہ سرے سے اسکے سر کے اوپر سے ہی رہی تھی۔

لیکن ایک چیز اور بھی ہوئی تھی۔۔۔

آعاز جہانگیر اور اریبہ سلطان نے ایک دوسرے سے ایک مرتبہ بھی بات نہیں کی تھی۔

کتنا آکورڈ کر دیا تھا ناس منگنی والی بات نے انکے بیچ میں سب ؟

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنا عکس بے یقینی سے دیکھ رہی تھی۔

اس نے کبھی اتنا میک اپ نہیں کیا تھا مگر آج اسکو مجبوراً پارلر سے تیار ہونا پڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

یہ میک اپ بھی ہلکا پھلکا ہی تھا لیکن اسکو بہت زیادہ لگ رہا تھا۔

اس نے آج ٹی پنک سلک کی فراک کے اوپر نیٹ کا گاؤن پہن رکھا تھا جس پر ٹی پنک اور کاپر کلر کے امتزاج کے موتی لگے ہوئے تھے۔وہ فراک کافی بھاری تھا جس میں چلنا اریبہ جیسی لڑکی کے لیے نہایت مشکل تھا کیونکہ وہ اس کے پیروں تک آتا تھا۔

فراک کے ساتھ نیٹ کے دوپٹے کے ایک سرے کو اس نے ایک کندھے پر سیٹ کر رکھا تھا اور اسکے دوسرے سرے کو کمر سے گزار کر دوسرے بازو پر لپیٹا ہوا تھا۔

رداسلطان کے کہنے پر آج اسکو اپنے کمفرٹ لیول سے اونچی ٹی پنک اور کاپر کے امتزاج کی ہیل پہننی پڑی تھی۔

لیکن کیا کرتی وہ بھی آخر کو۔۔۔

Beauty is pain.

www.novelsclubb.com

اس نے اپنے شولڈر کٹ بالوں کا بریڈڈ ہیر سٹائل بنوا کر ان میں سفید خوبصورت پھول سیٹ کروائے تھے۔

باقی کھلے بالوں میں لوز کلرز ڈال کر انکو پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا۔

اپنے ڈریس کے مناسبت سے میک اپ کیے وہ عام دنوں سے بہت مختلف لیکن نہایت خوبصورت لگ رہی تھی۔

اس نے کوئی جیولری نہیں پہنی تھی سوائے اپنے بالوں میں لگے پھولوں سے ہی ملتے جلتے گجرے اس نے اپنے ہاتھوں میں پہن رکھے تھے۔

آج اسکے دل کی سب سے بڑی خواہش پوری ہونے جا رہی تھی۔

اسکو آعاز جہانگیر مل رہا تھا۔

آج اسکے چہرے کی چمک ہی کچھ اور تھی۔

ردا سلطان تو دو تین بار اسکی نظر اتار چکی تھیں۔

دوسری طرف وہ بھی آئینے کے سامنے کھڑا، اپنی تیاری کو ایک آخری نظر دیکھ رہا تھا۔

آعاز جہانگیر نے گرے تھری پیس زیب تن کر رکھا تھا، گھنے بالوں کو اچھی طرح بلو ڈرائے کیے اس نے اپنے اوپر پرفیوم چھڑک رکھا تھا۔

گہری بھوری آنکھوں پر آج بھی نظر کا چشمہ لگا ہوا تھا لیکن وہ بے حد وجیہہ لگ رہا تھا۔

شاید وہ خوش تھا۔

لیکن وہ ناخود سے یہ کہنے کی ہمت رکھتا تھا نا ہی اس سے جو اسکے ساتھ منصوب ہونے والی تھی۔

"بھائی! آپ تیار ہو گئے؟"

زویا تقریباً چیختے ہوئے اسکے کمرے میں داخل ہوئی تھی اور پھر اسکو دیکھ کر ٹھٹکی تھی۔

زویا نے آج منٹ گرین اور سلور کے کام کے امتزاج کی شارٹ فراک کے ساتھ اسی کے ساتھ کا کیپری سٹائل ٹراؤزر پہن رکھا تھا اور بالوں کو صرف سٹریٹ کر کے کھلا چھوڑا ہوا تھا جبکہ ہلکہ پھلکا میک اپ کیے وہ بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ماشاءاللہ بھائی، کتنے اچھے لگ رہے ہیں آپ!"

زویا نے اپنی آنکھوں میں ڈھیروں خوشی سموئے اس سے کہا تھا۔

"لیکن تم پھر بھی ماسی کی ماسی ہی لگ رہی ہو!"

بھائی جو تھا اس لیے بہن کا مزاق اڑانا اس پر فرض تھا۔

زویا نے اس بات پر اعاز کو گھورا تھا۔

"اچھا خیر اس باکس میں رنگ ہے آپ اپنی پاکٹ میں رکھ لیں"

زویا نے اسکے پاس جاتے اسکو ایک چھوٹی سی ڈبیا تھمائی تھی۔

www.novelsclubb.com

"دیکھیں گے نہیں کہ کیسی ہے؟"

زویا نے اس سے پوچھا تھا۔

"تم نے سلیکٹ کی ہے یقیناً اُس کو پہنانے پر اریبہ منگنی سے انکار کر دے گی"

آعاز نے اسکا مزاق اڑاتے ڈبیا کھول کر دیکھی تھی۔

کیا کچھ یاد نہیں آیا تھا اسکو۔۔۔

کچھ سال پہلے۔۔۔

وہ دونوں ایک جیولری سٹور کے باہر کھڑے تھے۔

"آعاز بھائی میں نے گھر جا کر پڑھنا بھی ہے، یہ آخری دکان ہے! آپ نے اروآپی کے لیے اب یہیں سے کچھ پسند کر لینا ہے میں بتا رہی ہوں!"

زویا نے اب کی بار آعاز کو وارن کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

کل اریبہ کی سالگرہ تھی اور وہ دونوں بہن بھائی اسکے لیے تحفہ لینے مال آئے ہوئے تھے۔

زویا تو کب کا اس کے لیے گفٹ لے چکی تھی مگر آعاز کو ابھی تک کچھ پسند نہیں آرہا تھا۔

آعاز نے اسکی بات پر ہاتھ ہوا میں جھلایا تھا جیسے کہہ رہا ہو کہ میری بلا سے.

وہ دونوں اس دکان کے اندر بڑھے تھے۔

وہ ایک ڈائمنڈ جیولری شاپ تھی۔

شو کیسز میں نہایت خوبصورت اور نفیس جیولری ڈسپلے کی گئ تھی۔

دکان داراب زویا کو مختلف ڈیزائنز دکھا رہا تھا کیونکہ آعاز اپنی مرضی سے ہر شو کیس میں موجود ڈیزائنز کو دیکھ رہا تھا۔

اچانک اسکی نظریں ایک چیز پر اٹکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آعاز بھائ آپکو پتا ہے نا کہ یہ انگیجمنٹ رنگز کی کولیکشن ہے؟"

زویا نا جانے کب اسکے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی اور اسکا سکتہ اس نفیس رنگ پر محسوس کر چکی تھی۔

وہ ایک نازک سا پلاٹینم بینڈ تھا جس کے اوپر ایک مناسب سائیز کا ڈائمنڈ ٹکا ہوا تھا جبکہ پورے بینڈ پر چھوٹے چھوٹے ڈائمنڈز لگے ہوئے تھے۔

"جانتا ہوں۔۔۔ لیکن یہ نہایت خوبصورت ہے"

آعاز نے کندھے اچکاتے زویا سے کہا تھا۔

"آپ اریبہ آپی کو یہ دیں گے؟"

زویا نے آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

"نہیں، میں کوئی بریسلٹ دیکھ رہا تھا ادھر نظر پڑ گئی بس"

www.novelsclubb.com

آعاز نے بات گھمائی تھی جبکہ وہ انگوٹھی اب مشکل سے ہی اسکے دماغ سے نکلنے والی تھی۔

"تو چلیں نا شاپ کیپر مجھے وہی تو دکھا رہا ہے"

زویا نے اسکا بازو کھینچتے اسکو اپنے ساتھ چلایا تھا۔

ایک بریسلٹ پسند کرنے کے بعد وہ لوگ گھر چلے گئے تھے لیکن زویا محسوس کر سکتی تھی کہ اسکے بھائی کو وہ انگوٹھی بہت زیادہ پسند آئی تھی۔

حال۔۔۔۔

آعاز کے ڈبیا کھولتے ہی اندر موجود انگوٹھی پر نظر پڑی تو اسکے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔

www.novelsclubb.com

"اب بھی کیا یہی بولیں گے کہ اریبہ آپی انکار کریں گی؟"

زویا نے اسکو چھیڑا تھا۔

"مان گیا تمہیں میں زویا"

آعاز نے اسکے سر پر پیار کرتے ڈبیا اپنے کوٹ کی جیب میں ڈالی تھی۔

"ماننا بھی چاہیے آخر کو میں زویا جہانگیر ہوں"

زویا نے یہ کہتے ہی اپنی آنکھیں گھمائی تھیں اور پھر مسکراتے ہوئے اسکے کمرے سے چلی گئی تھی۔

---

www.novelsclubb.com

اگر خوشی کو کوئی ایک لفظ میں بیان کرنے کا دعوی کرتا تو وہ اس کے دعوے سے انکار نا کرتی۔

اسکے لیے خوشی ایک لفظ ہی تھا، ایک نام۔۔۔

آعاز جہانگیر۔

وہ دونوں سٹیج پر ایک دوسرے کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔

"کیا تم اب مجھ سے بات بھی نہیں کرو گی؟"

آعاز چڑ ہی تو گیا تھا۔

ان دونوں کے درمیان اتنے دنوں سے جو خاموشی کی دیوار حائل تھی اسکو اسی نے توڑنے کا فیصلہ کیا تھا۔

"سٹیج پر بیٹھے، سب کے سامنے تو بالکل بھی نہیں ورنہ ہمارے سارے رشتہ داروں کی گاسپ کا ہاٹ ٹاپک میں بن جاؤں گی"

www.novelsclubb.com

اریبہ نے اسکی طرف دیکھے بغیر نہایت غیر محسوس انداز میں جواب دیا تھا گویا سارے رشتے دار اسی کی ٹوہ میں ہوں۔

آعاز نے نہایت برا منہ بنا کر اپنی نظریں اس سے پھیر لی تھیں۔

کتنا بورنگ فنکشن تھا یہ!

اریبہ اور آعاز کی منگنی کا فنکشن طلحہ سلطان اور وہاب جہانگیر کے مشترکہ فیصلے پر طلحہ سلطان کے گھر کے بڑے لان میں ہی منعقد کیا گیا تھا۔

سب فنکشن کو تھوڑا ذاتی رکھنا چاہتے تھے جس وجہ سے صرف کچھ قریبی رشتہ داروں کو ہی بلایا گیا تھا۔

اریبہ کے گاؤن کے کلر کمبنیشن کا خیال کرتے سٹیج پر موجود صوفوں کا رنگ بھی کچھ ٹی پنک اور سنہرے کا امتزاج تھا جبکہ سٹیج کے اطراف میں موجود لگے پھول بھی سفید اور گلابی رنگت کے تھے۔

www.novelsclubb.com

لان میں موجود بڑے بڑے درختوں کو نہایت خوبصورتی سے فیری لائٹس کے ذریعے سجایا گیا تھا اور اریبہ کی خواہش پر درختوں کی ٹہنیوں سے خوبصورت روشن لالٹینیں بھی لٹکائی گئی تھیں۔

کھانے کے لیے بوفے سسٹم کا اہتمام کیا گیا تھا جبکہ ایک طرف اریبہ کی ضد پر گول گپوں کا سٹال لگایا گیا تھا جہاں پر اریبہ کے علاوہ سب ہی کھڑے مزے سے گول گپے کھا رہے تھے۔

اریبہ اس منظر کو دیکھ کر سخت بدمزہ ہوئی تھی۔

"آعاز مجھے لگ رہا ہے مجھے گول گپے نہیں ملنے والے!"

وہ اپنی پچھلی بات بھلائے پریشانی سے اسکو مخاطب کر بیٹھی تھی جواب اپنا فون استعمال کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں تو جاؤ لے آؤ"

آعاز نے فون پر سے نظریں ہٹائے بغیر اس سے کہا تھا۔

"تم مجھے کہہ رہے ہو کہ میں جاؤں اور اپنے لیے خود گول گپے لاؤں جبکہ تم میرے ساتھ یونہی بیٹھے رہو؟"

اریبہ نے اپنی آنکھیں چھوٹی کر کے اس سے پوچھا تھا۔انداز ایسا تھا گویا آج تک اسنے کبھی کوئی کام خود سے کیا ہی نا ہو۔

"ہاں تو اس میں کیا ہے؟"

www.novelsclubb.com

آعاز اب بھی پوری طرح اسکی طرف متوجہ نہیں تھا۔

"آعاز، اس بیس کلو کے گاؤن اور ڈیڑھ انچ کی ہیل کے ساتھ میں اس تین فٹ کے سٹیج کی سیڑھیاں نہیں اتر سکتی اس لیے تم جاؤ اور میری لیے گول گپے لاؤ"

اریبہ نے بے چارگی سے اسکو اپنی مجبوریوں سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر حکم بھی صادر کیا تھا۔

"جاتا ہوں میں"

آعاز آنکھیں گھماتے صوفے سے اٹھا تھا۔

ڈرامہ کوین! ہنہہ!

www.novelsclubb.com

"ارے آعاز بھائی، آپ نے بھی گول گپے کھانے ہیں؟"

زویا جو اپنی ایک کزن کے ساتھ کھڑی منہ میں گول گپا ڈال رہی تھی آعاز کو سٹال کے پاس دیکھ کر شدید حیران ہوئی تھی۔

"اریبہ کے لیے لینے آیا ہوں بھئی"

آعاز کی یہ کہنے کی دیر تھی اور وہاں موجود سب لڑکیوں نے ہوٹنگ شروع کر دی تھی۔

"اووووووو!"

آعاز نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے۔اسکا چہرا بے اختیار سرخ ہوا تھا۔

اففف اریبہ!!اف!!مزاق بنوا دیا اپنے ہونے والے منگیتر کا!

"شش!چپ کرو لڑکیوں!بھائی آپ بیٹھیں میں بھجواتی ہوں اریبہ آپی کے لیے گول گپے"

زویا نے آعاز کی شکل دیکھتے بمشکل اپنی ہنسی پر قابو پا کر سب کزنز کو ڈپٹا تھا۔

اریبہ جو کہ دور سے یہ منظر دیکھ کر ہنس رہی تھی آعاز کو اپنی طرف آتا دیکھ معصوم شکل بنا کر بیٹھ گی گویا اس نے کچھ سنا ہی نہیں تھا۔

آعاز ایک قہر آلود نظر اریبہ پر ڈالتے اسکے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

اندھیرے میں ایک ہیلولہ سا واضح تھا۔

چاند کی روشنی میں بھی لیکن۔۔۔

اسکا چہرا واضح نا تھا۔

بس کچھ تاریک سا تھا۔

جیسے اس کا دل۔

جیسے اسکی سوچ۔

"فرح جاگ چکی ہے۔۔۔ تمہارا میرے لیے کیا حکم ہے؟"

www.novelsclubb.com

کسی نے شاید اس سے سوال کیا تھا۔

"یہی کہ آج وہ جیل کی سلاخوں کے پیچھے موجود ہو"

اسکی ٹھنڈی آواز اس تاریکی میں گونجی تھی۔

"کتنے دنوں تک ؟"

ایک اور سوال پوچھا گیا تھا۔

"جب تک میں چاہوں"

www.novelsclubb.com

آہ۔۔۔

کیا خواہش تھی۔

لیکن کیا تم نے محسوس کیا؟

اسکے لہجے کا غرور؟

جیسے وہ کسی کی زندگی کو چلا رہا ہو؟

"سر فرح جاگ گئی ہے!"

عرش اپنے آفس میں بیٹھا اپنے سینئر سے فون پر بات کر رہا تھا جب مبین دوڑتا دوڑتا اسکے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

عرش نے ہاتھ کے اشارے سے اسکو چپ رہنے کا کہا تھا اور پھر دو منٹ کے اندر اپنی بات نمٹاتے مبین کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"سر فرح کوما سے جاگ چکی ہے۔۔۔اس نے کسی کا نام لیا ہے"

مبین پریشان لگ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کس کا؟"

عرش نے آبرو اچکا کر اس سے پوچھا تھا۔

"آعاز جہانگیر"

مبین نے اپنی بات مکمل کرتے عرش کے تاثرات کو جانچنا چاہا تھا۔

عرش کے چہرے کے تاثرات نارمل تھے۔

جیسے وہ جانتا ہو۔

اسکا اندازہ غلط نہیں ثابت ہونے والا تھا۔

"مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ تم جلد ہی حوالات کی سیر کرنے والے ہو آعاز جہانگیر؟"

"چلو اریبہ بیٹا آعاز کو انگوٹھی پہناؤ"

ردا سلطان نے اریبہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے اسکو آعاز کو پہنانے کے لیے انگوٹھی تھمائی تھی۔

آعاز نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔

وہ اس ہاتھ کو کتنی ہی مرتبہ پہلے بھی تھام چکی تھی۔

مگر آج اتنا مختلف کیوں لگ رہا تھا؟

اسکے دل کی دھڑکن بے اختیار تیز ہوئی تھی۔

اس نے جھکی پلکیں اٹھا کر آعاز کو دیکھا تھا جو کہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے آہستگی سے اسکی انگلی میں انگوٹھی پہنادی تھی۔

ہر طرف تالیوں کا شور گونجا تھا۔

اب آعاز کی اریبہ کو انگوٹھی پہنانے کی باری تھی جب یکدم آعاز کا فون بجا تھا۔

اس نے فون کوٹ کی جیب سے باہر نکال کر کالر کا نام پڑھا تھا۔

اریبہ نے بھی چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

"ایک منٹ میں ابھی آتا ہوں"

وہ فون کان سے لگائے ایکسکیوز کرتے اٹھا تھا۔

اریبہ کو یکدم کچھ عجیب سا لگا تھا۔

اعاز کو کال نہیں اٹھانی چاہیے تھی۔

ایسا بھی کیا تھا جو اس وقت اسکے لیے اتنا زیادہ اہم تھا؟

پھر کچھ دیر بعد وہاب جہانگیر کو بھی کال آئی تھی۔

فون پر مقابل کی بات سن کر انکے چہرے کا رنگ اڑا تھا اور پھر وہ عجلت بھرے انداز میں طلحہ سلطان کو اپنے ساتھ لے کر لان کے پچھلے حصے کی طرف گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

اریبہ کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی تھیں۔

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"اریبہ بیٹا تم بیٹھ جاؤ وہ آجائیں گے"

عمیرہ جہانگیر کے اپنے چہرے کی ہوائیاں اڑ چکی تھیں مگر انہوں نے اریبہ کو تسلی دینا چاہی تھی۔

لیکن اریبہ انکی بات کو ان سنا کرتے بمشکل اپنے بھاری جوڑے کو دونوں ہاتھوں سے تھامے سٹیج کی سیڑھیوں سے نیچے اتری تھی۔

وہی سیڑھیاں جن پر سے اترتے ہوئے اسکو خدشہ لاحق تھا کہ وہ گر جائے گی۔

مگر ابھی اسکو بھی لان کے پچھلے حصے کی طرف جانا تھا۔

ویسے بھی جب تک وہ خود وہاں نا چلی جاتی اسکو سکون نہیں آنا تھا۔

www.novelsclubb.com

سب رشتے دار ایسی صورتحال دیکھ کر اب آپس میں کھسر پھسر کر رہے تھے۔

مگر یہاں پرواکسے تھی؟

عمیرہ جہانگیر اور ردا سلطان اب مہمانوں کو سمنبھال رہے تھے۔

"انکل مجھے اندازہ ہو چکا تھا کہ آپ کے گھر میں کوئی تقریب چل رہی ہے اس لیے میں بیک ڈور سے آیا تھا"

وہ عرش تھا جو تحمل سے طلحہ سلطان اور وہاب جہانگیر کو صفائیاں دے رہا تھا جو کہ اس پر برس رہے تھے۔

"ڈیڈ آپ پلیز سب سمنبھال لیں، اگر کوئی مسئلہ ہے تو میں چلتا ہوں پولیس سٹیشن"

آعاز نے وہاب جہانگیر سے کہا تھا۔

"بہت بڑا مسئلہ ہے آعاز جہانگیر۔۔۔یہ نان بیل ایبل اریسٹ وارنٹس ہیں"

عرش نے اسکے سامنے ایک پرچہ لہرایا تھا۔

آعاز اسکی بات سن کر یکدم پریشان ہوا تھا۔

"فرح کوما سے جاگ چکی ہے،اس کا کہنا ہے کہ تم نے اسکوٹاپ فلور پر بلایا تھا"

عرش نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی تھی۔

Part 4

اگر تمہیں روشنی کی تلاش ہے تو اندھیروں سے لڑنا سیکھنا ہو گا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو؟"

عرش کے انکشاف پر وہاب جہانگیر یکدم ہوش میں آئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"معافی چاہتا ہوں انکل لیکن اس وقت

آعاز کو ہمارے ساتھ چلنا ہو گا، غالباً آپ کے گھر کوئی تقریب چل رہی ہے اس لیے میں پیچھے کے دروازے سے آیا ہوں."

عرش نے سنجیدگی سے اپنی بات مکمل کی تھی۔

اچھے بھلے وہاب جہانگیر عزت سے بات کر رہے تھے بیٹے پر بات آئی تو آپ جناب کا تکلف بھول ہی گئے، عرش صرف سوچ سکا تھا۔

"تو ٹھیک ہے، میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پلیز ڈیڈ آپ یہاں سب ہینڈل کر لیجیے گا۔"

آعاز نے بمشکل اپنے حواس بحال کرتے مضبوط لہجے میں سب کو اپنے فیصلے سے آگاہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آعاز تم۔۔۔"

طلحہ سلطان کچھ بولتے رکے تھے۔

"انکل میں سمجھ سکتا ہوں آپ کیا سوچ رہے ہیں، لیکن مجھے پورا یقین ہے وہ سمجھ جائے گی اور سب سنبھال بھی لے گی۔"

اعاز نے نرمی سے مسکرا کر طلحہ سلطان سے کہا تھا اور پھر عرش کے ساتھ پیچھے کے دروازے سے باہر نکل گیا تھا جہاں اس کی گرفتاری کے لیے پولیس وہیکل موجود تھی۔

"تم پریشان مت ہونا آعاز میں آرہا ہوں تمہارے پیچھے!"

وہاب جہانگیر نے پیچھے سے ہانک لگاتے اپنا فون باہر نکالا تھا۔

"ڈیڈ!"

www.novelsclubb.com

اس آواز پر طلحہ سلطان اور وہاب جہانگیر دونوں چونک کر مڑے تھے۔

وہ اریبہ تھی!

اپنا بھاری کامدار منگنی کا جوڑا سنبھالے وہ بمشکل ان تک چلتی آرہی تھی۔

"ڈیڈ! آعاز کو پولیس کیوں لے کر گئی ہے؟"

وہ پریشانی سے طلحہ سلطان سے پوچھ رہی تھی۔

اسکے چہرے کی ساری رونق پل میں ماند پڑ چکی تھی۔

"اریبہ تم اندر جاؤ ہم ابھی آرہے ہیں۔"

طلحہ سلطان ابھی اسکو کچھ بتانا نہیں چاہتے تھے۔

"گاڑی آگئی ہے طلحہ چلو۔"

وہاب جہانگیر نے طلحہ سلطان کو آگاہ کرتے اریبہ کے سر پر ہاتھ پھیرا تھا اور پھر پچھلے گیٹ سے ہی باہر کو نکل گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"ڈیڈ میں آپ دونوں کے ساتھ آؤں گی۔"

اریبہ کی آنکھیں بے اختیار بھر آئی تھیں۔

"اریبہ فوراً اندر جاؤ!"

طلحہ سلطان اس کو جھڑکتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔

بھلا پولیس اسٹیشن بھی لڑکیوں کی جانے والی جگہ تھی؟

"ارو آپی؟"

اریبہ جو کہ اب لب کاٹتے رونے کے لیے تیار کھڑی تھی زویا کو اپنے پیچھے پریشانی سے کھڑا دیکھ فوراً کمپوز ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

شاید زویا اسی کے پیچھے یہاں آئی تھی۔

"بھائ کو پولیس لے گئ ہے؟"

زویا نے پریشانی سے اس سے پوچھا تھا۔اریبہ نے اپنا ماتھا مسلتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

اسکو اعاز کے پاس جانا تھا۔

"زویا! مجھے پولیس سٹیشن جانا ہے!"

اریبہ نے فوراََ پریشانی سے زویا سے کہا تھا۔

"اس حلیے میں ہم کیسے جا سکتے ہیں؟"

زویا نے بے بسی سے اریبہ سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکو بھی تو اپنے بھائی کے پاس جانا تھا۔

"مجھے کچھ نہیں پتا زویا مجھے ہر حال میں جانا ہے۔"

اریبہ نے بمشکل اپنے لہجے کی نمی پر قابو پاتے کہا تھا۔

"اب کیا مجھے جیل کے اندر بھی جانا پڑے گا؟"

آعاز نے حیران ہوتے ہوئے عرش سے کہا تھا جس کا ایک ماتحت اعاز کے لیے لاک اپ کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔

"نہیں! بس ہاتھ لگا کر واپس آجانا ہے!"

عرش نے طنزیہ لہجے میں اس سے کہا تھا۔

ڈرامے باز ڈاکٹر!

www.novelsclubb.com

آعاز براسا منہ بناتے لاک اپ میں گھس گیا تھا۔

بے مروت ڈی ایس پی!

اسکے علاوہ لاک اپ میں دو اور مجرم بھی موجود تھے جو کہ شاید ادھر بچھی دریوں پر سو رہے تھے۔

انکا حلیہ بے تحاشہ خراب تھا۔

اعاز نے بے اختیار جھر جھری لی تھی۔

آمنے سامنے لاک اپس میں موجود مجرموں کا بھی کچھ یہی حال تھا، سب سوئی جاگی کیفیت میں دریوں پر آڑھے ترچھے لیٹے ہوئے تھے۔

"آعاز! کیا تم ٹھیک ہو؟"

وہاب جہانگیر اور طلحہ سلطان ایک ساتھ اندر داخل ہوتے آعاز کی طرف بڑھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تم نے میرے بیٹے کو لاک اپ میں بھی ڈال دیا؟"

وہاب جہانگیر نے قہر آلود نظروں سے عرش کو دیکھا تھا۔

عرش نے کندھے اچکانے پر اکتفا کیا تھا۔

اب وہ کیا کہتا انہیں؟

"ایک منٹ! آپ زویا اور اریبہ کو بھی یہاں لے آئے ہیں؟"

آعاز نے حیران ہوتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا تھا جو کہ پریشانی سے ان سب تک آرہی تھیں۔

وہاب جہانگیر اور طلحہ سلطان بھی حیران ہوتے ہوئے مڑے تھے جبکہ عرش نے کوفت سے آنکھیں گھمائی تھیں۔

پورا خاندان بیٹے کو گویا رخصت کرنے اسکے تھانے آن پہنچا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اس سے پہلے آپ لوگ مجھے ڈانٹیں، میں آپ کو بتادوں کہ میں بہت پریشان تھی۔"

اریبہ نے اپنے دونوں ہاتھ surrender کرنے کے انداز میں کھڑے کرتے ہوے کہا تھا۔ جبکہ اس کے ساتھ کھڑی زویا نے چپ رہنے میں ہی اپنی عافیت جانی تھی۔

وہ دونوں اپنے آپ کو اچھی طرح چادر میں ڈھانپے ہوئے آئی تھیں اور وہ چادریں بھی شاید انکی اپنی نہیں تھیں۔

اس سے پہلے وہاب جہانگیر یا طلحہ سلطان میں سے کوئی انکو کچھ کہتا عرش کے ماتحت نے انکو وہاب جہانگیر کے وکیل کی آنے کی اطلاع دی تھی۔

"اریبہ ! پانچ منٹ ہیں تمہارے پاس اس کے بعد سیدھا گھر۔"

طلحہ سلطان اریبہ کو تنبیہ کرتے وہاب جہانگیر کے پیچھے چلے گئے تھے اور اپنے ساتھ زویا کو بھی لے گئے تھے جو کہ لاک اپ کو دیکھ کر پریشان ہو گئی تھی۔

اریبہ نے فوراً اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

"تم یہاں کیوں آگئی ہو اریبہ اور زویا کو کیوں ساتھ لائی ہو؟"

اعاز نے طلحہ سلطان کے جاتے ہی اریبہ سے خفگی سے کہا تھا۔

"تمہیں کیوں اندر بند کیا ہے انہوں نے؟"

اریبہ نے جیل کی سلاخوں کو پکڑتے اس سے پوچھا تھا۔

کتنا برا لگ رہا تھا اس طرح وہ!

"شاید کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔"

www.novelsclubb.com

اعاز گہرا سانس لیتے بولا تھا۔

وہ پریشان تھا مگر ظاہر نہیں کر رہا تھا۔

پھر یہ کیسے ممکن تھا کہ اریبہ آعاز کی پریشانی کو نا بھانپ لیتی؟

"سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

اریبہ نے آہستگی سے اس سے کہا تھا۔

تسلی دینے کو یہ الفاظ بھی کافی تھے۔

اعاز نے اپنی نظریں فرش پر مرکوز کر دی تھیں۔

"تم پلیز جاؤ یہاں سے۔"

وہ ایک بار پھر گہرا سانس لیتے بولا تھا۔

"تم مجھے یہاں سے کیوں بھیجنا چاہ رہے ہو آعاز؟ میں ڈیڈ اور انکل کے ساتھ واپس جاؤں گی۔"

اریبہ شدید بدمزہ ہوئی تھی۔

کیا مسئلہ تھا اس کو؟ ایک تو وہ اسکے لیے آئی تھی اور وہ اسکو بھیجنا چاہ رہا تھا۔

"ڈیڈ اور انکل سب دیکھ لیں گے تم جاؤ یہاں سے!"

اعاز بھی خفا ہوتے ہوئے بولا تھا جب کہ نظریں پیچھے لاک اپ میں موجود طرح طرح کے مجرموں پر مرکوز تھیں صد شکر کہ وہ ابھی ادھر متوجہ نہیں ہوئے تھے۔

اف! یہ لڑکی سمجھ کیوں نہیں رہی تھی؟

"تم مجھ پر اس طرح حکم نہیں چلا سکتے، اچھا!"

اریبہ نے سلاخوں کو زور سے تھامتے غصے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چلا سکتا ہوں! منگیتر ہوں تمہارا!"

اعاز نے دبے دبے غصے میں کہا تھا۔

"ادھورے منگیتر!"

اریبہ نے استہزائیہ انداز میں اس کی تصحیح کی تھی۔

اعاز نے اس کی اس بات پر آنکھیں چھوٹی کر کے اس کو دیکھا تھا۔

پھر کچھ سوچتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا اور اسکے سلاخ کو تھامے ہوئے ہاتھ کو پکڑا تھا۔

"اعاز! یہ کیا کر رہے ہو تم؟"

اریبہ جو کہ اس حملے کے لیے بالکل تیار نا تھی فوراً اپنا ہاتھ اسکی گرفت سے چھڑانے لگی۔

www.novelsclubb.com

"ادھورے منگیتر سے پورا منگیتر بن رہا ہوں۔"

ایک ہاتھ کے ذریعے اریبہ کے ہاتھ پر گرفت مضبوط کرتے اس نے اپنے دوسرے ہاتھ سے اپنے کوٹ کی جیب میں موجود انگوٹھی کی ڈبیا باہر نکالی تھی جو کہ زویا نے اسے دی تھی۔

پھر اسے کھول کر اسنے چمکتی خوبصورت انگوٹھی باہر نکالی تھی۔

اریبہ منہ کھولے اسکی حرکت دیکھ رہی تھی جبکہ مزاحمت اب دم توڑ چکی تھی۔

"منگنی مبارک ہو میری پوری منگیتر!"

اعاز نے فاتحانہ انداز میں اسکے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کر کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اریبہ اب کی بار اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑانے میں کامیاب ہو چکی تھی جبکہ چہرا پوری طرح سرخ ہو چکا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ جیل میں منگنی کر لی؟"

اریبہ اب کی بار صدمے سے گنگ لہجے میں بولی تھی۔

"ہاں!"

اعاز کو تو گویا کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

"آعاز جہانگیر میں تمہارا خون پی جاؤں گی! میری ڈریم انگیجمنٹ برباد کر دی تم نے۔"

اریبہ رنجیدہ لہجے میں گویا ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

دکھ میں غصہ بھی نہیں کیا جا رہا تھا۔

کیا کیا نہیں سوچا تھا اس نے اپنی منگنی کے حوالے سے؟

"ارویار۔۔۔پلیز یہاں سے چلی جاؤ۔"

اعاز نے گہرا سانس لے کر اب کی بار اس سے نرم لہجے میں گویا التجا کی تھی۔

اریبہ نے بے اختیار اس کی آنکھوں میں جھانکا تھا۔

کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہوئے تھے۔

"اعاز کیا میں تمہاری کوئی مدد کر سکتی ہوں؟"

تھانے میں منگنی کا دکھ ایک طرف مگر اعاز کو اس وقت اس کی ضرورت تھی۔

"نہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ آہستگی سے بولا تھا۔

"تو کیا میں کل تم سے ملنے آسکتی ہوں؟"

وہ شاید اب واپس جانا چاہ رہی تھی۔

اعاز بھی تو یہی چاہتا تھا۔

مگر اسی وقت اعاز کا دل شدت سے چاہا کہ وہ نا جائے۔

"ہر گز نہیں!"

اعاز دو ٹوک لہجے میں بولا تھا۔

"ٹھیک ہے."

اریبہ نے گہرا سانس لیتے کہا تھا جبکہ وہ خود بھی جانتی تھی کہ اس نے اپنے "پورے منگیتر" کا کتنا کہا ماننا ہے۔

www.novelsclubb.com

"پریشان لگ رہی ہیں آپ۔"

وہ دونوں گاڑی میں بیٹھیں اپنے گھر جا رہی تھیں۔

"تم نہیں ہو؟"

اریبہ نے زویا کی طرف دیکھ کر سوال کیا تھا جو کہ پر سکون انداز میں اس سے سوال کر رہی تھی۔

زویا کی مثال بھی ان لوگوں جیسی تھی جو اپنے مسائل چھپا لیتے تھے اور باقی ہر کسی کے un-paid therapist بن جاتے تھے۔

مگر ایسے لوگوں کو بھی ایک therapist درکار ہوتا ہے اور در حقیقت انہیں ہی درکار ہوتا ہے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں، میں جانتی ہوں کہ بھائی باہر نکل آئیں گے۔۔۔ ویسے آپکو بہت مبارک ہو منگنی کی۔"

زویا نے آخری بات نہایت شرارتی انداز میں کہی تھی۔

وہ شاید اسکے ہاتھ میں انگوٹھی دیکھ چکی تھی۔

اریبہ مسکرا بھی نا سکی تھی۔

وہ کسی گہری سوچ میں گم تھی۔

زویا نے بھی مزید کرید نا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"اعاز کی بیل نہیں ہو سکتی اور ان تین دنوں میں تو بالکل بھی نہیں، اگے ویک اینڈ آرہا ہے۔"

عرش کی آواز اسکی سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"قتل کا کیس ہے، میرے خیال سے آپ لوگوں کو ہر چیز کے لیے تیار رہنا چاہیے۔"

اریبہ نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

گلے میں ایک آنسوؤں کا گولا سا اٹک رہا تھا۔

لیکن اسکو کچھ کرنا تھا۔

اسکو اعاز کے لیے ہر حال میں کچھ کرنا تھا۔

____

"کیا تم اس وقت اپنا بیان ریکارڈ کروانا چاہو گے ؟ تمہارے فیملی میلوڈرامہ میں وہ رہ گیا تھا۔"

وہ ایک دری پر دیوار کے ساتھ اپنی پیٹھ ٹکائے بیٹھا تھا جب عرش وہاں آیا تھا۔

وہی ٹھنڈا انداز۔

www.novelsclubb.com

"اپنے وکیل کی غیر موجودگی میں ہر گز نہیں۔"

اعاز نے دوٹوک انکار کیا تھا۔

"سمجھدار ہو۔"

عرش نے متاثر ہوئے بنا کہا تھا۔

"زویا کا مسئلہ کہاں تک پہنچا ہے؟"

اعاز کے اس سوال پر عرش نے آبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

کیا تھا یہ شخص؟

اتنی بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا تھا اور ابھی بھی اپنی بہن کا سوچ رہا تھا۔

"میرا نہیں خیال کہ اب تمہارے گھر والے مجھے اس کیس میں ہاتھ ڈالنے دیں گے۔"

www.novelsclubb.com

عرش کا اشارہ آج کے واقعے کی طرف تھا۔

"تم صرف اپنا کام کر رہے ہو میں سمجھ سکتا ہوں۔"

اعاز نے اس سے کہا تھا۔

"تم نے قتل نہیں کیا اعاز۔"

عرش نے اسکو گہری نظروں سے دیکھتے کہا تھا۔

"تم اتنے یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو؟"

اعاز نے استھزائیہ انداز میں مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"میرا واسطہ روز طرح طرح کے مجرموں سے پڑتا ہے، جیسے تمہارا ذہنی مریضوں سے پڑتا ہو گا، تم چال ڈھال دیکھ کر ہی بتا دیتے ہو گے کہ کوئی کتنا بیمار ہے۔ ویسے ہی میرے لیے بھی ایک قاتل کو identify کرنا مشکل نہیں۔ تم ایک softie ہو آعاز، تم نے آج تک مچھر بھی نہیں مارا ہو گا۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے کندھے اچکاتے اس کو جواب دیا تھا۔

"میں softie نہیں ہوں!"

اعاز نے آنکھیں چھوٹی کر کے عرش کو گھورتے ہوئے کہا تھا۔

کاش وہ اسکو اپنا تیمور کو مار ناد کھا سکتا۔

عرش نے جواباً صرف کندھے اچکانے پر اکتفا کیا تھا اور پھر وہ وہاں سے چلا گیا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا کہ آپ میرے بھائی کو گرفتار کرنے کے بعد میرا مسئلہ سلجھانے آگئے ہیں۔"

استھزائیہ انداز میں عرش سے یہ کہنے والی وہ زویا جہانگیر تھی۔

"یقین کرو مجھے کوئی شوق نہیں، تمہارا بھائی 'ریکویسٹ' کر رہا تھا۔"

عرش نے "ریکویسٹ" پر زور ڈالتے اپنے سامنے پڑے چائے کے کپ میں سے گھونٹ بھرا تھا۔

اسکے اس انداز پر زویا نے اسکو شدید بدمزہ ہو کر دیکھا تھا۔

بے مروت ڈی ایس پی!

وہ دونوں ایک ریسٹورانٹ کی قدر کونے والی میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

عرش آج نیوی بلیو ٹی شرٹ اور بلیک جینز میں ملبوس تھا (ویک اینڈ یونو) جبکہ زویا نے ہلکے گلابی رنگ کی پیروں تک آتی سادی فراک پہن رکھی تھی۔

یہ عرش کا ہی خیال تھا کہ انکو باہر ملنا چاہیے کیونکہ بقول اسکے گھر میں سے بھی کوئ تیمور سے ملا ہو سکتا تھا۔

زویا اسکی اس بات پر صرف آنکھیں ہی گھما سکی تھی جبکہ وہ خود بخوبی واقف تھی کہ وہ اسکے گھر والوں کے سامنے نہیں جانا چاہ رہا تھا۔

"اسکا کہنا ہے کہ وہ مجھے کسی چیز کے لیے بلیم نہیں کرے گا کیونکہ اسکی نظر میں، میں صرف اپنا کام کر رہا تھا۔"

عرش نے زویا کو دیکھتے چائے کے کپ میں سے ایک اور گھونٹ بھرا تھا۔

"بہت بہتر، یہ جملہ صرف بھائی ہی آپ سے کہہ سکتے ہیں۔"

زویا نے گہرا سانس لیتے ہوئے کہا تھا۔

ہاں وہ اپنے بھائی کی فطرت سے آگاہ تھی۔

"صرف دو دن!"

www.novelsclubb.com

عرش نے اپنی انگلیوں سے دو کا اشارہ کیا تھا۔

"دو دن میں تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا، تمہیں بس بہادر بننا ہو گا۔"

عرش نے اس سے کہا تھا۔

زویا نے بے اختیار تھوک نگلتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

وہ ابھی تک تیمور ڈار سے خوفزدہ تھی!

"تم اپنا بوتیک کھولنا چاہتی ہو؟"

حدید خان نے آنکھوں پر نظر کا چشمہ درست کرتے اپنی بیٹی سے پوچھا تھا جو کہ انکے سامنے کچھ متذبذب سی بیٹھی ہوئی تھی۔

وہ دونوں حدید خان کے آفس میں موجود تھے۔

وہ اعلیٰ طرز کا آفس تھا جہاں زیادہ تر فرنیچر اور ڈیکوریشن، شیشے اور ماربل کا تھا۔

وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے ہوئے تھے جبکہ انکے بیچ شیشے کی ورکنگ ٹیبل حائل تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ج۔۔۔جی ڈیڈ۔"

وہ آہستگی سے بولی تھی۔

آج اس نے سفید پیروں تک آتا کافتان پہن رکھا تھا، بال ہمیشہ کی طرح بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑ رکھے تھے۔ ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ عام دنوں سے زیادہ خوبصورت لگ رہی تھی۔

کیونکہ اگر اب تم دیکھو تو۔۔۔

اسکا چہرا کچھ بھرا ابھرا الگ رہا تھا۔

صحت مند سا۔

کیا وہ ریکور کر رہی تھی؟

www.novelsclubb.com

حدید خان نے بھی اس میں بغور یہ تبدیلی محسوس کی تھی۔

"تمہاری ممی کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟"

حدید خان نے شیشے کے میز پر اپنے دونوں ہاتھ رکھ کر قدر جھک کر اس سے پوچھا تھا۔

"وہ ناخوش ہونگی مگر میں یہ اپنے لیے کرنا چاہتی ہوں۔۔۔کیا آپ کو برا لگا؟"

ہیزل آنکھوں میں بے چینی در آئی تھی۔

"میں تمہاری خوشی میں خوش ہوں وفا۔"

اور شاید پہلی بار وفا نے انکے لہجے میں شفقت محسوس کی تھی۔

"کیا آپ۔۔۔سچ کہہ رہے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

وہ حیران بھی تھی۔

حدید خان اثبات میں سر بھی نا ہلا سکے تھے۔

وہ وفا سے اس قدر محبت کرتے تھے مگر وہ نا اس کو بتا سکے تھے نا ہی دکھا سکے تھے۔

کس قدر بدنصیب تھے وہ!

وہ ایک ٹوٹا پھوٹا farmhouse تھا۔

شاید وہاں کافی عرصے سے کوئ نہیں آیا تھا۔

اس کے آس پاس خاردار جنگلوں سے ایک باؤنڈری بنائ گئ تھی۔

زمین بالکل بنجر تھی، کوئ بندہ تو دور کی بات چرند پرند تک اس جگہ پر نہیں مار رہے تھے۔

وہ آہستگی سے چلتے ہوئے اس فارم ہاؤس کے داخلی دروازے تک بڑھی تھی۔

وہ دروازہ بھی بری طرح سے ٹوٹا ہوا تھا جس وجہ سے اسکو قدر زور لگا کر اسکو کھولنا پڑا تھا۔

دروازہ کھلتے ساتھ ہی "ٹھاہ!" کی آواز کے ساتھ زمین بوس ہو گیا تھا۔

وہ فوراً بدک کر وہاں سے دور ہوئ تھی مگر پھر خود کو کمپوز کرتے اس فارم ہاؤس کے اندر چلی گئ تھی۔

زویا جہانگیر!

"وہ مجھے کسی فارم ہاؤس پر ملنے کے لیے بلا رہا ہے۔"

اس کے کانوں میں اپنی خوفزدہ آواز گونجی۔

"تم اسکو ہاں کر دو۔"

عرش کی بے نیاز آواز پر اس کے قدم ایک پل کو زنجیر ہوئے تھے۔

کوئ آواز آئی تھی۔

شاید کسی کے چلنے کی آواز۔

اسکے ماتھے پر بے اختیار چند پسینے کی بوندیں نمایاں ہوئ تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ مزاق کر رہے ہیں نا؟"

اسکو لگا تھا کہ وہ واقعی مزاق کر رہا ہو گا۔

قدموں کی آواز قریب سے قریب تر ہوتی جارہی تھی۔

اس نے بے اختیار تھوک نگلا۔

پھر اس نیم روشن فارم ہاؤس میں کسی کی پرچھائی سی واضح ہوئی تھی۔

پھر اسکی نیلی آنکھیں۔

وہی نیلی آنکھیں جن کے سحر نے اسکو ایک بار ایسا جکڑا تھا کہ وہ کہیں کی نا رہی۔

عرش کی آواز کہیں دور دب گئی تھی۔

زویا نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

آنکھوں میں پانی جمع ہونے لگا تھا۔

www.novelsclubb.com

"زویا جہانگیر۔"

وہی مکروہ لہجہ۔

وہی زہریلی مسکراہٹ۔

تیمور ڈار۔

وہ کالی کا مبیٹ پینٹ اور اس پر ایک رنگ برنگی ٹی شرٹ پہنے ہوئے تھا۔

چھوٹی سی داڑھی اب بھی برقرار تھی جبکہ چہرے کے دانوں پر بھی کوئی فرق ناپڑا تھا۔

"آخر کار میں تمہیں یہاں بلوانے میں کامیاب ہو گیا۔"

تیمور چلتے چلتے اسکے قریب آ رہا تھا۔

"میں بھی۔"

زویا نے اب کی بار بغیر ایک قدم پیچھے لیے مضبوط لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہیں؟"

تیمور اسکی بات پر حیران ہوا تھا۔

کیا اب تم اس گفتگو کو مکمل پڑھنا چاہو گے جو زویا اور عرش کے بیچ اس ریسٹورانٹ میں ہوئی تھی؟

"نہیں زویا یہ مزاق نہیں یہ زندگی ہے، تمہاری زندگی، جس کو تیمور اپنے طرز پر چلانا چاہ رہا ہے۔"

عرش ایک اور چائے کا کپ آرڈر کروا چکا تھا۔

نشئ!

"تو آج اس کی اس خواہش کو پورا کر دو۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے اپنا فون نکال کر اس پر کسی کو کال ملاتے کہا تھا۔

بیل جا رہی تھی۔

زویا حیرانی سے بس اسے دیکھ رہی تھی۔

"Game over کرنے کے لیے game کا حصہ بننا پڑتا ہے زویا، کونے میں چھپ کر انتظار کرتی رہو گی کہ کب تمہارا saviour آئے گا تو safe ضرور رہو گی مگر کب تک؟ ہر وقت ایک خوف تمہیں جکڑے رکھے گا اور تم اسی game میں قید ہو جاؤ گی۔"

عرش نے سنجیدہ انداز میں اس سے کہا تھا۔

مقابل نے اب کال اٹھالی تھی۔

عرش اس کو کچھ ہدایات دے رہا تھا۔

مگر زویا۔۔۔

وہ اسکی باتیں نہیں سن رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ قید ہی تو تھی۔

ہر وقت کا ایک کھٹکا کہ کب تیمور اس سے بدلہ لے گا۔

اسکی زندگی ایک نقطے پر رک گئی تھی۔

وہ خوش نہیں ہو پاتی تھی ہر وقت ڈر جو لگتا رہتا تھا۔

"یہ دنیا بہت ظالم ہے زویا اپنے لیے نہیں لڑو گی تو کوئی تمہارے لیے نہیں لڑے گا۔"

عرش نے فون بند کر کے ایک طرف رکھتے زویا کا سکتہ توڑا تھا۔

حال۔۔۔

"Taimur Dar you are absolutely under arrest!"

اپنے پیچھے سے ابھرتی غیر شناسا آواز پر تیمور ٹھٹک کر مڑا تھا۔

ڈی ایس پی عرش مصطفی!

کالی گہری آنکھیں سنجیدگی سے تیمور پر فوکسڈ تھیں جبکہ حلیہ ریسٹورانٹ والا ہی تھا۔

عرش کے ساتھ کوئی اور بھی کھڑا تھا۔

کانسٹیبل مبین طاہر!

www.novelsclubb.com

آنکھوں پر نظر کا چشمہ ٹکائے اس کے چہرے پر ایک شرارتی مسکان رقصاں تھی جبکہ ایک ہاتھ کے ذریعے وہ ہوا میں ہتھکڑی لہرا رہا تھا۔

"لیکن ابھی کے لیے کسی کے کچھ پرانے حساب کتاب تمہاری طرف نکلتے ہیں۔۔۔ مبین! اسکو سامنے پلر کے ساتھ باندھ دو اور اگر ایک بھی آواز اسکے منہ سے نکلی تو اسکا خاتمہ وہیں کر دینا۔"

سرد آواز میں اپنی بات کہتے عرش ایک کونے میں جا کھڑا ہوا تھا جبکہ مبین تیمور کی طرف بڑھا تھا۔

تیمور نے لاکھ ہاتھ پیر مارنے کی کوشش کی مگر کمزور جسامت والے مبین میں بھی اس سے زیادہ جان تھی۔

www.novelsclubb.com

"چلو زویا، آج آخری موقع ہے خود کو آزاد کرانے کا۔۔۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

he fed on your fear now you can feed on his' "

عرش نے اپنا موبائل باہر نکالتے زویا سے کہا تھا جو کہ اب تک بت بنی مبین کو تیمور کو باندھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔

پھر اپنا کام مکمل کر کے مبین نے قدر سائیڈ پر پڑا ایک راڈ اٹھا کر زویا کو تھمایا تھا۔

"بسم اللہ کرو۔"

یہ کہتے ہی وہ بھی عرش کے ساتھ جا کر کھڑا ہو چکا تھا۔

وہ آہستگی سے قدم اٹھاتی اس تک گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری بہن خود میرے ساتھ آئی تھی۔۔۔میں نے اس سے کوئی زبردستی نہیں کی اسکا کردار ہی خراب ہے۔"

کیسے وہ اسکے کردار کے پرخچے اڑاتا تھا؟

"کیسی ہو پیاری زویا جہانگیر؟"

کیسے وہ اسے ذلیل کرتا تھا؟

"اس دفعہ تو تم بچ گئ تھی مگر اب کی بار تمہیں مجھ سے کوئ نہیں بچا سکے گا، میں تمہیں بتاؤں گا کہ تیمور ڈار سے چھٹکارا پانا اتنا آسان نہیں!"

کیسے وہ اسے دھمکیاں دیتا تھا؟

وہ چلتے چلتے اس تک آ چکی تھی جو کہ اب بھی چیخ چلا رہا تھا اور خود کو آزاد کرانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"آج تمہیں بھی کوئی نہیں بچا سکتا۔"

سرد آواز میں کہتے اس نے راڈ اٹھا کر زوردار انداز میں تیمور کے کندھے پر وار کیا تھا۔

تیمور کی زوردار چیخ پر مبین بھی اس طرف متوجہ ہوا تھا جبکہ عرش اپنے موبائل پر آرام سے کینڈی کرش کھیل رہا تھا۔

پھر اس ویران فارم ہاؤس میں کافی دیر تک تیمور ڈار کی چیخیں گونجتی رہیں۔ وہاں جہاں ہوا چلنے کی آواز بھی نا آتی تھی ادھر انسانی چیخوں کی آوازیں گونجتی رہی تھیں۔

"کیسا محسوس کر رہی ہو اب تم؟"

عرش نے اسکو پانی کی بوتل تھماتے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"Honestly, I've never felt better."

زویا نے پانی کی بوتل اس سے لیتے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا تھا۔

وہ دونوں عرش کی گاڑی میں بیٹھے ہوئے تھے جو کہ عرش نے ایک ٹک شاپ کے سامنے روکی ہوئی تھی۔

"میں ڈاکٹر بننے والی ہوں، لوگوں کو تکلیف میں دیکھ کر مجھے تکلیف ہوتی ہے، dissection halls میں cadavers دیکھ کر میرا دل گھبراتا ہے۔۔۔"

وہ کہہ رہی تھی اور وہ سن رہا تھا۔

"مگر آج پہلی بار کسی کو تکلیف میں دیکھ کر، کسی کو تکلیف دے کر، مجھے اس قدر سکون محسوس ہوا ہے کہ میں بیان نہیں کرسکتی۔"

www.novelsclubb.com
وہ کسی ٹرانس کی سی کیفیت میں اسکے سامنے اپنا دل کھول رہی تھی۔

"مگر اب مجھے لگتا ہے کہ میں کئی راتیں سو نہیں سکوں گی،اسکی چیخیں میرے کانوں میں گونجیں گی۔۔۔کیا میں اب نارمل نہیں رہوں گی؟"

اس نے فوراً عرش کی طرف دیکھا تھا۔

"Dissection Hall میں cadavers کے ساتھ ڈیل کرنے کے بعد، آپریشن تھیٹر میں زندہ انسانوں کے خون سے لتھڑے جسم دیکھنے کے بعد اور انہی لوگوں کی موت کا گواہ بننے کے بعد بھی تم رات کو سو جاتی ہو تو

۔"زویا تمہارا یہ سوال نہایت بیوقوفانہ ہے، تم کبھی نارمل تھی ہی نہیں

عرش نے سنجیدگی سے اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

زویا نے شدید بدمزہ ہو کر اسکو دیکھا تھا۔

سارا flow خراب کر دیا۔

کس قدر deep talk کر رہی تھی وہ۔

"اور پلیز اگر نیند نا آئے تو مجھے یا کسی اور کو تنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے ایک نیند کی گولی کھا کر سو جانا۔"

عرش نے گاڑی سٹارٹ کرتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

ڈرامہ کوین بھائی کی ڈرامہ کوین بہن!

ہاااااا!

"اعاز بھائی مجھ سے ایسے کبھی نا کہتے!"

www.novelsclubb.com

زویا نے خفگی سے اس سے کہا تھا۔

"ٹرسٹ می، میں آعاز نہیں ہوں جو سمندر میں تمہارے ساتھ کھڑا ہو کر تمہیں تیرنا سکھائے گا، میں تمہیں سمندر میں پھینکوں گا اور دیکھوں گا کہ تم خود کتنی دیر میں تیرنا سیکھ جاؤ گی۔"

عرش نے موڑ کاٹتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"اللہ نے اس لیے آپ کو بہن نہیں دی۔"

وہ اب بھی خفا تھی۔

"الحمدللہ!"

www.novelsclubb.com

عرش نے بلند آواز میں کہا تھا۔

"ہاں تو تیمور بیٹا۔۔۔ تم ہی بتاؤ اب تمہارا کیا کریں؟"

وہ اس کے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جو کہ ایک لکڑی کی کرسی کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔

غالباً وہ لاک اپ تھا۔

"پلیز۔۔۔ سر پلیز مجھے جانے دیں!"

کہاں گئی وہ اکڑ؟

کہاں گیا وہ غرور؟

اب اگر تم تیمور ڈار کو دیکھو تو اس بات کا ہرگز گمان بھی نا گزرے کے وہ ایم این اے مشتاق ڈار کا بیٹا اور ایک مشہور ٹک ٹاکر ہے۔

اس کے جسم کا جو جو حصہ نظر آ رہا تھا اس پر نیل پڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

یہ شاید زویا کی مار کا اثر تھا۔

"نانانا۔۔۔ ایسے نہیں۔"

عرش نے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ کیا تھا جو کہ ایک ڈنڈا اٹھا کر عرش کے پاس لایا تھا۔

"پلیز سر۔۔۔ چھوڑ دیں مجھے ! میں نے کچھ نہیں کیا،اس نے مجھے دھمکی دی تھی !"

تیمور اپنے اگلی "خاطر تواضع "کو تصور کرتے منتیں کرنے لگا تھا۔

اس کے آخری جملے پر عرش ٹھٹکا تھا۔

کالی گہری آنکھوں میں سرد تاثر ابھرا تھا۔

"کس نے دھمکی دی تھی؟"

عرش نے سرد انداز میں کہتے تیمور کی طرف قدر جھک کر پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

نیلی آنکھوں میں وحشت ہی وحشت تھی۔

"ک۔۔۔کسی نے نہیں."

وہ لڑکھڑاتے لہجے میں آہستگی سے بولا تھا۔

اور پھر۔۔۔۔

"چٹاخ" کی آواز پورے لاک اپ میں گونجی تھی اور تیمور کرسی سمیت فرش پر گرا تھا۔

عرش کے بھاری ہاتھ کے تھپڑ نے اسکا دماغ ہلا دیا تھا۔

"تم میرا وقت ضائع نا ہی کرو تو بہتر ہے تیمور۔"

اس کے پاس گھٹنوں کے بل جھکتے عرش نے ٹھنڈے لہجے میں کہا تھا۔

عرش کے ماتحت ایک کونے میں چپ کر کے کھڑے تھے۔

وہ آگاہ تھے کہ جب "سر" نے ہاتھ لگا دیا ہے تو کسی اور کی ضرورت نہیں پڑنی۔

www.novelsclubb.com

تیمور اب کی بار اونچی آواز میں ہچکیوں سمیت رونے لگ گیا تھا۔

عرش نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ کیا تھا جس نے روتے ہوئے تیمور کی کرسی کو سیدھا کیا تھا۔

"اگر اگلے دو سیکنڈ میں تمہاری زبان سے سچ نا نکلا تو اپنے انجام کے تم خود زمہ دار ہو گے۔"

اپنے ہاتھ میں لاٹھی پکڑ کر اسکو ہوا میں ہلکا سا لہراتے ہوئے عرش نے کہا تھا۔

تیمور نے سہم کر اسکو دیکھا تھا۔

"Times' up!"

www.novelsclubb.com

عرش یہ کہتے ہی اس کی طرف بڑھا تھا۔

"بتاتا ہوں ! بتاتا ہوں !"

تیمور فوراً چیخا تھا۔

واللہ! اتنی لڑکیوں کی عزتوں سے کھیلنے والا تیمور صرف ایک تھپڑ کی مار تھا۔

"ک۔۔۔کوئی ہے۔۔۔کوئی بہت خطرناک۔۔"

تیمور بمشکل بولا تھا۔

وہ ڈر رہا تھا۔

مگر کس سے؟

یہ عرش کے لیے سمجھنا مشکل ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم جیل سے کیسے باہر نکلے تیمور؟"

عرش نے ہی اسکی مشکل آسان کرنا بہتر سمجھی۔

"اسی نے نکلوایا تھا۔۔۔اس نے کہا تھا میں اپنا بدلہ لے سکتا ہوں اور بدلے میں مجھے اس کے کچھ کام کرنے ہونگے۔"

تیمور روتے ہوئے بولا تھا۔

"کیسے کام؟"

عرش کی آنکھوں میں الجھن ابھری تھی۔

"وہ مجھ سے کچھ لڑکیوں کو کال کرنے کو کہتا تھا اور مجھے ان لڑکیوں کو کسی جگہ آنے کا کہنا ہوتا تھا۔۔۔میں کبھی اپنی آواز استعمال نہیں کرتا تھا، مجھے ہدایات ملی تھیں کہ مجھے کسی اور کی آواز استعمال کرنی ہے۔۔۔"

www.novelsclubb.com

وہ ایک پل کو رکا تھا۔

"اس نے مجھے کہا تھا کہ مجھے اعاز جہانگیر کی آواز استعمال کرنی ہے۔"

تیمور نے ہچکیاں لیتے ہوئے اپنی بات مکمل کی تھی۔

عرش کی پیشانی پر ایک ساتھ کئی بل ابھرے تھے۔

"اس سب کے پیچھے کون ہے تیمور؟"

عرش نے اس کے پاس قدر جھک کر سرد انداز میں پوچھا تھا۔

"م۔۔۔میں نہیں جانتا، م۔۔۔میں نے کبھی اسکا چہرا نہیں دیکھا، صرف آواز سنی ہے۔"

تیمور نے فوراً سر نفی میں ہلاتے ہوئے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اگلی لڑکی کون ہے جس کو تم نے کال کرنی ہے؟"

عرش نے اسکے سر کے بال جکڑتے ہوئے سرد انداز میں اس سے پوچھا تھا۔

وہ آئینے میں کھڑی اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔

رات کے اس پہر۔۔۔

اس کی ہیزل آنکھیں چاند کی روشنی میں چمک رہی تھیں۔

اس نے اپنے عالیشان بیڈروم کی تمام بتیاں بجھا رکھی تھیں جبکہ اپنے کمرے کی واحد کھڑکی اس نے کھول رکھی تھی۔

بس ڈریسنگ ٹیبل پر کچھ سینٹڈ کینڈلز رکھی تھیں جو کہ جل رہی تھیں۔

سٹرابیریز کی خوشبو سے سارا کمرا معطر ہو رہا تھا۔

بے بی پنک سلک کے نائٹ سوٹ میں وہ سونے کے لیے تیار لگ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

جب یکدم اسکو ایسا محسوس ہوا جیسے کسی نے اسکے کمرے کا دروازہ کھولا ہو۔

وہ چونک کر مڑی تھی۔

ہیزل آنکھوں میں الجھن در آئی تھی۔

"کون ہے؟"

وہ سوئچ بورڈ کی طرف بڑھتے ہوئے بولی تھی۔

مگر اسکے سوئچ تک بڑھتے ہوئے ہاتھوں کو کسی شے نے روکا تھا۔

ہیزل آنکھیں خوف سے پھیلی تھیں۔

"اگلی لڑکی کون ہے جس کو تم نے کال کرنی ہے؟"

عرش کی آواز کہیں گونجی تھی۔

اس سے پہلے وہ چیخ کر کسی کو مدد کے لیے پکارتی کسی نے اپنا بھاری ہاتھ اسکے منہ پر رکھ دیا تھا۔

"وفا۔۔۔وفا حدید۔"

تیمور نے کانپتے لہجے میں اپنا جملہ مکمل کیا تھا۔

وہ تھا کوئ۔۔۔۔

کالے برقعے میں ملبوس۔۔۔

جس نے گریم ریپر کا ماسک پہن رکھا تھا۔

وفا نے زور لگا کر اسکو خود سے پرے دھکیلنا چاہا مگر بے سود۔

اپنی بے بسی پر اسکو رونا آرہا تھا۔

مگر پھر نا جانے کہاں سے اس میں اتنی طاقت آئ کے اس نے ایک زوردار دھکا اس نقاب پوش شخص کو دیا جس پر وہ لڑکھڑا کر پیچھے کو ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وفا نے یہی موقع غنیمت جان کر دروازے کی طرف لپکنے کی کوشش کی مگر اس شخص نے اس کا بازو کھینچ کر اس کی اس کوشش کو ناکام بنا دیا۔

وفا اپنا توازن نا برقرار رکھ سکی اور فرش پر گر گئ۔

اگر اب میں تمہیں کچھ گھنٹے پیچھے لے چلوں۔۔۔

"وفا حدید؟"

عرش اس سے دور ہوا تھا۔

ماتھے کے بلوں میں اضافہ ہوا تھا۔

نظریں کچھ مزید سرد ہوئ تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ج۔۔۔جی۔۔۔"

تیمور روتے روتے بول رہا تھا۔

ایک تو اسکو رونے پر عرش کو مزید کوفت ہو رہی تھی۔

لڑکیوں سے زیادہ رو رہا تھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ اسکو مارنا ہے۔۔۔"

تیمور نے ایک گیلی سانس ناک سے اندر کھینچتے کہا تھا.

"اور اسکا ارادہ یہ کرنے کا کب کا ہے؟"

عرش نے پوچھا تھا۔

"یہ آج رات ہونا ہے، میں نے اسکو کال کر کے مطلوبہ جگہ نہیں بلایا، اب وہ اسکے گھر چلا جائے گا اور۔۔۔ نا وہ اس کو چھوڑے گا، نا مجھے اور نا ہی میرے ڈیڈ کو!"

www.novelsclubb.com

اب کی بار تیمور مزید شدت سے رونا شروع کر چکا تھا۔

عرش کے چہرے پر پر سوچ تاثرات ابھرے تھے۔

وہ جانتا تھا کہ اب اسکو کیا کرنا ہے۔

اس نے اپنے ایک ماتحت کو اشارہ کر کے اپنے پاس بلایا تھا۔

"یہ ابھی بھی بہت کچھ چھپا رہا ہے، اسکے رونے سننے کی ضرورت نہیں، مجھے آج کی تاریخ میں ساری معلومات چاہیے!"

اپنے ماتحت کو حکم دیتے وہ لاک اپ سے باہر نکلا تھا۔

در حقیقت اب وہ سمجھ چکا تھا۔۔۔

کہ کوئی ہے جو آعاز جہانگیر کو پھنسانا چاہتا ہے۔

www.novelsclubb.com

حال۔۔۔

"پلیز! مجھے جانے دو!"

وہ جانتی تھی کہ آج کل اسپتال میں لڑکیوں کے ساتھ کیا ہو رہا تھا۔

وہ ویسی موت نہیں مرنا چاہتی تھی۔

گریم ریپر اب اسکی طرف متوجہ ہوا تھا۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اسکی طرف لے رہا تھا اور وہ زمین پر ہی خود کو گھسیٹ کر پیچھے ہونے کی کوشش کر رہی تھی۔

آنسو متواتر اس کی آنکھوں سے بہہ رہے تھے۔

مگر پھر اسکی نظر دروازے پر پڑی تھی۔

وہاں سے کوئی مڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

کسی سرخ رنگ کے کپڑے کی ایک جھلک تھی اور اس ایک جھلک میں بھی وہ پہچان گئی تھی کہ کون مڑا تھا۔

ممی!

شاید اب کوئی اسکی مدد کو آنے والا تھا۔

اسکی ہیزل آنکھوں میں امید ابھری تھی۔

اور شاید گریم ریپر کے ماسک والا شخص بھی یہ دیکھ چکا تھا۔

اس نے اپنی آستین میں چھپا چاقو باہر نکالا تھا۔

شاید اب وہ اسکی امید کو ٹوٹتے ہوئے دیکھنا چاہتا تھا۔

"نہیں! پلیز!"

وفااب کی بار پیچھے ہوتے ہوتے دیوار کے ساتھ لگ چکی تھی۔

نقاب پوش شخص گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

اتنے قریب سے گریم ریپر کو دیکھ کر اسکے اوسان خطا ہو چکے تھے۔

"شش ! موت کو دیکھ کر کلمہ پڑھنا چاہیے یوں ہاتھ پیر مارنے کا کوئی فائدہ نہیں اور وہ بھی تب جب مقابل رحم دل ناہو۔"

وہ مشینی آواز تھی۔

وہ اس شخص کی اپنی آواز تھی ہی نہیں۔

وفا مزید دیوار کے اندر تقریباً دھنسنے کی کوشش ہی کر رہی تھی۔

جب اچانک گریم ریپر لڑکھڑا کر ایک سائیڈ پر گرا تھا۔

شاید اسکی ٹانگ پر کچھ لگا تھا۔

ایک خون کا فوارا سا اسکی ٹانگ سے بہا تھا۔

شاید گولی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر گولی کی آواز نہیں تھی۔

شاید کسی نے سائلینسر کا استعمال کیا تھا۔

"عرش!"

وفا اس کو وہاں دیکھ کر اسکی طرف بڑھی تھی مگر اس کی کوشش گریم ریپر نے ایک بار پھر ناکام بنادی تھی۔

وہ ناجانے کیسے ایک بار پھر اپنے پیروں پر کھڑا ہو چکا تھا اور اس نے وفا کو عرش کی طرف بھاگنے سے پہلے اپنے شکنجے میں لے لیا تھا۔

چاقو اب کی بار اس نے وفا کی گردن پر رکھا تھا۔

وفا کی سسکیاں اس کمرے میں گونج رہی تھیں۔

اور شاید تب عرش کو پہلی بار لگا کہ کوئی شہ اس کو بھی کمزور کر سکتی تھی۔

وفا کے آنسو!

www.novelsclubb.com

عرش نے اپنے ہاتھوں میں موجود پسٹل کا نشانہ اب کی بار گریم ریپر کو رکھا تھا۔

فوکس عرش! فوکس!

"تم مجھے مارنے کی کوشش کروگے تو یہ لڑکی بھی گئی!"

مشینی آواز۔

تیمور صحیح کہہ رہا تھا۔

"مجھے کسی کے مرنے کا ذرا ملال نہیں ہوگا۔"

حملہ آور سے زیادہ شاید اس نے خود کو یقین دلایا تھا۔

پھر عرش نے گولی چلائی تھی۔

گریم ریپر کے ہاتھ سے چاقو ایک سائیڈ پر گرا تھا جبکہ وفا چیختے ہوئے فوراً اپنی گردن پر ہاتھ رکھتے ایک سائیڈ کو لپکی تھی۔

گولی اسکی گردن کو چھو کر گزری تھی جبکہ گریم ریپر کے ہاتھ سے بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا۔

عرش اب کی بار گریم ریپر کو پکڑنے اسکی طرف بڑھا تھا۔

"Not this time, DSP Arash mustafa!"

مسکراتی مشینی آواز۔

اور وہ کمرے میں موجود واحد کھلی کھڑکی کی طرف دوڑا تھا۔

اس سے پہلے عرش اس کو پکڑتا وہ وہاں سے کود چکا تھا۔

"شٹ!"

عرش نے دیوار پر مکہ مارتے کھڑکی سے نیچے دیکھا تھا۔

وہاں اندھیرے کے سوا کچھ نا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر اس کو یاد آیا۔

وفا!

وہ فوراً اسکی طرف بڑھا تھا جو کہ شاید شاک کی کیفیت سے دوچار ابھی بھی اپنی گردن پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔

عرش اسکی طرف بڑھا تھا اور پھر اس نے آہستگی سے اسکا ہاتھ ہٹا کر اسکی گردن پر موجود زخم کا معائنہ کیا تھا۔

وفا کسی ٹرانس کی کیفیت میں اس کو دیکھ رہی تھی۔

اسکا ایک ہاتھ عرش کی گرفت میں تھا جو کہ پوری طرح خون سے رنگا ہوا تھا۔

"زخم اتنا گہرا نہیں ہے مگر آپکو ہاسپٹل جا کر ڈریسنگ کروانی ہو گی۔"

عرش نے اسکے زخم کو ہلکا سا دبا کر چیک کرتے ہوئے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

وفا نے تکلیف سے اپنی آنکھیں میچیں تھیں۔

"آپ کو کیسے پتا چلا کہ میں مصیبت میں ہوں؟"

وفا نے اس سے پوچھا۔

"جو اس سب کے پیچھے ہے میں اس کو پکڑ چکا ہوں، اسکا اگلا ٹارگٹ آپ تھیں۔"

عرش نے صاف گوئی سے کام لیا تھا۔

تبھی وفا کو لگا کے اسکے اندر کچھ چھنا کے کے ساتھ ٹوٹا تھا۔

آہ ممی نے اسکی مدد کے لیے کسی کو نہیں بلایا تھا۔

مگر کیوں؟

"کیا میں آپ کو ہاسپٹل لے جاؤں؟"

www.novelsclubb.com

عرش نے اسکے چہرے کا رنگ اڑتے دیکھ اس سے پوچھا تھا۔

وہ اس کو ایسے ڈرا سہا نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

"میں ہاسپٹل نہیں جانا چاہتی."

وہ ناچاہتے ہوئے بھی اسکے سامنے ہچکیوں سمیت رونے لگ گئی تھی۔

ایک تو کسی قاتل نے اسکو مارنے کی کوشش کی اور پھر ممی نے اسکے ساتھ یہ کیا!

"اوکے پلیز آپ روئیں مت۔۔۔ کیا آپ کے گھر فرسٹ ایڈ باکس ہے؟"

عرش نے نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

اس وقت وہ اسکے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتا تھا۔

وفا نے اپنے ہاتھ کی پشت سے اپنے آنسو صاف کرتے اثبات میں سر ہلایا تھا، پھر اپنے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی دراز کی طرف اشارہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

عرش نے پہلے کمرے کی لائیٹ جلائی تھی اور پھر دراز میں سے فرسٹ ایڈ باکس نکالا تھا۔

"آپ بیڈ پر بیٹھ جائیں۔"

اس نے سامان کھولتے ہوئے وفا سے کہا تھا اور خود بھی اسکے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

زخم روشنی میں زیادہ گہرا لگ رہا تھا۔

اس کو اب وفا پر گولی چلانے پر افسوس ہو رہا تھا۔

"کیا آپکو واقعی میرے مرنے کا کوئی افسوس نا ہوتا؟"

وہ زخم صاف کر کے اب اس پر ڈریسنگ کر رہا تھا جب وفا کے غیر متوقع سوال نے اسکو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

کالی گہری آنکھیں ہیزل آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو کل ہاسپٹل جانا ہو گا، زخم گہرا ہے اسکے لیے سوری، ابھی آپ پین کلر کھا کر سو جائیں۔"

عرش اسکے سوال کو نظر انداز کرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

وہ نا چاہتے ہوئے بھی بول پڑی تھی۔

"میں اپنے کسی ماتحت کو بھیج دوں گا۔"

عرش نے کہا تھا اور پھر وہ اسکے کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

وہ اسکے پیچھے پیچھے آئی تھی۔

مین ڈور پر اسکا ایک ملازم بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

وفا نے ایک گہرا سانس لیا تھا۔

اتنے فالتو ملازمین اور گارڈز کے ہونے پر اسکے ساتھ یہی ہونا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر اسنے دیکھا کہ وہ جا چکا تھا۔

بغیر مڑے۔

وہ بھی دروازہ بند کرتے مڑ گئ تھی۔

مگر ایک نظر وہ ممی اور بابا کا کمرا دیکھنا نا بھولی تھی۔

وہ لاکڈ تھا۔

وہ کبھی دروازہ لاک کر کے نہیں سوتے تھے۔

اپنے کمرے میں آتے ہی اس کو شدت سے رونا آیا تھا۔

زخم کا درد ایک طرف، ممی کا یہ سلوک دوسری طرف۔

لیکن شاید ممی نے جو کیا وہ زیادہ برا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ ایسا کیسے کر سکتی ہیں میرے ساتھ؟ اپنی سنو وائٹ کے ساتھ."

وہ روتے ہوئے اس کھڑکی تک بڑھی تھی۔

اس کو بچپن سے لے کر جوانی تک اپنی زندگی کا ہر واقع یاد آ رہا تھا۔

اب وہ غیر جانبدار ہو کر سوچ سکتی تھی۔

اعاز ٹھیک کہتا تھا اور وہ خود بے وقوف تھی۔

"میں نے ممی کا ہر ریڈ فلیگ نظر انداز کر دیا اور ان کی وجہ سے میں پاگل ہونے کے در پے تھی۔"

اس نے بے دردی سے اپنے بہتے ہوئے آنسوؤں کو صاف کیا تھا۔

کھڑکی کے باہر اب تاریک آسمان میں ہلکی ہلکی روشنی گھل رہی تھی۔

ہر منظر اب واضح ہو رہا تھا۔

ہر دھندلی شہ اب اپنے اصل کی طرف آچکی تھی۔

www.novelsclubb.com

شاید فجر ہو چکی تھی۔

تب ہی اسکی نظر گھر کے باہر کھڑے اس شخص پر پڑی۔

وہ جو اپنا ماتھا مسلتا کسی سے فون پر بات کر رہا تھا۔

کیا وہ خود اس کے لیے یہاں رک گیا تھا؟

وہ اب کال کاٹتے فون کی سکرین کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

چلتے چلتے ہی وہ شاید اپنے کام نمٹا رہا تھا۔

وفا آہستگی سے کھڑکی سے ہٹ گئی تھی۔

دل سے کوئی بوجھ سا اتر گیا تھا۔

پھر وہ اپنے بستر پر آرام دہ انداز میں لیٹ گئی تھی۔

"مجھے ڈر لگ رہا ہے۔"

اسکے کانوں میں اپنی ہی سہمی ہوئی آواز گونجی تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں اپنے کسی ماتحت کو بھیج دوں گا۔"

اور پھر اسکی آواز جو اپنے اندر ایک تحفظ لیے ہوئ تھی۔

وفا نے آہستگی سے اپنی آنکھیں موند لی تھیں۔

"تم پھر یہاں آگئ؟"

اس نے کوفت سے آنکھیں گھماتے ہوئے اپنے سامنے کھڑی لڑکی سے کہا تھا جو کہ سفید شارٹ فراک کے نیچے بلیو بوٹ کٹ پینٹ اور ہلکے پھلکے میک اپ میں فریش کھڑی تھی۔

اگر تم غور کرو تو۔۔۔

مخروطی انگلیوں میں خوبصورت انگوٹھی واضح تھی جو کہ اسکی لاک اپ میں ہونے والی منگنی کا منہ بولتا ثبوت تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں۔"

اسکی کوفت کو نظرانداز کرتے وہ اب لاک اپ کا معائنہ کررہی تھی۔

وہاں موجود مجرمین کے حالات دیکھ کر اس نے جھرجھری لی تھی۔

"تم میری بات کیوں نہیں مانتی ہو اریبہ؟"

گویا اعاز کے ہاتھ جوڑنے کی ہی قصر رہ گئی تھی۔

"Relationship rule 100,

سن سب لو مگر کرنی اپنی مرضی ہے۔"

اریبہ نے فخریہ انداز میں اعاز کو بتایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پیر کو تمہاری پیشی ہے اعاز جہانگیر، امید ہے کہ تمہیں بیل مل جائے گی، یا شاید کیس ہی واپس لے لیا جائے۔"

عرش مصطفیٰ وہاں داخل ہوا تھا۔

"کیس کیوں واپس لیں گے وہ؟"

اریبہ نے چونک کر اسکو دیکھا تھا اور چونکا تو آعاز بھی تھا۔

"کیونکہ کوئی اسکو پھنسا رہا ہے۔"

عرش نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا تھا۔

تیمور والی بات وہ گول کر چکا تھا۔

"پلیز آپ اپنے دماغ پر زیادہ زور مت دیں اور جو کام کرنے آئی تھیں وہ کر کے جائیں۔"

اریبہ کے چہرے کے کنفیوزڈ تاثرات دیکھ کر عرش نے اس سے کہا تھا اور پھر ایک نظر اعاز پر ڈال کر مڑ گیا تھا۔

"ہر کوئی مجھے یہاں سے بھیجنا کیوں چاہتا ہے؟"

اریبہ زچ ہوتے ہوئے بولی تھی۔

عرش نے پیچھے مڑ کر ابرو اچکاتے ہوئے اس کو دیکھا تھا اور پھر اسکے پیچھے لاک اپ کی طرف اشارہ کیا تھا۔

وہاں موجود ہر مجرم کی نظریں اس پر ہی تھیں۔

بلکہ لاک اپ میں موجود ہر مرد کی!

اریبہ کو یکدم اپنی فاش غلطی کا اندازہ ہوا تھا۔

عرش اب وہاں سے جا چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تو پہلے ہی کہتا تھا، تمہیں ہی عزت راس نہیں آ رہی تھی۔"

اعاز نے مصنوعی افسوس سے کہا تھا جب کہ آنکھوں میں استھزائیہ تاثر واضح تھا۔

"چپ کرو تم۔"

اریبہ غصے میں کہتے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی تھی۔

باہر نکلتے ہوئے وہ عرش مصطفی کو ایک گھوری سے نواز نا نہ بھولی تھی جس کو وہ نظر انداز کر گیا تھا۔

پولیس سٹیشن کی پارکنگ تک پہنچتے اسکا غصہ کچھ حد تک ٹھنڈا ہو چکا تھا مگر اپنے سامنے کھڑے شخص نے اسکے قدموں کو زنجیر کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"م۔۔۔مبین؟"

وہ شاک ہوتے ہوئے اسکو پکار بیٹھی تھی جو کہ اسکو جان کر نظر انداز کرتے پولیس سٹیشن کے اندر جا رہا تھا۔

"آہ اریبہ سلطان!"

وہ مسکرا بھی نا سکا تھا۔

وہ وردی میں ملبوس تھا۔

اسکا حلیہ آج بھی ویسا ہی تھا۔

مگر اسکا لہجہ۔۔۔

اسکا لہجہ تبدیل ہو چکا تھا۔

اپنے اندر اجنبیت لیے ہوئے۔

www.novelsclubb.com

"مبین تم یہاں کیا کر رہے ہو؟"

وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا مگر پھر بھی سوال کر بیٹھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کانسٹیبل مبین!"

اس سے پہلے مبین کوئی جواب دیتا اندر سے آتی تیز آواز پر وہ فوراً اریبہ سے ایکسکیوز کرتا اندر کو دوڑا تھا۔

غالباً وہ عرش مصطفی کی ہی آواز تھی۔

اریبہ کنفیوز ہوتے اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گئی تھی۔

یہ سب عجیب تھا۔

کینوس پر ایک آخری سٹروک لگا کر اس نے اس پینٹنگ پر ایک آخری نظر ڈالی تھی اور پھر ہمیشہ کی طرح اس کو ایک سفید کپڑے سے ڈھانپ دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ ذالقرنین!

آج اس نے نیوی بلیو جمپ سوٹ پہن رکھا تھا جبکہ شہد رنگ بال آبشار کی مانند اسکی کمر پر گر رہے تھے۔

اپنے کھلے بالوں کو گول مول کر کے جوڑے کی شکل میں دیتے وہ اپنے کمرے میں موجود کھڑکی کی طرف بڑھی تھی۔

شاید کھلی فضامیں سانس لینے کے لیے مگر پھر اس نے دیکھا، اسکے کمرے کی کھڑکی پر کچھ چسپاں تھا۔

ایک مرجھایاہوا سرخ گلاب۔

مگر وہ اس قدر بھی نامرجھایاہوا تھا، کچھ پتیاں اب بھی تازہ تھیں۔

شاید وہ گلاب یہاں ایک دودن سے موجود تھا۔

شہد رنگ آنکھوں میں یک دم کوفت در آئی۔

مگر اس بار گلاب کو نوچ کر اتارنے کی جگہ وہ کھڑکی سے مڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ سب کر کے تم مجھے حاصل نہیں کر سکتے ہو۔"

شاید وہ اپنے تخیل میں کسی سے مخاطب تھی۔

وہ آئینے کے سامنے کھڑی اپنی گردن پر موجود پٹی کو دیکھ رہی تھی۔

ہیزل آنکھیں اسکے رات کو رونے کی چغلی کر رہی تھیں۔

چہرا بھی کچھ مرجھایا ہوا تھا۔

ایک نظر آئینے کے عکس میں موجود دیوار گیر گھڑی کو دیکھتے اس نے اپنے حلیے پر ایک آخری نظر ڈالی تھی۔

وہ رات والے ہی نائیٹ سوٹ میں ملبوس تھی جس پر اب بھی کچھ خون کے قطرے نمایاں تھے۔

آج وہ ناشتے پر نہیں گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

صبح کے گیارہ بج رہے تھے اور ویک اینڈ بھی تھا۔

آج حدید خان گھر پر ہی موجود ہونگے۔

دروازے پر ہوتی تیز دستک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

وفا نے زور سے اپنی آنکھیں میچیں تھیں اور ایک طائرانہ نگاہ اپنے کمرے پر بھی ڈالی تھی۔

ایک بار مزید دستک ہوئی تھی۔

"وفا! دروازہ کیوں نہیں کھول رہی؟ کیا تم ٹھیک ہو؟"

یہ حدید خان کی آواز تھی۔

شاید وہ پریشان تھے کیونکہ وفا ویک اینڈ پر بھی جلدی اٹھنے کی عادی تھی۔

"وفا بیٹا!"

یہ صبا کی آواز تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک منٹ لگا تھا اس کو فیصلہ کرنے میں۔

وہ سست قدموں سے دروازے تک بڑھی تھی۔

ایک گہرا سانس لے کر اس نے دروازہ کھولا تھا اور پھر فوراً اپنے سامنے کھڑے حدید خان کے گلے لگ گئی تھی۔

"بابا!"

ہچکیوں سمیت روتے وہ ان کے ساتھ لگی رہی تھی۔

حدید خان جو وفا کا ایسا رد عمل دیکھ کر پریشان ہو چکے تھے، اسکی پیٹ تھپکتے رہے مگر جب انکی نظر اس کے کمرے پر پڑی تو انکی آنکھیں گویا پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

www.novelsclubb.com

شہانہ کمرا بری طرح سے بکھرا ہوا تھا جبکہ فرش پر جگہ جگہ خون کے نشان تھے۔

صبا حدید اب تک اس صورتحال کو سمجھنے سے قاصر تھیں۔

حدید خان نے فوراً وفا کو خود سے دور کیا تھا اور اسکی گردن پر موجود گہرا زخم دیکھ کر انکا گویا خون خشک ہو چکا تھا۔

"یہ سب کس نے کیا ہے وفا؟"

حدید خان نے فوراً ہوش میں آتے فکر مندی سے وفا سے پوچھا تھا۔

وفا نے روتے ہوئے صبا حدید کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"وفا! یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟"

www.novelsclubb.com

صبا نفی میں سر ہلاتے فوراً اس پر چیخی تھیں۔

"تم! تم نے دکھا دی نا اپنی اصلیت! میں ہمیشہ ماں سے کہتا رہا کہ یہ عورت میری بیٹی کو نہیں سمبھال سکتی اور تم نے ثابت کر دیا کہ تم وفا کی سوتیلی ماں ہو!"

حدید خان غصے میں صبا کی طرف بڑھے تھے۔

جہاں صبا دو قدم دور ہوئی تھیں وہیں وفا کو یکدم اپنا سر چکراتا ہوا محسوس ہوا تھا۔

"سوتیلی ماں؟"

اس کے لب بے آواز ہلے تھے۔

اپنے چکراتے سر پر ہاتھ رکھتے اس نے دیوار کا سہارا لینا چاہا تھا۔

پیچھے کہیں حدید خان اور صبا حدید کے لڑنے کی آوازیں آپس میں گڈ مڈ ہو رہی تھیں اور پھر وہ وہیں ہوش و حواس سے بیگانہ ہو گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے دیکھا۔۔۔

کہ کہیں روشنی تھی۔۔۔

خوب روشنی۔۔۔

انکھوں کو چندھیادینے والی روشنی۔

اس نے پلکیں جھپکنی چاہیں، مگر بے سود۔

"وفا؟"

یہ کس کی آواز تھی؟

نہایت مانوس اور غیر مانوس۔

اس نے ایک بار پھر اپنی آنکھوں پر زور ڈالنا چاہا۔

www.novelsclubb.com

"وفا؟ڈاکٹر؟!"

ڈاکٹر؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ کہاں تھی؟

اب کی بار وہ اپنی آنکھیں کھولنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

سفید کمرا۔

سفید درو دیوار۔

شاید وہ کسی پرائیوٹ ہاسپٹل کا کمرا تھا۔

اس کا سرا بھی بھی چکرا رہا تھا۔

اس نے ایک ہاتھ سے اپنا سر دبانا چاہا مگر ایک چبھن نے اسکو روک دیا۔

اسکے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ڈاکٹر یہ دیکھیں!"

وہ حدید خان تھے جو عجلت بھرے انداز میں ڈاکٹر کے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے۔

"مس وفا اب آپ کیسا محسوس کر رہی ہیں؟"

ڈاکٹر نے وفا کی دھڑکن کی رفتار چیک کرتے پوچھا تھا۔

"میں ٹھیک ہوں۔"

اسکی آواز نہایت کمزور تھی۔

حدید خان ایک طرف پریشانی سے کھڑے تھے۔

وہ اپنے صبح والے شب بیداری کے کپڑوں میں ہی ملبوس تھے۔

وفا کو اندازہ ہوا کہ آج وہ واقعی بوڑھے معلوم ہو رہے تھے۔

وہ اس کی فکر کرتے تھے مگر یہ سب وہ کبھی اس کے سامنے نہیں کرتے تھے۔

پھر ڈاکٹر حدید خان کو چند ہدایات دینے کے بعد وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔

www.novelsclubb.com

"وفا۔۔۔"

حدید خان چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اس تک آئے تھے۔

انکی آواز لرز رہی تھی اور آنکھیں گویا برسنے کو تیار تھیں۔

وفا کچھ کہہ بھی نا سکی تھی۔

"تمہاری آنکھیں بالکل تمہاری ماں کی طرح ہیں، نہایت خوبصورت اور شفاف۔"

شاید آج وہ بولنا چاہتے تھے۔

"نکہت۔۔۔ میری پہلی محبت، میری بیوی اور تمہاری سگی ماں کینسر جیسے مرض سے ہار گئی۔"

www.novelsclubb.com

وہ رو رہے تھے اور انکے آنسو وفا کو اپنے دل پر گرتے محسوس ہو رہے تھے۔

"تم اس وقت بہت چھوٹی تھی وفا، تمہیں اس دنیا میں آئے دو مہینے ہوئے تھے جب نکہت کو کینسر ڈائیگنوز ہوا تھا، میں نے جو میرے بس میں تھا کیا مگر میں اسکو نا بچا سکا۔"

اپنے ضعیف ہاتھوں سے اپنا چہرا صاف کرتے انکو وفا میں اس وقت والے مجبور حدید خان دکھائی دیئے۔

"ماں جی تمہیں نہیں سمبھال پا رہی تھیں اور میں اپنے صدمے سے ہی باہر نہیں نکل پا رہا تھا، مگر جب انہوں نے مجھ پر دوسری شادی کے لیے زور ڈالا تو میں فوراً ہوش میں آیا اور تمہارا خیال رکھنا شروع کر دیا۔۔۔ لیکن تم۔۔۔ تمہیں ماں کی ضرورت تھی، مجھے بزنس میں لاس ہو رہا تھا، سب بکھر رہا تھا اس لیے مجھے مجبوراً ماں جی کے حکم کے آگے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔"

وہ ہچکیوں سمیت رو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں نے اسکو کبھی اپنے قریب نہیں آنے دیا تھا،اسکو صرف تمہارا خیال رکھنا تھا،وہ تمہیں اپنا عادی بنانے میں کامیاب ہو گئی تھی مگر اس بات کا اندازہ مجھے بہت بعد میں ہوا کہ وہ تمہیں نفسیاتی کر رہی ہے۔"

وفا بس بت بنی لیٹی رہی تھی۔

شاید وہ بھی رو رہی تھی۔

"میں تمہیں تمہاری سگی ماں کے بارے میں بھی نہیں بتا سکا کہ کہیں تمہیں دکھ نا پہنچ جائے اور نا ہی ایک باپ ہونے کا فرض نبھا سکا،آج تمہارے اتنے قریب بیٹھ کر بھی تمہارا ماتھا نہیں چوم سکتا وفا،میں بہت شرمندہ ہوں۔"

www.novelsclubb.com

انہوں نے اسکا ایک ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

"میں ممی سے ملنا چاہتی ہوں۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

کیا بول سکتی تھی وہ اپنے شرمندہ باپ سے؟

کچھ بھی تو نہیں۔

سب ختم ہو گیا تھا۔

حدید خان نے اپنا چہرا صاف کرتے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

شاید وہ واقعی اپنی بیٹی کو کھو چکے تھے۔

پھر وہ اٹھ کر اس کمرے سے باہر نکل گئے تھے۔

انکے جاتے ہی وفا نے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں۔

بہت سے آنسو اسکے چہرے سے بہتے تکیے میں جزب ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اسکو یاد تھا۔۔۔

آج صبح۔۔

اس نے کمرے کی حالت خود بکھیری تھی۔

فرش پر خون جم چکا تھا۔

وہ اسی گریم ریپر کی زخمی ٹانگ سے بہا تھا۔

اس نے اپنی گردن سے عرش کی کی ہوئی پٹی کو نوچ کر اتارا تھا تا کہ زخم تازہ لگ سکے۔

وہ ممی پر اپنے اوپر حملہ کرنے کا الزام لگانا چاہتی تھی تا کہ ان سے اگلوا سکے کہ وہ کیوں اس رات اسکو چھوڑ کر چلی گئی تھیں؟

کیوں وہ اسکے دماغ کے ساتھ کھیلتی تھیں؟

مگر جس حقیقت کا ادراک اس پر ہوا اسکے بعد کسی سے مزید سوال کرنے کا کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔

سب اس کے سامنے تھا۔

www.novelsclubb.com

"سنو وائیٹ؟"

کوئی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا تھا۔

وفا نے آہستگی سے اپنی آنکھیں کھول کر اس اداکارہ کو دیکھا تھا۔

وہ عجلت بھرے انداز میں وفا کے بیڈ کے قریب آئی تھیں اور اسکا ہاتھ نرمی سے اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

"بیٹا یہ صبح جو بھی ہوا تھا، یہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ تم نے میرا نام کیوں لیا سنو وائیٹ؟"

صبا کا چہرا پریشان تھا۔

شاید ان کے ہاتھ سے سب پھسل رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک کہہ رہی ہیں آپ، جھوٹ کہا تھا میں نے۔"

وفا نے اپنا ہاتھ انکے ہاتھ سے چھڑاتے سرد انداز میں کہا تھا۔

صبا وفا کو گنگ انداز میں دیکھ رہی تھیں۔

"حملہ آور کوئی اور تھا۔۔۔ مگر اس نے مجھے ایک life saving راز سے آگاہ کر دیا۔۔۔ جاننا چاہیں گی وہ کیا تھا ممی؟"

سرد انداز میں کہتے اس نے آخر میں ممی پر زور دیا تھا۔

صبا اثبات میں بھی سر ہلا نا سکی تھیں۔

"سنو وائیٹ کی ممی ایول کوین ہے۔"

صبا اسکی اس بات پر فوراً اپنی جگہ سے تقریباً اچھلی ہی تھیں۔

"میں نہیں جاننا چاہتی کہ آپ کیوں مجھ سے اس قدر نفرت کرتی ہیں، مگر آئندہ کے بعد مجھے آپ میری نظروں کے سامنے نہیں چاہیے! دفعہ ہو جائیں یہاں سے!"

وفا کی آواز خطرناک حد تک سرد تھی۔

"ہاں تم کیوں جاننا چاہو گی؟ کوئی بھی کیوں جاننا چاہے گا؟ ویلنز کی بیک سٹوری کسی کو امیوز نہیں کرتی۔"

صبا کا لہجہ یکدم تبدیل ہوا تھا۔

بے تاثر، سرد۔

ویسا ہی جیسا ایول کوین کا ہوتا ہے۔

وفا نے چونک کر انکی طرف دیکھا

تھا۔

www.novelsclubb.com

"مگر ایک بات یاد رکھنا۔۔۔

Villains are not born, they are raised."

وہ اب بھی کھڑی تھیں،

جیسے کوئی رانی۔

انہیں کوئی ملال نا تھا۔

جیسے ایول کوین کو کوئی ملال نہیں ہوا تھا۔

"I do hate you wafa hadeed and I hate you enough to destroy you and guess what?...I did. "

یہ کہتے ہی وہ مڑ گئی تھیں۔

انکا اشارہ وفا بخوبی سمجھ چکی تھی۔

کچھ پل اسپتال کے اس کمرے میں خاموشی رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر پھر۔۔۔

وفا کی ساکن آنکھوں میں سے یکدم کئی آنسو بہہ نکلے تھے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگ گئی تھی۔

کئی سالوں کا غبار آج راہ فرار حاصل کر چکا تھا۔

وہ ایک نظر وزیٹنگ روم میں بیٹھے شخص کو استہزائیہ انداز میں دیکھ کر آگے چل پڑی تھی۔

وہ ہارا ہوا شخص حدید خان!

جس سے اس کو سب سے زیادہ محبت تھی مگر وہ محبت بھی وقت کے ساتھ ساتھ نفرت میں تبدیل ہو گئی تھی۔

وہ اپنا نائٹ گاؤن گھر سے تبدیل کر کے ہی نکلی تھی اور اس وقت بھی نک سک سی تیار لگ رہی تھی۔

ہیل کی ٹک ٹک اہسپتال کے سرد ماربل کے فرش پر گونج رہی تھی۔

اسکو یاد تھا جب رات کو وفا کے کمرے میں اسکو وہ حملہ آور نظر آیا تھا تو وہ ایک لمحہ سوچے سمجھے بغیر وہاں سے مڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اس کو نہیں بچانا چاہتی تھی۔

در حقیقت وہ کبھی اس کو بچانا نہیں چاہتی تھی۔

ہاں اس وقت ضمیر نے ملامت ضرور کی تھی مگر وہ تھک گئ تھی۔

اس نے اپنے کمرے میں آتے ساتھ ہی آئینے میں اپنا چہرا دیکھا تھا۔

وہ سفید پڑ رہا تھا۔

اس کے پیچھے بستر پر حدید خان ایک پر سکون نیند سو رہے تھے۔

اس نے آہستگی سے اپنے کمرے کا دروازہ بند کر دیا تھا۔

کوئ آواز اب باہر سے اندر نہیں آسکتی تھی۔

کسی کی کوئ پکار اب وہ نہیں سن سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر اب وفا کی وجہ سے سب ختم ہو گیا تھا۔

ہمیشہ اسی کی وجہ سے سب ختم ہو جاتا تھا۔

صبا کو اپنی آنکھ کے گوشے بھیگتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے جن کو اس نے انگلی کی پور سے آہستگی سے صاف کیا تھا۔

"گاڑی سٹارٹ کرو۔"

پارکنگ لاٹ میں موجود اپنی گاڑی کے پاس کھڑے ڈرائیور سے کہتے وہ گاڑی کے اندر بیٹھنے لگی تھی مگر اسکی کوشش کو ڈرائیور نے ہی ناکام بنا دیا تھا۔

"معافی چاہتا ہوں میڈم مگر سر کا حکم ہے کہ نا آپ کو گھر جانے دیا جائے نا ہی انکی کوئی چیز استعمال کرنی دی جائے۔"

www.novelsclubb.com

ڈرائیور کے ان جملوں پر وہ استہزائیہ انداز میں مسکراتی ہوئی مڑ گئی تھی۔

"میں، صبا حدید!"

وہ ہسپتال سے باہر نکل آئی تھی۔

اب اس کو پیدل چلنا تھا۔

"تم سب مجھے وفا حدید کی سوتیلی ماں اور اسکی کہانی کا ویلن سمجھتے ہو گے۔"

وہ چل رہی تھی اس راستے پر جس کی کوئی منزل نا تھی۔

"یقین کرو میں بھی ہیرو ہوں، مگر وفا کی کہانی میں نہیں، اپنی کہانی میں۔"

وہ چلتے چلتے کافی دور نکل آئی تھی۔

اب اپنے آنسوؤن کو بہنے سے اس نے نا روکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پتا ہے جب حدید کی ماں جی نے میرے والدین سے میرا رشتہ مانگا تھا، میں نہیں جانتی تھی کہ اس شخص کی ایک چھوٹی بیٹی بھی ہے۔ مگر مجھ سے کوئی کچھ پوچھتا ہی کہاں تھا، ماں باپ کے گھر میں بھی صفر اور شوہر کے گھر میں بھی۔۔۔ خیر۔"

اب اس کے پیر دکھ رہے تھے۔

سڑک پر چلتے لوگ اس کو عجیب نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

"مجھے اس گھر میں پہلے دن ہی بتا دیا گیا تھا کہ میں وفا کی کیئر ٹیکر ہوں مطلب کہ اسکی آیا، حدید مجھے اپنے قریب بھی نہیں بھٹکنے دیتا تھا، بیوی کا درجہ دینا تو دور کی بات تھی۔"

پھر اس کو ایک ٹھوکر لگی اور وہ فٹ پاتھ پر منہ کے بل گری تھی۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"دل پر پتھر رکھ کر ہی سہی مگر میں نے اس بچی کا بہت خیال کیا، وہ بہت خوبصورت اور معصوم تھی، کسی کو بھی اس سے محبت ہو سکتی تھی مگر ایک چیز نے اس محبت کو نفرت میں تبدیل کر دیا۔۔۔ حدید کو وفا سے محبت تھی اور مجھے اسکی وہ محبت اپنے لیے چاہیے تھی۔"

اس کے گھٹنے جل رہے تھے۔

شاید خون نکل رہا تھا۔

مگر وہ پھر بھی اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آہستہ آہستہ میں نے اس بچی کو خود سے بے حد مانوس کر لیا، اتنا کہ وہ میرے بغیر سانس تک نہیں لے سکتی تھی اور حدید۔۔۔ حدید سے اس قدر دور کر دیا اس کو کہ وہ چاہ کر بھی اس کو اپنے پاس نہیں بلا سکتا تھا، یہ سزا نہیں تھی اسکی! بس میں چاہتی تھی کہ وہ مجھ سے بھی محبت کرے."

اب کی بار لڑکھڑانے قدموں سے چلتے ہوئے اس کو احساس نا ہوا کہ کب اسکے سامنے ایک تیز رفتار گاڑی آگئی اور اسکو ٹکر مارتے ہوئے آگے نکل گئی۔

وہ سڑک کے ایک کونے میں بے جان ہو کر رہ گئی تھی۔

پورے جسم سے خون بہہ رہا تھا مگر اب اس میں ایک بار پھر کھڑا ہونے کی ہمت نہیں تھی۔

آس پاس لوگ اکٹھے ہو رہے تھے۔

کوئی ایمبولینس کو بلا رہا تھا تو کوئی اسکو اپنی آنکھیں کھلی رکھنے کا کہہ رہا تھا۔

"تم سب سوچ رہے ہو گے کہ ٹھیک ہوا صبا کے ساتھ۔۔۔وفا کو بیمار میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا، مگر میں شروع سے آگاہ تھی، جب اس نے پہلی بار قہہ کی تھی اور یہ بھی کہ میرے الفاظ اسکو ٹریگر کرتے تھے۔"

ایمبولینس آچکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اسکو سٹریچر پر لٹایا جا رہا تھا۔

"اسی بات کا فائدہ اٹھاتے میں نے حدید کی فرسٹریشن وفا پر اتارنا شروع کی، میں اسکو ٹریگر کرتی تھی اور کبھی اسکو صحتیاب نہیں ہونے دیا۔"

اسکی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔

ایمبولینس میں موجود اسپتال کا عملہ ایک دوسرے کو طرح طرح کی ہدایات دے رہا تھا۔

اسکے منہ کو آکسیجن ماسک کے ذریعے ڈھکا جا رہا تھا۔

"اب تم لوگ خود ہی فیصلہ کرو۔۔۔اس سب میں میرا کتنا قصور تھا؟ نا میرے والدین کو مجھ سے محبت تھی نا میرے شوہر کو۔ ہر انسان کو چاہے جانے کا حق ہوتا، میں بھی بس چاہا جانا چاہتی تھی اور اسی سب کے دوران تھوڑا خود غرض ہو گئی تھی۔"

وہ ہر ممکن کوشش کر رہی تھی کہ اسکی آنکھیں کھلی رہیں۔

"یہ سب self love کی ایک قسم تھا، یہ سب میں نے اپنے لیے کیا تھا، اس لیے میں کبھی ویلن نہیں تھی، میں بس مجبور تھی۔"

اسکی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔

ہر طرف اندھیرا تھا۔

گھپ اندھیرا۔

وہ لاک اپ میں دیوار کے ساتھ سر لگائے ہی بیٹھے بیٹھے سو رہا تھا۔

دو دن یہاں گزارنا اسکے لیے پل صراط پر چلنے کی مانند تھا لیکن شور مچا کر یا تماشا لگا کر کچھ حاصل نہیں ہونے والا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اعاز!"

وہ اس آواز پر ہڑ بڑا کر اٹھ بیٹھا تھا۔

مندی مندی آنکھیں کھول کر اسنے دیکھا سلاخوں کے اس پار عرش مصطفی اور مبین طاہر یونیفارم میں ملبوس کھڑے تھے۔

شاید آج پیر تھا۔

اس لیے وہ ڈیوٹی کی مناسبت سے یونیفارم میں ملبوس تھے۔

"فرح کے گھر والوں نے کیس واپس لے لیا ہے، تم آزاد ہو۔"

یہ کہتے ہی عرش نے مبین کو اشارہ کیا تھا جس نے فوراً لاک اپ کھول دیا تھا۔

"تمہارے والد ویٹنگ روم میں تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔"

عرش اس کو اطلاع دیتے مڑ گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"امید کرتا ہوں کہ آپ پھر یہاں نہیں آئیں گے۔"

مبین اس کے لیے لاک اپ کھولے کھڑا تھا۔

اعاز اپنی منگنی والے ہی ٹو پیس میں ملبوس تھا۔

اب حلیہ قدر خراب ہو چکا تھا۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا تم میں اور اس ڈی ایس پی میں ایٹیٹیوڈ کس بات کا ہے؟ تمہارا تو بنتا بھی نہیں ہے ملائم مبین!"

ملائم مبین پر خاصا زور دیا گیا تھا۔

وہ زچ ہو رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

بنتا بھی تھا شاید۔

چڑ چڑے انداز میں کہتے وہ لاک اپ سے باہر نکلا تھا۔

"ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ۔"

مبین نے خود سے سرگوشی کی تھی۔

ایک حسرت سی تھی لہجے میں۔

وہ اعاز کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں لے لیا انہوں نے کیس واپس، جیسا کہ مجھے یاد پڑتا ہے بڑا سخت کیس تھا؟"

اعاز اور وہاب جہانگیر عرش مصطفی کے سامنے اس کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے جب آعاز نے تشویش زدہ لہجے میں عرش سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نہیں جانتا۔"

عرش نے کندھے اچکاتے ہوئے جواب دیا تھا۔

"زویا کا مسئلہ حل کرنے کے لیے بھی بہت شکریہ، تمہارا یہ احسان میں کبھی نہیں بھولوں گا۔"

وہاب جہانگیر نے مشکور لہجے میں عرش سے کہا تھا۔

عرش نے اثبات میں سر ہلا کر انکا شکریہ وصول کیا تھا۔

"ایک منٹ، یہ بات مجھے کیوں نہیں پتا تھی؟"

اعاز نے چونک کر وہاب جہانگیر اور عرش کی طرف دیکھا تھا۔

"کیونکہ تم اس وقت خود ایک مسئلے میں تھے اعاز۔۔۔ایکسکیوز می۔"

www.novelsclubb.com

وہاب جہانگیر نے اعاز کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

انکے فون پر کال آ رہی تھی۔

"کیا تیمور یہاں ہے؟"

اعاز نے عرش سے پوچھا تھا۔

وہاب جہانگیر فون کان سے لگائے باہر نکل گئے تھے۔

"ہاں."

عرش نے اثبات میں سر ہلاتے کہا تھا۔

"میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

اعاز نے عرش سے کہا تھا۔

"وہ تمہارے کیس میں ہماری پہلے ہی بہت مدد کر رہا ہے، جس سلسلے میں تم اس سے ملنا چاہتے ہو اس سے حفاظت کا وعدہ وہ مجھ سے لے چکا ہے۔"

عرش نے صاف انکار کر دیا تھا۔

"تم مجرم کو بچا رہے ہو؟"

اعاز نے استہزائیہ انداز اپنا تھا۔

"میں صرف اپنا کام کر رہا ہوں."

عرش نے اسکا جملہ اسی کو لوٹایا تھا۔

www.novelsclubb.com

اعاز متاثر ہوئے بنا نا رہ سکا تھا۔

"عرش مصطفی فرح کے گھر والوں کے کیس واپس لینے میں تمہارا ہاتھ ہے نا؟"

اعاز نے اس سے مسکراتے لہجے میں پوچھا تھا۔

ہلکی بھوری آنکھوں کی چمک بڑھ گئی تھی۔

آہ وہ ایک اچھا سائیکالوجسٹ تھا!

"نہیں، میرا کوئی ہاتھ نہیں ہے اس سب میں۔ تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

عرش نے بلاتوقف انکار کیا تھا جبکہ کالی گہری آنکھوں میں الجھن در آئی تھی۔

"اندازہ ہے، غلط بھی ہو سکتا ہے"

اعاز کندھے اچکا کر کہتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے عرش کا جملہ اسی کو لوٹایا تھا۔

واہ کیا کیمسٹری ہے!

مگر عرش مصطفی پھر بھی متاثر نا ہوا تھا۔

اعازاس سے ہاتھ ملا کر اسکے آفس سے باہر نکل گیا تھا۔

جبکہ عرش کے چہرے کے تاثرات کسی گہری سوچ میں گم ہونے کا عندیہ دے رہے تھے۔

اگر تم ایک دن پیچھے کو جاؤ۔۔۔

"آپکو کیس واپس لینا ہو گا۔"

کالی ٹی شرٹ کے نیچے کالی پینٹ زیب تن کیے وہ وجیہہ شخص عرش مصطفیٰ تھا۔

"میری بیوی اس حال میں اس ڈاکٹر کی وجہ سے ہے! یہ کیس تو میں واپس نہیں لوں گا!"

نہایت ضبط سے یہ جملہ کہنے والا شخص میر اویس تھا جو کہ فرح کا شوہر تھا۔

گھنی داڑھی اور مونچھوں والا نوجوان جس نے بھورے رنگ کی شلوار قمیض زیب تن کر رکھی تھی۔

"وہ ڈاکٹر بے قصور ہے۔"

وہ دونوں میر اویس کے گھر کے عالیشان بنگلہ نما گھر کے ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"مجھے تمہاری بات کا یقین نہیں، جتنے پیسے اس نے تمہیں اسکی سفارش کرنے کے لیے دیے ہیں، اس سے دگنی رقم میں تمہیں اسکو پھانسی کے تخت تک پہنچانے کے لیے دوں گا۔"

میر اویس نے اسکو گھیرنا چاہا تھا۔

اور یہی بات عرش مصطفی کو سخت بدمزہ کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

لوگ ہر پولیس والوں کو رشوت خور کیوں سمجھتے ہیں؟

"میں تمہیں بہت دیر سے پیار سے سمجھا رہا تھا اب میری برداشت جواب دے گئی ہے۔"

عرش نے اپنے موبائل کا لاک کھولتے اسکے سامنے کیا تھا۔

سکرین پر جو کچھ بھی واضح تھا اسکو دیکھ کر میر اویس کا چہرا سفید پڑ چکا تھا۔

"اگلے مہینے الیکشن آرہے ہیں، تم اپنی بیوی کے ذریعے سمپتھی ووٹ چاہتے ہو، بہتر یہی ہو گا کہ اعلیٰ ظرفی کا ثبوت دو اور یہ کیس واپس لے لو، ورنہ کسی صورت میں یہ الیکشنز تم نہیں جیتنے والے."

www.novelsclubb.com

عرش نے فون واپس اپنی پینٹ کی جیب میں رکھتے اس سے کہا تھا۔

"یہ۔۔۔یہ تصویریں تمہیں کہاں سے ملیں؟"

میر اویس کے چہرے پر پسینے کے قطرے واضح تھے۔

"مجھے ایسی چیزیں آرام سے مل جاتی ہیں۔"

عرش کندھے اچکاتے گویا ہوا تھا۔

"تم مجھے بلیک میل کر رہے ہو؟"

میر اویس اب بھی سن بیٹھا تھا۔

"کیس واپس لے رہے ہو کہ لگواؤں یہ تصویریں سوشل میڈیا پر؟"

www.novelsclubb.com

عرش اکتا رہا تھا۔

"مگر پھر یہ تصویریں کہیں نہیں پہنچنی چاہیے!"

میر اویس تڑپ کر بولا تھا۔

اب وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

"ہاں ٹھیک ہے، کل کیس واپس لے لینااور بھول جاؤ کہ ان تصویروں کو تم نے میرے پاس دیکھا بھی تھا۔"

عرش اپنی جگہ سے اٹھا کھڑا ہوا تھا۔

حال۔۔۔۔

اسکی گہری سوچ کے تسلسل کو اسکے فون کی رنگ ٹون نے توڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسلام و علیکم میر اویس صاحب!"

لبوں پر خود بخود استہزائیہ مسکراہٹ در آئی تھی۔

مقابل شاید غصے میں کچھ بول رہا تھا۔

"واللہ! اگر تم رشوت والی بات نا کرتے تو میں بھی ان تصویروں کو بھول جاتا، لیکن افسوس! اب سمیٹو اپنا گند!"

عرش نے یہ کہتے ہی فون کانوں سے ہٹا لیا تھا۔

مقابل شاید کچھ اور بھی بولنا چاہتا تھا مگر عرش مصطفی اسکو مزید سننا نہیں چاہتا تھا۔

پھر وہ اپنا موبائل اٹھا کر اپنے آفس سے باہر نکل گیا تھا۔

اسکو کہیں جانا تھا۔

کسی سے ملنا تھا۔

کسی اہم سے۔

www.novelsclubb.com

"آپ کو اگر یہاں آنا تھا تو اپنی وردی تبدیل کر کے آتے، مجھے اس سے نفرت ہے۔"

وہ پینٹنگ بنانے میں مشغول تھی جب وہ اس کے کمرے میں داخل ہوا تھا۔

مگر اسکو دیکھتے ہی شہد رنگ آنکھوں میں بیزاری در آئی تھی۔

"تمھیں اس وردی سے نہیں مجھ سے نفرت ہے۔"

وہ اسکے بیڈ پر بیٹھ چکا تھا۔

ساتھ ساتھ وہ اس کے ہاتھ کی حرکات کا بھی جائزہ لے رہا تھا جو کہ کینوس پر مہارت سے سٹروک لگا رہا تھے۔

"کیا اعاز جہانگیر کی بیل ہو گئی؟"

www.novelsclubb.com

وہ اسکی بات کو گول کرتے اس سے سوال پوچھ چکی تھی۔

"ہاں۔"

ان دونوں میں اس قدر مختصر بات ہی ہوتی تھی۔

عرش مصطفی اور سارہ ذلقرنین۔

اتنے سالوں بعد ملنے پر بھی کچھ بھی تو نہیں تھا۔

"آپ یہاں کیوں آتے ہیں؟"

وہ اپنی پینٹنگ کو چھوڑتے اسکی طرف مڑی تھی۔

وہ چڑ رہی تھی، جیسے عرش چڑتا تھا۔

"میں سیدھا آفس سے آیا ہوں، کیا تمہارے ہاں مہمانوں سے پانی کا نہیں پوچھا جاتا؟"

www.novelsclubb.com

وہ اسکے سوال کو نظر انداز کر گیا تھا۔

وہ دونوں ایک جیسے ہی تو تھے۔

باتیں گھمانے میں ماہر۔

سارہ اسکی بات پر اثبات میں سر ہلاتے کمرے سے باہر نکل گئ تھی۔

عرش اسکے بیڈ پر سے اٹھتے کمرے کا معائنہ کرنے لگ چکا تھا۔

ڈریسنگ ٹیبل کے پاس اسکو تین کینوس نظر آئے جن کو سفید کپڑے سے ڈھانپ رکھا تھا۔

وہ ان تک گیا تھا۔

تجسس کے مارے اس نے ایک پر سے کپڑا اتارا تھا۔

مگر پھر۔۔۔

اسکو لگا کہ وہ سانس نہیں لے سکے گا۔

www.novelsclubb.com

اس نے فوراً باقی دونوں کینوس سے بھی کپڑے اتارے تھے۔

زبان شل ہو چکی تھی جبکہ جسم میں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

"کسی کی پرسنل چیزوں کو ایسے نہیں دیکھنا چاہیے۔"

وہ سارہ تھی جو کہ دروازے پر کھڑی ہوئ تھی۔

اسکے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس میں اس نے جوس کا گلاس رکھا ہوا تھا۔

عرش فوراً اپنے تاثرات پر قابو پا چکا تھا۔

"لیکن اب آپ دیکھ ہی چکے ہیں تو بتائیں، کیسی لگیں؟"

وہ مسکرا نہیں رہی تھی۔

مگر اسکا لہجہ کچھ استھزائیہ سا تھا یا عرش کو لگا۔

عرش فوراً وہاں سے ہٹا تھا اور پھر کمرے کے دروازے کی طرف بڑھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ ایک نہایت بے ایمان انسان ہیں ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ!"

اس نے پیچھے سے ہانک لگائ تھی اور شاید یہ کہتے وہ پہلی بار مسکرائ تھی۔

عرش اپنی جگہ سے ایک بھی قدم نہیں اٹھا پایا تھا۔

"اتار دیں اس وردی کو آپ انصاف نہیں کر سکیں گے۔"

عرش نے اسکے اس جملے پر اسکو مڑ کر دیکھا تھا۔

وہ واقعی مسکرا رہی تھی۔

وہ اسکو کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔

اسلیے تیز تیز قدم اٹھاتا وہاں سے نکل گیا تھا۔

اسکو یاد آرہی تھی تارا ناز سے اپنی پہلی ملاقات۔۔۔

"سارہ ماں جی سے نہیں ملنے آتی، نا ہی ان سے فون پر بات کرتی ہے، آپ اس سے کہیں وہ ان سے بات کر لے تا کہ مجھے یہاں کے چکر نا لگانے پڑیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ انکے نازیبا کپڑوں سے کچھ بیزار ہو رہا تھا۔

تارا اس بات سے بخوبی واقف تھیں۔

"وہ میری سنتی ہوتی تو اسپتال میں دو ٹکے کی نوکری نا کر رہی ہوتی۔"

تارا نے اپنے ناخنوں کو دیکھتے نخوت سے کہا تھا۔

"آپ کی تربیت نے اسے خود غرض بنا دیا ہے!"

عرش چڑ کر بولا تھا۔

اسکی اس بات پر تارا کا قہقہہ اس عالیشان ڈرائنگ روم میں گونجا تھا۔

پھر وہ کافی دیر تک ہنستی رہی تھیں۔

اتنا کہ انکی آنکھوں میں پانی آگیا تھا۔

www.novelsclubb.com

عرش نے انکو کوفت سے دیکھا تھا۔

"یقین جانو عرش مصطفیٰ اس کو خود غرض بننے کے لیے میری تربیت کی ضرورت ہر گز نہ تھی، وہ تمہاری بہن ہے، یہ اسکے خود غرض ہونے کے لیے کافی ہے۔"

یہ کہتے ہی تارا اپنی ساڑھی کا پلو سنبھالتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھیں۔

"مجھے اب کہیں کام سے جانا ہے، تم چاہو تو سارہ کا انتظار کر سکتے ہو مگر وہ تم سے ملنا نہیں چاہتی ہو گی۔"

تارا نے استہزائیہ انداز میں کہا تھا۔

عرش فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور انکو سلام کرتا وہاں سے واک آؤٹ کر گیا تھا۔

---

www.novelsclubb.com

"آج تم جو بھی کھاؤ گے وہ میرے اوپر ٹریٹ ہے!"

اس نے مینیو کارڈ اسکے آگے کھسکاتے پر جوش انداز میں کہا تھا۔

"تم مجھے یہاں کیوں لے آئی ہو؟ٹرسٹ می مجھے اس وقت تمہاری ٹریٹ سے زیادہ اچھی نیند کی ضرورت ہے۔"

اس نے بیزاری سے مینیو کارڈ پکڑتے ہوئے کہا تھا۔

وہ دونوں اپنے پسندیدہ ریسٹورانٹ میں ایک دوسرے کے سامنے ایک میز پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اریبہ نے ہلکے گلابی رنگ کی ٹی شرٹ کے نیچے سکائی بلیو بوٹ کٹ پینٹ پہنتے رکھی تھی جبکہ بال آدھے کیچر میں مقید کرر کھے تھے۔ہلکے میک اپ میں وہ بلاشبہ بہت حسین لگ رہی تھی۔

اسکے مقابل بیٹھا اعاز ایک ڈھیلے ڈھالے چیک ٹراؤزر اور سٹرائپس والی ٹی شرٹس میں ملبوس تھا گویا اریبہ اسکو سوتے ہوئے ہی گھر سے اٹھالائی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مگر مجھے تمہارے ساتھ لنچ کرنا ہے اس لیے تم اپنی شکل درست کرواور اچھے سے آرڈر کرو۔"

اریبہ نے تو گویا اسکے موڈ کو کسی بھی خاطر میں نالانے کا فیصلہ کیا ہوا تھا۔

"تم یہ۔۔۔ منگنی کے بعد سے زیادہ ہی میرے اوپر حکم نہیں چلانے لگ گی؟"

اعاز نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسکو دیکھا تھا۔

"نہیں تو۔"

اریبہ نے مسکراہٹ دباتے اپنے چہرے کے آگے دوسرا مینیو کارڈ رکھ لیا تھا گویا اپنے تاثرات چھپانے کی کوشش کی ہو۔

www.novelsclubb.com

"سمجھ رہا ہوں میں سب۔"

اعاز نے اسکو ایک گھوری ڈالنے کے بعد اپنے چہرے کے آگے بھی مینیو کارڈ کر لیا تھا۔

یہ گویا اس کی خفگی کا اشارہ تھا جو کہ کھانا آتے دیکھ فوراً اڑن چھو ہو چکی تھی۔

"فرح کا وینٹیلیٹر بند کر دو!"

سرد آواز۔

"یہ صحیح نہیں ہو گا ہم نظروں میں آ چکے ہیں۔"

یہ آواز اپنے اندر کچھ تشویش لیے ہوئ تھی۔

"اگر مجھے نظروں میں آنے کی پرواہ ہوتی تو یہ کھیل شروع ہی نا ہوتا۔"

بلا توقف جواب آیا تھا جس نے مقابل کو لاجواب کر دیا تھا۔

"رقیہ وہ میری بہن ہے! اسکا شوہر اسکو طلاق دے دے گا!"

وہ مصطفیٰ عالم کی بے بس آواز تھی۔

"نہیں مصطفیٰ! خدا کے لیے وہ ابھی بہت چھوٹی ہے، تارا اسکا خیال نہیں رکھ سکے گی!"

رقیہ بیگم کی سسکیوں میں گھلی آواز اس خستہ حال کمرے میں گونجی تھی۔

کمرے کے باہر اگر تم چلو تو دیکھو۔۔۔

چودہ سالہ عرش مصطفیٰ اور اسکے ساتھ کھڑی اسکی آٹھ سالہ بہن سارہ۔

"ماں جی اور ابو مجھے پھپھو کے پاس بھیج دیں گے نا بھائی؟"

www.novelsclubb.com

معصومانہ لہجہ۔

وہی شہد رنگ آنکھیں اور معصومیت سے بھرپور ہلکا سانولا چہرا۔

شہد رنگ بال اس وقت قدر چھوٹے تھے۔

"نہیں۔"

مختصر مگر مضبوط لہجے میں جواب دیتے اس نے اپنی بہن کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تھا۔

گویا اسکو یقین دلایا تھا کہ جب تک اسکا بھائی ہے تب تک ان دونوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا تھا۔

مگر کس کو اندازہ تھا کہ یہ یقین زیادہ دیر تک قائم نہیں رہنے والا تھا۔

وہ فوراً گہرے سانس لیتے اپنے بستر پر اٹھ بیٹھا تھا۔

کالی گہری آنکھوں میں بے چینی تھی۔

وہ صرف ایک خواب تھا۔

ہاں صرف ایک خواب۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے اوپر سے کمبل اتارتے اپنے بستر سے اترا تھا۔

سارہ سے مل کر آنے کے بعد وہ اپنے گھر آ کر فوراً سو گیا تھا۔

خود کو پر سکون کرنے کا ایک واحد یہی طریقہ تھا۔

اب وہ بے چینی سے اپنے کمرے میں چکر کاٹ رہا تھا، ساتھ ساتھ اپنی کنپٹی بھی دبا رہا تھا

جب اسکے بجتے فون نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا۔

"السلام و علیکم !"

اس نے کچھ بیزار لہجے میں سلام کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا؟!"

مقابل کی بات نے گویا اسکو شاک دیا تھا۔

"وہ کیسے مر سکتی ہے؟ وہ ابھی کوما سے جاگی تھی اور ڈاکٹرز اسکی صوتیاتی کے لیے پر امید تھے!"

وہ دبے دبے لہجے میں مقابل پر غرایا تھا۔

پھر مقابل سے ایک دو مزید خبریں لینے کے بعد وہ فون بند کر چکا تھا۔

اسکا سر اب درد سے پھٹ رہا تھا۔

اچانک اسکا فون ایک بار پھر بجا تھا۔

عرش نے کوفت سے فون ریسیو کیا تھا۔

"کون ہے؟!"

www.novelsclubb.com

سلام کرنے کی بھی زحمت نہیں کی تھی۔

"Rude!"

زنانہ اور شناسہ سی آواز۔

عرش نے فون کان سے ہٹا کر نمبر دیکھا تھا۔

ان نون نمبر تھا۔

"وفا؟"

وہ حیران تھا۔

"درست جواب!"

وہ چہکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیوں فون کیا ہے؟"

وہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ سخت نا رکھ پایا تھا۔

اسکے معاملے میں وہ بے حد نرم تھااور یہ بات اسکو مزید کوفت میں مبتلا کرتی تھی۔

"مجھے آپ سے ملنا ہے."

مقابل کی بات پر عرش نے ایک بار پھر فون کان سے دور کر کے کان سے لگایا تھا۔

"کیوں؟"

وہ خود کو سوال کرنے سے نا روک پایا تھا۔

"آپ اتنے سوال کیسے کر لیتے ہیں؟"

www.novelsclubb.com

اور پھر وفا تو وفا ہی تھی۔

آہ! پاپا کی پرنسس!

"میں ایک مصروف انسان ہوں، ایسے ہی ہر کسی سے ملنے نہیں آجاتا۔"

اور پھر اگلے پندرہ منٹ میں عرش اپنی گاڑی وفا کے گھر کے باہر پارک کر رہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی سے باہر نکلا تھا جب اسکو وہ اپنی طرف آتی دکھائی دی تھی۔

مگر کچھ۔۔۔

مختلف تھا اس میں اب کی بار۔

ڈھیلی ڈھالی گلابی ٹی شرٹ اور اسکے ہم رنگ ٹراؤزر اور رنگ برنگے جوگرز میں ملبوس،

اس نے اپنے بالوں کا اونچا جوڑا بنا رکھا تھا جبکہ اب کی بار چہرا ابھی میک اپ سے عاری تھا۔

وہ اچھی لگ رہی تھی۔

وہ خوبصورت ہمیشہ سے ہی تھی۔

www.novelsclubb.com

بہت زیادہ خوبصورت۔

مگر اگر کوئی عرش مصطفیٰ سے پوچھتا کہ وہ اسکو سب سے زیادہ خوبصورت لگی تھی؟

تو اسکا جواب ہوتا اس وقت۔

"آپ میرے کہنے پر آگئے تو اس لیے آج میں آپکو کافی پلواؤں گی!"

وہ ضرورت سے زیادہ خوش اخلاق بن رہی تھی۔

مگر کیوں؟

یہ بات عرش نا سمجھ سکا تھا۔

اسکے گلے پر اب بھی پٹ موجود تھی۔

شاید زخم واقعی گہرا تھا۔

وہ دونوں ایک بینچ پر ایک دوسرے سے قدر فاصلے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

وہ شاید کسی پارک میں موجود تھے۔

وہاں جہاں ڈھیر سارے رنگ تھے۔

سبزہ تھا۔

سکون تھا۔

عرش کے ہاتھ میں بھاپ اڑاتی کافی کا کپ موجود تھا جس سے وہ وقتاً فوقتاً گھونٹ بھرتا رہتا جبکہ وفا کی کافی کا کپ ان دونوں کے بیچ میں بینچ پر ہی رکھا تھا۔

"آئی ایم سوری میں نے آپ کو ضد کر کے یہاں بلایا۔"

کچھ دیر کے توقف کے بعد وفا نے ہی بات کا آغاز کیا تھا۔

ہیزل آنکھیں اپنے سامنے موجود بچوں پر مرکوز تھیں جو کہ قیدی قیدی کھیل رہے تھے۔

"اٹس اوکے۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے ایک نظر اسکو دیکھ کر اپنی نظریں وہیں مرکوز کر دی تھیں جہاں وفا دیکھ رہی تھی۔

ایک بچے کے ہاتھ سے کیچ چھوٹ گیا تھا جس وجہ سے وہ بال پھینکنے والے بچے کا قیدی بن چکا تھا۔

"اعاز میر اسائیکالوجسٹ ہے اسکو مجھے سننا پڑتا ہے کیونکہ میں اسکو اس کے لیے پیسے دیتی ہوں، میرے پاس دوست بھی نہیں ہیں اور خیر سے میرے پیرنٹس۔۔۔انکی divorce ہو رہی ہے۔"

وہ آہستگی سے بول رہی تھی۔

یہ سوچے بغیر کہ اسکے دوست نہیں ہیں۔

یہ سوچے بغیر کہ وہ ڈی ایس پی عرش مصطفی کے ساتھ بیٹھی ہوئی ہے۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میری زندگی بہت کامپلیکیٹڈ ہے، جس عورت کو میں اپنی ماں سمجھتی تھی وہ میری ماں نہیں ہے، میں ایک سائیکالوجسٹ سے سیشنز لیتی ہوں، میرے باپ کو میری پرواہ ہے مگر وہ اسکا اظہار نہیں کر سکتا۔۔۔"

آخر میں اسکی آواز کچھ رندھی تھی۔

شاید وہ بہت مشکل سے ضبط کر رہی تھی۔

عرش بس اس کو سنتا رہا۔

وہ جانتا تھا کہ اسکو مشورہ نہیں چاہیے وہ فیصلہ کر چکی ہو گی۔

اسکو بس validation چاہیے تھی۔

کبھی کبھی ویسے بھی اچھا ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے لسنٹر بن جائیں، انکو اسی کی ضرورت ہوتی ہے۔

www.novelsclubb.com

"میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں۔۔۔میں نے بابا کو بتائے بغیر ٹکٹس بک کروالیں، میں نیویارک جارہی ہوں۔۔۔"

وہ اب رو رہی تھی۔

عرش سمجھ نا سکا اسکو آخر دکھ کس بات کا تھا؟

یہاں سے جانے کا کہ بابا کو بتائے بغیر یہاں سے جانے کا؟

"میں وہاں اپنا بوتیک کھولوں گی اور خوش رہوں گی۔۔۔اور پھر۔۔۔پھر۔۔۔"

شاید اس کے پاس مزید کوئی پلان نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ یہاں بھی خوش رہ سکتی ہیں۔"

وہ خود کو کہنے سے روک نا پایا تھا۔

وفا نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

گہری کالی اور ہیزل آنکھیں ایک دوسرے سے ملی تھیں۔

مگر پھر وفا نے فوراًاپنی نظریں پھیر لی تھیں۔

"میری آج رات کی فلائٹ ہے، مجھے سننے کے لیے شکریہ۔"

وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔

عرش اسکو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

وہ اس سے کہنا چاہتا تھا کہ جب وہ آئ اسکے ساتھ تھی تو جانا بھی اسی کے ساتھ چاہیے۔

مگر وہ نا کہہ سکا۔

وہ یہ بھی کہنا چاہتا تھا کہ وہ اسکو اسکی تمام تر بیوقوفیوں اور ضد کے باوجود بے حد پسند تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ نا کہہ سکا۔

اگر وہ پوچھتی کہ کب سے؟

تو وہ کہتا کہ جب اس نے اسکو ہاسپٹل میں پہلی بار دیکھا تھا۔

مگر وہ کچھ نا کہہ سکا۔

جب سارہ اس سے دور جا رہی تھی تب بھی نہیں اور آج جب وفا جا رہی تھی تب بھی نہیں۔

وفا کا کافی کا کپ جو انکے بیچ میں اس بینچ پر پڑا ہوا تھا اب بھی ویسے کا ویسا ہی تھا۔

وہ اس سے دور جا رہی تھی اور آج پہلی بار اسکو لگا کہ اسکا دل بند ہو رہا تھا۔

جب ممی نے اسکے ساتھ برا کیا تھا، تب بھی اسکا دل بند ہوا تھا۔

مگر آج۔۔۔

محسوسات کچھ مختلف تھے۔

www.novelsclubb.com

اسکو رونا آرہا تھا۔

کیوں اسکی زندگی میں کچھ ٹھیک نا تھا؟

وہ اس سے کہنا چاہتی تھی کہ وہ ایک روڈ انسان ہے مگر اس سب کے باوجود اسکو وہ اچھا لگنے لگ گیا تھا۔

مگر نا کہہ سکی!

جب حملہ آور نے اسکی گردن پر چاقو رکھا تھا اور اسکی گہری آنکھوں میں ایک ڈر واضح ہوا تھا تو وہ اسکی نظروں سے مخفی نا رہا تھا۔

شاید پہلی بار اس نے دیکھا کہ کوئی اسکے لیے فکر مند تھا۔

جب وہ اسکے لیے رات اسکے گھر کے باہر رک گیا تھا تب سے زیادہ تحفظ کا احساس اسکو اپنی پوری زندگی میں نا ہوا تھا۔

وہ اس سے کہنا چاہتی تھی اسکی یہ باتیں اسکو بہت اچھی لگتی تھیں!

www.novelsclubb.com

اسکا روڈ ہونا!

اسکا اس پر غصہ کرنا!

مگر پھر اسکی ایک کال پر اسکے ساتھ کافی پینے آ جانا۔

اسکے گھر کے باہر اسکے ڈر کی وجہ سے رک جانا اور کبھی اسکو سڑک پر اکیلا نا چھوڑنا جبکہ وہ اسکو بہت تنگ کرتی تھی۔

مگر اب تو کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ مڑ نہیں سکتی تھی۔

جو مڑتے ہیں وہ پتھر کے ہو جاتے ہیں۔

وہ پتھر نہیں بننا چاہتی تھی۔

اسکے جانے کے بعد بھی وہ وہیں بیٹھا رہا تھا۔

وہ وہاں سے جانا نہیں چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

جا ہی نا سکا تھا۔

اسکو محبت ہو رہی تھی۔

اس نے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا۔

ان جذبات کی نفی کرنے کا تو کوئی فائدہ ہی نہیں تھا۔

مگر اب کچھ نہیں ہو سکتا تھا۔

وہ اپنے خیالوں میں غلطاں تھا جب فون کی رنگ نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"ہاں بولو مبین!"

اس نے فوراً فون اٹھایا تھا۔

"کیا؟"

مقابل کی بات سن کر وہ شاک ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں ابھی آرہا ہوں۔"

بینچ پر سے کھڑے ہوتے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا اس پارک سے نکلا تھا۔

رات کے اس گہرے سناٹے میں بھی کوئی تھا جو کہ سو نا سکا تھا۔

وہ بہت تیزی سے اپنے سوٹ کیس میں کپڑے ٹھونس رہی تھی جو کہ اسکے بیڈ پر پڑا ہوا تھا۔

وہ چاہتی تو کسی ملازم سے کہہ سکتی تھی۔

مگر وہ کسی کو اس بات کا علم نہیں ہونے دینا چاہتی تھی کہ وہ یہاں سے ہمیشہ ہمشیہ کے لیے جا رہی ہے۔

سوٹ کیس کی زپ بند کرتے اس نے قدر مشکل سے اس کو اپنے بیڈ پر سے اتار کر زمین پر رکھا تھا۔

اس نے پھر اپنے کمرے پر ایک آخری نظر ڈالی تھی۔

کیا کچھ یاد نا آیا تھا اسے۔

پھر آہستگی سے اپنا سوٹ کیس گھسیٹتے وہ باہر نکل آئی تھی۔

اسپتال کی سر دراہداری میں وہ رات کے اس پہر آرام دہ انداز میں وٹینگ ایریا میں رکھی کرسیوں میں سے ایک پر بیٹھی ہوئی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں ہر تاثر سے پاک کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔

گھنگریالے بال ہالف کیچر میں مقید تھے جبکہ خود وہ آسمانی رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس تھی۔

یکدم اسکو محسوس ہوا کہ کوئی اسکے ساتھ آکر بیٹھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"وہ پارٹی سے نشے کی حالت میں واپس آئی تھیں، سیڑھیوں سے گرنے کی وجہ سے انکے سر میں چوٹ لگی تھی۔"

آنے والے شخص کی طرف دیکھے بغیر اس نے عام سے انداز میں اسکو صورتحال سے آگاہ کیا تھا۔

"ڈاکٹرز کیا کہہ رہے ہیں؟"

کیا تمہیں یہ انداز جانا پہچانا نہیں لگا؟

عرش مصطفٰی کا انداز؟

www.novelsclubb.com

"انکو لگتا ہے کہ وہ بچ جائیں گی."

وہی بے تاثر انداز جو کہ سارہ زلقرنین کی شخصیت کا خاصہ تھا۔

سارہ کے اس جواب پر عرش نے ہلکہ سا قہقہہ لگایا تھا اور پھر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ایک نظر سارہ پر ڈالنے کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا تھا جبکہ وہ اس سنسان راہداری میں ایک بار پھر تنہا رہ گئی تھی۔

کہیں اسکے تخیل میں ایک عکس ابھرا تھا۔

"تم اس سے نہیں ملو گے اور نا ہی اس سے رابطہ رکھو گے، اسکے بدلے تمہیں جتنی رقم درکار ہو گی میں تمہیں دوں گی۔"

غرور میں ڈوبا تار انداز کا لہجہ اور اسکے سامنے سر جھکائے کھڑا عرش مصطفٰی۔

وہ دونوں گھر کے لان میں کھڑے ہوئے تھے۔

مگر شاید وہ آگاہ نا تھے کہ کسی کے کمرے کی کھڑکی لان میں کھلتی ہے۔

آٹھ سالہ سارہ زلقرنین کی۔

وہ جو اپنے بھائی اور پھپھو کو اپنی قیمت لگاتے دیکھ رہی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں یکدم آنسوؤں سے بھر گئی تھیں۔

مگر وہ جانتی تھی اس سب کا کوئی فائدہ نہیں۔

اپنی سسکیوں کا گلا گھونٹنا آٹھ سالہ سارہ نے اسی دن سیکھا تھا۔

حال:

ایک گہرا سانس لیتے اس نے اپنے فون پر ایک ٹیکسٹ تحریر کیا تھا اور پھر سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

www.novelsclubb.com

وہ اچھی اداکارہ تھی۔

اسکو اچھی اداکاری کرنی پڑتی تھی۔

وہ تیزی سے اپنا سوٹ کیس گھسیٹتی سیڑھیوں سے اتر رہی تھی۔

اس کی فلائیٹ کچھ ہی دیر میں تھی۔

"جا رہی ہو؟"

اس کے پیچھے ابھرتی اس آواز نے اسکے قدم زنجیر کیے تھے۔

"جو ہوا اسکے بعد میں یہاں نہیں رک سکتی۔"

وہ آہستگی سے مڑتے اپنے باپ کے مقابل آ کھڑی ہوئی تھی۔

ہیزل آنکھوں میں پانی بھر رہا تھا مگر وہ کمزور نہیں پڑ سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اگر میں تم سے کہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر مت جاؤ میری بیٹی، تو کیا کوئی گنجائش نکل آئے گی؟"

آہ حدید خان!

پاکستان کے کامیاب ترین بزنس مین میں سے ایک اپنی بیٹی کو ہار گئے تھے۔

"ہر گز نہیں! اب مزید نہیں!"

قطعی انداز میں کہتے وہ وہاں سے مڑ گئی تھی جب کہ حدید خان وہیں خالی ہاتھ کھڑے اپنی کل متاع کو اپنے سامنے اپنے آپ سے دور جاتا دیکھ رہے تھے۔

یکدم انکو اپنے سینے میں شدید درد محسوس ہوا تھا۔

وہ اپنے سینے پر ہاتھ رکھتے دیوار کے سہارے کھڑے ہوئے تھے۔

www.novelsclubb.com

مگر حواس پر قابو نا رکھ پانے کی وجہ سے ان کا ہاتھ شیشے کے میز پر پڑے بھاری گلدان پر پڑا اور وہ نیچے گر گیا۔

چھناکے کی آواز پر ایک دو ملازمین اس طرف کو بڑھے تھے جہاں اب حدید خان ڈھے چکے تھے۔

"مس سارہ!"

اسکو وہ اسپتال کی راہداری میں تیز تیز چلتا اپنی طرف آتا دکھائی دیا تھا۔

اعاز جہانگیر!

وہ نیوی بلیو ٹی شرٹ اور خاکی پینٹس میں ملبوس تھا جب کہ سر کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

شاید وہ گھر سے سیدھا اسپتال آرہا تھا۔

سارہ فوراًاپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئ تھی۔

"میں نے آپ کو اس لیے تو سب نہیں بتایا تھا کہ آپ یہاں چلے آتے؟"

بے تاثرانداز میں کہتے اس نے اعاز کی طرف دیکھا تھا۔

"کیا آپکی مدر ٹھیک ہیں؟"

اعاز نے اسکے سوال کو نظرانداز کیا تھا۔

"جی، مگر آپ کو یہاں آنے کی کوئ ضرورت نہیں تھی۔"

سارہ اب کی بار کچھ چڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ ٹھیک ہیں؟"

اعاز نے ایک بار پھر اسکی بات کو نظر انداز کیا تھا۔

اب کی بار سارہ نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

"تھکتے نہیں ہیں آپ سب سے انکی خیریت پوچھتے پوچھتے؟"

سارہ نے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں."

اعاز نے شانے اچکاتے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیوں؟"

سارہ کنفیوز ہوئی تھی۔

"کیونکہ کوئی ایسا بھی ہے جو میری خیریت پوچھتے نہیں تھکتا۔"

ذہن کے پردے میں ایک عکس لہرایا تھا۔

اعاز نے فوراً آنکھیں میچیں تھیں جبکہ سارہ بغور اسکے تاثرات جانچ رہی تھی۔

"آپ چاہیں تو گھر جا سکتے ہیں میں مینج کر لوں گی۔"

سارہ نے اب کی بار اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ اکیلی کیسے رہیں گی؟ میں رک جاتا ہوں آپ کے ساتھ۔، آخر کو آپ کا سینیئر ہوں۔"

اعاز نے اس سے ایک دو کرسیوں کے فاصلے پر بیٹھتے ہوئے کہا تھا۔

سارہ نے اسکو کوئی جواب نا دیا تھا۔

وہ گاڑی کی بیک سیٹ پر بے تاثر انداز میں بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ڈرائیور اسکا سامان ڈکی میں رکھ رہا تھا۔

"میڈم! میڈم!"

کوئی ملازم ہانپتا ہوا اس تک آیا تھا۔

آواز اتنی تھی کہ بند شیشے سے بھی اسکو آ گئی۔

www.novelsclubb.com

"کیا ہوا؟"

وفانے گاڑی کا شیشہ نیچے کرتے اپنے ملازم کو دیکھا تھا۔

"وہ۔۔وہ صاحب جی!"

ملازم کو سانس اتنا چڑھ چکا تھا کہ بولنا محال تھا۔

وفا اسکی ایک بار پھر بات جاری کرنے سے پہلے گاڑی کا دروازہ کھولتے اس میں سے باہر نکلی تھی اور دوڑتے ہوئے اپنے عالیشان بنگلے کے گیٹ سے اندر بھاگی تھی۔

جو بھی تھا مگر وہ اپنے باپ سے بے تحاشہ محبت کرتی تھی۔

"اگر میں تم سے کہوں کہ تم مجھے چھوڑ کر مت جاؤ میری بیٹی، تو کیا کوئی گنجائش نکل آئے گی؟"

وہ دیوار کے ساتھ سر ٹکائے بیٹھی تھی۔

اپنے بابا کے کہے گئے آخری الفاظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے۔

کاش وہ رک جاتی۔

ایسے کتنے ہی کاش ہماری زندگی میں موجود ہوتے ہیں، پچھتاوا بن کر ایک ناسور زخم بن جاتے ہیں۔

وہ بھی پچھتا رہی تھی۔

"مس وفا؟ مسٹر حدید وانٹس ٹو سی یو۔"

شاید کوئی نرس تھی۔

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اسپتال کے اس کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا۔

سفید درودیوار جس پر اکا دکا پینٹنگز

www.novelsclubb.com

لگائی گئی تھیں۔

وہ آہستگی سے دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی تھی۔

سامنے ہی بیڈ پر حدید خان آنکھیں موندے لیٹے ہوئے تھے۔

انکا چہرا انہایت زرد لگ رہا تھا۔

وہ سانس روکے انہیں دیکھے گئی۔

"و۔۔۔وف۔۔وفا۔"

وہ شاید اس کی موجودگی کو وہاں محسوس کر چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بابا؟"

وہ آہستگی سے چلتے چلتے انکے بیڈ کے سامنے رکھی کرسی پر آ بیٹھی تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

حدید خان نے آنکھیں کھول کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

انکے ہاتھ پر ڈرپ لگی ہوئی تھی۔

انہوں نے اسی ڈرپ لگے ہاتھ سے وفا کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا۔

وفا نے فوراً خود انکا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا۔

"مجھے معاف کر دیں بابا، مجھے آپ کو چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔"

وہ روتے روتے بولی تھی۔

وہ اپنے باپ کو اس حالت میں نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایسے۔۔مت کہو۔۔۔میری بیٹی۔۔۔اب تم میرے پاس ہو۔۔۔اب میں ٹھیک ہوں۔۔۔اب مجھے چھوڑ۔۔۔کر مت جانا بیٹا۔"

حدید خان بمشکل بولے تھے۔

"اب میں کہیں نہیں جاؤں گی بابا، آپ اور میں ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔"

وفا نے انکے ہاتھ کو اپنے لبوں سے لگاتے کہا تھا۔

حدید خان نے اسکو مسکراتے ہوئے دیکھا تھا اور پھر آہستگی سے آنکھیں موند گئے۔

شاید دوائیوں کے زیر اثر وہ زیادہ دیر اپنی آنکھیں کھلی نہیں رکھ پا رہے تھے۔

اسکو محسوس ہو رہا تھا جیسے۔۔۔

کوئی اس کو بہت دیر سے دیکھ رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

عجیب بے چینی سی تھی اس حصار میں۔

ایسی بے چینی جو اس کو اپنے حواسوں پر چڑھتی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ یکدم ہڑبڑا کر سیدھا ہوا تھا۔

وہ ہسپتال کے ویٹنگ ایریا ہی کی کرسی پر بیٹھا سو رہا تھا۔

"آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ سارہ کی آواز تھی۔

اعاز نے اثبات میں سر ہلاتے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

"شاید آپ نے کوئی برا خواب دیکھا تھا۔"

سارہ نے اس کو پانی کا گلاس تھمایا تھا جو اسنے پکڑتے ہی ایک سانس میں خالی کر دیا تھا۔

"ہاں شاید۔۔۔ شکریہ۔"

اعاز نے خالی گلاس سارہ کو واپس کرتے کہا تھا۔

اسکے لہجے سے بے چینی عیاں تھی۔

"آپ گھر جا کر آرام کر لیں، اب میں مینج کر سکتی ہوں۔"

سارہ نے ایک بار پھر اس سے کہا تھا۔

اعاز اب بھی کچھ کنفیوزڈ سا لگ رہا تھا۔

اچانک اعاز کے فون کی بجنے کی آواز نے ان دونوں کو متوجہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایکسکیوز می!"

اعاز معذرت کرتا قدر سائیڈ پر کھڑا ہو کر فون پر بات کرنے لگا تھا۔

سارہ بغور اسکی طرف دیکھ رہی تھی۔

شاید وہ اب کسی سے بحث کر رہا تھا۔

پھر شاید اس کو ہار ماننا پڑی تھی۔

فون بند کرتے وہ ایک بار پھر سارہ کی طرف آیا تھا۔

"میری فیانسی آپ کی مدر کی عیادت کرنے آنا چاہتی ہے۔۔۔ if you don't mind؟"

اعاز نے قدر مسکراتے ہوئے سارہ سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کی فیانسی ؟"

شہد رنگ انکھوں میں الجھن ابھری تھی۔

شاید الجھن نہیں۔

شاید کچھ اور۔

مگر کیا؟

"بڑی لمبی کہانی ہے۔"

وہ خوامخواہ مسکرا رہا تھا۔

ایسا کیوں؟

سارہ صرف سوچ ہی سکی تھی جب اس کو وہ آتی نظر آئی۔

سفید اوور سائیز ڈ ٹی شرٹ اور ڈارک بلیو بوٹ کٹ پینٹ میں ملبوس، بالوں کو اونچی پونی میں مقید کیے، ہلکے پھلکے میک اپ میں وہ تھی اعاز جہانگیر کی فیانسی۔

"اریبہ سلطان."

سارہ کی طرف ایک مسکراہٹ اچھالتے اس نے اپنا تعارف کرایا تھا اور پھر اعاز کے ساتھ آ کھڑی ہوئی تھی۔

"سارہ ذلقرنین۔"

سارہ نے صرف اثبات میں سر ہلانے پر اکتفا کیا تھا۔

"کیسی ہیں اب آپکی مدر؟"

اعازان دونوں کے بیچ خاموشی سے کھڑا ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

"ٹھیک ہیں۔"

سارہ کی طرف سے کوئ گرمجوشی نہیں تھی اور یہ بات شاید اریبہ محسوس کر چکی تھی۔

"اوکے پھر ہم چلیں آعاز؟"

اس نے اعاز کی طرف دیکھتے سوال کیا تھا۔

"ہاں۔۔۔مس سارہ اگر آپکو میری کسی بھی مدد کی ضرورت ہو، know that I'm just a text away."

سارہ سے کہتے ہی وہ اریبہ کو لیے باہر نکل چکا تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ بے تاثر نظروں سے ان دونوں کو وہاں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔

"عجیب لڑکی تھی یہ بھی۔"

ڈرائیونگ سیٹ سنبھالتے ہی اریبہ نے کہا تھا۔

"تمہیں ہر وہ لڑکی عجیب لگتی ہے جس سے میرا کوئی تعلق ہوتا ہے ارو، کوئی نئی بات بتاؤ۔"

اعاز نے سیٹ کی پشت سے اپنا سر ٹکاتے کہا تھا۔

"ایسی کوئی بات نہیں ہے اچھا!"

اریبہ نے شدید بدمزہ ہو کر اسکی طرف دیکھتے گاڑی سٹارٹ کی تھی۔

"وہ تو بس۔۔۔وہ مجھے اتنے عجیب طریقے سے دیکھ رہی تھی۔۔۔تو مجھے لگا شاید۔۔۔"

پھر وہ کچھ آہستگی سے ایک بار پھر گویا ہوئی تھی مگر اپنا جملہ دانستا ادھورا چھوڑ گئی تھی۔

"ارو۔۔وہ میری کولیگ ہے اور تم اگر اسکے دیکھنے کے انداز کی بات کر رہی ہو تو وہ ایسی ہے۔"

اعاز اس کو مطمئن کرتے آنکھیں موند چکا تھا۔

رات بھر کی تھکن اب اس پر حاوی ہو رہی تھی۔

اریبہ نے بھی اسکا خیال کرتے مزید کوئی بات نہیں کی تھا۔

حدید خان دوائیوں کے زیر اثر کافی دیر سے سو رہے تھے۔

وفا نے گھر سے ایک ملازم کو انکے پاس بیٹھنے کے لیے بلوالیا تھا۔

اسکو خود گھر جا کر اپنی کچھ ضرورت کا سامان لانا تھا۔

ڈرائیور کو گاڑی سٹارٹ کرنے کا کہتے وہ خود پچھلی سیٹ پر بیٹھ چکی تھی۔

پچھلے پورے دن کے واقعات اسکے دماغ میں فلم کی طرح چل رہے تھے۔

بابا۔۔۔ عرش۔۔۔ ممی۔۔۔ عرش۔۔۔ بابا۔۔۔ سوتیلی امی۔۔۔

افف!

وہ آنکھیں موندتے سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا چکی تھی۔

ابھی اس کو آنکھیں موندے کچھ دیر ہی ہوئی تھی کہ اسکی گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ رکی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے؟"

اس نے پریشان ہوتے ڈرائیور سے پوچھا تھا۔

"میں ابھی دیکھتا ہوں میڈم گاڑی اچانک سے رکی ہے."

ڈرائیور نے دروازہ کھول کر باہر نکلتے اس سے کہا تھا۔

کچھ دیر تک جب وہ واپس نا آیا تو وہ خود بھی باہر نکل آئی اور پھر جو منظر اسکی نظروں نے دیکھا وہ اس کو دھچکا دینے کو کافی تھا۔

"یہ گاڑی ٹھیک نہیں ہونے والی۔"

یہ آواز کچھ جانی پہچانی سی نہیں ہے؟

www.novelsclubb.com

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟"

وہ شاک کے عالم میں اس تک گئی تھی۔

ہیزل آنکھیں اب تک بے یقین تھیں۔

"شاید مجھے یہ سوال آپ سے پوچھنا چاہیے."

تو یہ تھا عرش مصطفیٰ۔

وفا نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

وہ اس وقت پولیس کی وردی میں ملبوس ہمیشہ کی طرح خوبرو لگ رہا تھا جبکہ وفا اپنے کل والے ہی حلیے میں تھی۔

مگر اس حلیے میں بھی وہ کسی کو بھی چاروں شانے چت رکھنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آپ چاہیں تو میں آپکو گھر چھوڑ سکتا ہوں."

کئی بار کیے جانے والا سوال ایک بار پھر دہرایا گیا تھا۔

"نہیں میں خود جا سکتی ہوں۔"

کئی بار دیے جانے والا جواب ایک بار پھر دہرایا گیا تھا۔

"میڈم جی آپ صاحب کے ساتھ چلی جائیں میں گاڑی ٹھیک کروا کر گھر لے آؤں گا۔"

www.novelsclubb.com

ڈرائیور نے بھی ان دونوں کی گفتگو میں اپنا حصہ ڈالنا ضروری سمجھا تھا۔

"اپنی میڈم سے کہہ دو کہ میں گاڑی میں انکاانتظار کررہاہوں وہ آجائیں۔"

عرش نے اب کی بار وفا کو نظرانداز کرتے اسکے ڈرائیور سے کہا تھااور پھر اپنی گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔

آج شاید وہ پولیس وہیکل میں نہیں آیا تھا۔

اسکے گاڑی میں بیٹھنے کے کچھ دیر بعد وفا بھی اسکے ساتھ آکر بیٹھ گئی تھی۔

"آپ کی کل رات کی فلائٹ تھی؟"

عرش نے گاڑی سٹارٹ کرتے اس سے سوال کیا تھا۔

وفانے ایک نظر اسکی طرف دیکھا تھااور پھر جواب دیے بغیر چہرا موڑ کر بیٹھی رہی تھی۔

عرش سمجھ گیا کہ وہ بات نہیں کرناچاہتی تھی اس لیے خود بھی چپ کر کے بیٹھ گیا۔

"بابا کو ہارٹ اٹیک آیا تھا۔۔۔میں نہیں جا سکی۔"

کچھ دیر بعد وفا کی آواز گاڑی میں گونجی تھی۔

"اب کیسی طبیعت ہے انکل کی؟"

عرش نے موڑ کاٹتے اس سے پوچھا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

وفا نے ایک گہرا سانس لیتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کہاں چھوڑوں آپکو؟"

عرش نے اس سے پوچھا تھا۔

"کیا ہم کھانا کھانے جا سکتے ہیں؟"

وفا کے غیر متوقع سوال پر عرش نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا جبکہ کوشش پوری کی تھی کہ تاثرات واضح نا ہو سکیں۔

"Eventhough I have to go to the police station, but okay... "

وہ کچھ ٹھہر کر بولا تھا جبکہ وفا سیٹ کی پشت کے ساتھ سر ٹکا کر اپنی آنکھیں موند چکی تھی۔

وہ جانتی تھی کہ وہ اسکو نا نہیں کرے گا۔

شاید وہ اسکے دل کا راز بھانپ چکی تھی۔

"One creamy garlic parmesan chicken, one creamy tomato rigatoni, one Arancini with Peas and Mozzarella and for the desert a tiramisu please."

وفا نے ویٹر کو آرڈر دیتے عرش کی طرف دیکھا تھا جو کہ اس کی فر فر چلتی زبان دیکھ کر پہلی بار حیران ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ کیا لیں گے ؟"

وفا نے اب کی بار سے پوچھا تھا۔

"An Espresso."

عرش نے ویٹر سے کہا تھا جس کے بعد ویٹر وہاں سے چلا گیا تھا۔

وہ دونوں وفا کی ہی خواہش پر ایک مشہور اطالوی ریستوران میں آئے تھے اور جتنی ڈشز کے نام وفا نے اپنے ایک آرڈر میں لے لیے تھے، اتنے تو عرش نے سن بھی نہیں رکھے تھے۔

"آپ صرف کافی لیں گے؟"

وفا نے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں گھر سے ناشتہ کر کے آیا تھا۔"

عرش نے صاف گوئی کا مظاہرہ کیا تھا۔

ویسے بھی جہاں کافی، چائے ہو وہاں عرش کو دوسری چیزیں کم ہی دکھتی تھیں۔

"پلیز مجھے جج مت کیجیے گا۔۔۔میں اتنا نہیں کھاتی لیکن آج مجھے بہت بھوک لگی ہوئی ہے۔"

وفا سیلف کانشس ہو رہی تھی۔

عرش نے صرف کندھے اچکانے پر اکتفا کیا تھا۔

اسکو کیا؟ وہ جتنا مرضی کھائے۔

وہ شاید یہ نا سوچتا اگر وہ اسکی حقیقت سے آگاہ ہوتا۔

کھانا سرو ہوتے ہی وفا نے جس طریقے سے کھانا کھایا وہ عرش کے لیے غور طلب بات تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ ایسے کھا رہی تھی جیسے یہ اسکا آخری کھانا ہو۔

اپنی espresso سے گھونٹ بھرتے وہ اسکو دیکھ رہا تھا، مگر وہ اسکو نہیں دیکھ رہی تھی۔

کیا وہ stress eating کا شکار تھی؟

عرش صرف سوچ ہی سکا تھا۔

کھانا ختم ہونے کے بعد عرش کو وفا کے تاثرات دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے وہ ابھی قے کر دے گی۔

www.novelsclubb.com

"کیا آپ ٹھیک ہیں؟"

عرش نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔۔۔ نہیں۔۔۔ مجھے وامٹنگ فیل ہو رہی ہے۔"

وفا گھبراہٹ کا شکار ہوتے بولی تھی۔

ذہن میں ویٹ مشین گھوم رہی تھی۔

اس نے زیادہ کھالیا تھا۔

بہت زیادہ۔

ایک کلو بڑھ گیا ہو گا۔

"اٹس اوکے میں ادھر ہی کسی ریستوران کے واش روم میں آپکو لے جاتا ہوں۔"

عرش نے گاڑی سے باہر نکلتے اس سے کہا تھا اور پھر اسکو اپنے ساتھ لیے ایک

ریستوران میں چلا گیا تھا۔

کچھ دیر بعد وفا کی حالت بہتر ہوئی تو عرش اور وہ پھر عرش کی گاڑی میں سوار ہو گئے تھے۔

وفا کا چہرا شدید زرد لگ رہا تھا مگر تاثرات نہایت مطمئن جیسے کوئی بوجھ کندھوں سے سرکا ہو۔

عرش نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا تھا پھر اسکے اپنی گود میں دھرے ہاتھوں کو۔

"آپ کے ہاتھ بہت خوبصورت ہیں۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے غیر متوقع بات کی تھی۔

وفا نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

پھر اپنی گود میں دھرے اپنے ہاتھوں کو۔

اسکے ہاتھ خوبصورت تھے مگر زبردستی قے کرنے کی وجہ سے ان پر واضح سکریچز موجود تھے۔

کیا وہ اس پر طنز کر رہا تھا؟

"آپ کو کیا ہمیشہ ہی کھانا کھانے کے بعد قے ہو جاتی ہے؟"

عرش نے ایک اور سوال کیا تھا۔

کیا وہ سمجھ گیا تھا؟

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"

وفا نے ہچکچاتے ہوئے آہستگی سے اس سے کہا تھا۔

وہ اس شخص کو جھڑک نہیں پاتی تھی۔

ایک بار پہلے کسی نے اسکے ہاتھوں سے اسکی کنڈیشن کا اندازہ لگایا تھا اور اس نے اسکو جھڑک دیا تھا۔

کیا تمہیں اعاز جہانگیر اور وفا حدید کی پہلی ملاقات یاد ہے؟

عرش نے وفا کے گھر کے سامنے گاڑی روکی تھی۔

اسکے باہر نکلتے ہی وہ بھی گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

"خدا حافظ عرش۔"

وہ آہستگی سے کہتے اس کو ایک نظر دیکھتے مڑ گئی تھی۔

"ایک بات کہوں اگر برا نہیں مانیں گی تو؟"

وفا نے مڑ کر اسکو سوالیہ انداز میں دیکھا تھا۔

"اپنے ساتھ یہ ظلم مت کریں، آپ کی تکلیف آپ سے جڑے لوگوں کو بھی تکلیف دیتی ہے۔"

اسکا لہجہ نرم تھا۔

اتنا کہ وفا کو اپنا دل پگھلتا محسوس ہوا۔

وہ فوراً مڑ گئی تھی۔

عرش اسکو اندر جاتا دیکھ رہا تھا۔

پھر تب تک وہیں کھڑا رہا جب تک کہ وہ اندر نا چلی گئی تھی۔

"کیا آپ اس کمرے میں پھول رکھوانا پسند کریں گی؟"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

شہد رنگ آنکھیں دھوپ میں چمکتی سنہری لگ رہی تھیں۔

وہ اس کمرے میں موجود کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی جس سے چمکتا سورج واضح تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ میرے کمرے سے سارہ!"

تارا نے نکاہت زدہ آواز میں کہا تھا۔

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھیں۔

سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے انکا سر چکرا رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں آپ کے کمرے میں ڈھیر سارے پھول رکھوانا چاہتی ہوں۔"

سارہ نے انکی بات کو نظر انداز کرتے بے تاثر انداز میں کہا تھا۔

"خدا کی لعنت ہو تم پر سارہ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے!"

تارااب کی بار بھرپور قوت سے چیخی تھیں۔

سارہ نے ایک نظر انکو دیکھا تھا۔

اسی سرد نظر سے جو کہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

پھر وہ انکے کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

راہداری میں چلتی ملازمہ کو اس نے ہاتھ کے اشارے سے خود تک بلایا تھا۔

"میری گاڑی میں کچھ پھول رکھے ہیں انکو تارا صاحبہ کے کمرے میں رکھوا دینا۔"

اس پر حکم صادر کرتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ملازمہ اس کو حیران کن نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

کیوں بھلا؟

"عجیب باتیں کرتی ہیں سارہ بی بی بھی، تارا میڈم کو تو پھولوں سے سخت الرجی ہے، خیر ہے بڑے لوگ اور ان کی باتیں۔"

ملازمہ خود سے بڑبڑاتے ہوئے باہر کی طرف بڑھ گئی تھی۔

وہ اس بستر کے سامنے بے تاثر انداز میں بیٹھی ہوئی تھی۔

کچھ عورتیں بار بار اسکا کندھا تھپتھپاتی، پھر ایک دو جملے کہتیں اور باہر کی جانب بڑھ جاتیں۔

www.novelsclubb.com

"رو لو بیٹا، اپنے غم کو اپنے دل میں نا دباؤ۔"

انکی اس بات پر وہ صرف اثبات میں سر ہلا دیتی۔

سامنے بستر پر سفید چادر میں لپٹا ہوا وجود بھلا کس کا تھا؟

"تارا ایک اچھی عورت تھی، بس بڑی کم عمر لکھوا کر آئی تھی۔"

وہ شاید تارا کا کوئی پرانا شناس والا تھا۔

سارہ نے ایک سرد نظر اس پر ڈالی تھی۔

ان سب کو تارا سے کتنی ہمدردی تھی وہ اچھی طرح آگاہ تھی۔

لیکن ہمدردی تو اسکو بھی نہیں تھی۔

اب دکھاوے کے لیے تھوڑے آنسو بہانا بھی ضروری تھے۔

مگر کیوں۔۔۔

اسکو کیوں رونا نہیں آ رہا تھا؟

تارا کے لیے نا سہی اپنے لیے تو رو ہی سکتی تھی۔

"تم اس سے نہیں ملو گے اور نا ہی اس سے رابطہ رکھو گے، اسکے بدلے تمہیں جتنی رقم درکار ہو گی میں تمہیں دوں گی۔"

کہیں دور ماضی میں تارا اسکا سودا کر رہی تھی۔

آنسو ٹپ ٹپ کرتے اسکی شہد رنگ آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔

"پلیز مجھے میرے بھائی اور ماں جی کے پاس جانے دیں۔"

ہچکیاں لیتی چھوٹی بچی۔

www.novelsclubb.com

اسکے ساتھ حال میں موجود سارہ کی بھی ہچکیاں بندھ چکی تھیں۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایک دو عورتوں نے دکھاوے کے لیے ہی سہی اسکو اپنے ساتھ لگانا چاہا مگر سارہ سب سے دور ہوتے پیچھے کو دوڑی تھی۔

ماضی کی یاد بھی کیا عذاب تھی۔

دوڑتے ہوئے اسکو خیال نا رہا اور وہ بری طرح کسی سے ٹکرائی تھی۔

"مس سارہ کیا آپ ٹھیک ہیں؟"

وہ اعاز تھا۔

اپنی آنکھوں میں فکر مندی لیے وہ اسی کو دیکھ رہا تھا۔

پھر اس نے دیکھا کہ اسکے ساتھ وہ بھی تھی۔

وہ جو اسکی فیانسی تھی۔

اریبہ۔

www.novelsclubb.com

مگر اسکو ہوش کہاں تھا؟

وہ ادھر کھڑے کھڑے ہی اعاز کے ساتھ لگ کر رونے لگ گئ تھی۔

اریبہ نے تڑپ کر اعاز کی طرف دیکھا تھا جو کہ خود اس سچویشن کے لیے تیار نا تھا۔

اس نے سارہ کو نا خود سے دور کیا نا چپ کرانے کی کوشش کی۔

ڈرتے ڈرتے اس نے اریبہ کی طرف دیکھا تھا جو کہ شاکی حالت میں اس کے ساتھ لگی سارہ کو دیکھ رہی تھی۔

"میں باہر جا رہی ہوں، تم آ جانا۔"

اریبہ نے بمشکل اس سے کہا تھا۔

اس نے آتے ہوئے جو اعاز کا ہاتھ تھام رکھا تھا وہ اب اسے چھوڑ چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

اعاز نے مدد طلب نظروں سے اسکی طرف دیکھا تھا مگر اس نے آنکھیں جھپکتے اسکو "اٹس اوکے" کا اشارہ کر دیا تھا۔

یہ منظر کسی اور کی بھی نظروں سے مخفی نہیں رہا تھا۔

ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ اور کانسٹیبل مبین طاہر جو شاید تارا ناز کے انتقال کا سنتے یہاں آئے تھے۔

وہ دونوں اپنے یونیفارم میں ہی ملبوس تھے۔

www.novelsclubb.com

"سر میں باہر سے آتا ہوں۔"

مبین نے عرش سے کہا تھا اور اجازت ملتے ہی باہر کو چلا گیا تھا۔

عرش پر نظر پڑتے ہی سارہ آعاز سے دور ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری، مجھے خیال نہیں رہا کہ آپکی فیانسی آپکے ساتھ ہیں۔"

سارہ نے قدر شرمندہ لہجے میں اس سے کہا تھا۔

"اٹس اوکے مس سارہ۔آپکا لاس بھی تو اتنا بڑا ہے۔"

اعاز نے اس سے کہا تھا جبکہ دل میں خود بھی سارہ کا اسکے ساتھ ایسے لگنا اس کو عجیب لگا تھا۔

"آف کورس لاس تو انکا واقع بہت بڑا ہے۔"

عرش نا جانے کب ان دونوں کے ساتھ آ کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں ماں کھونے کا دکھ آپ کہاں سمجھیں گے ڈی ایس پی عرش مصطفی؟"

سارہ کا لہجہ بے تاثر تھا مگر ساتھ ہی ساتھ اس میں طنز کی بھی آمیزش تھی۔

"ماں کی خاطر ہی تو یہاں ہوں۔"

اس ایک جواب میں وہ سارہ کو اسکے ہر سوال کا جواب دینا چاہتا تھا۔

مگر وہ کیسے سمجھتی؟

وہ سمجھ ہی نہیں سکتی تھی۔

"سب ٹھیک ہے اریبہ وہ صرف اسکی کولیگ ہے۔۔ کچھ نہیں ہوتا، اسکی امی کی ڈیتھ ہوئی ہے وہ پریشان ہوگی۔"

وہ کب سے خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر نا جانے کیوں اس کو غصہ آ رہا تھا۔

وہ اپنی گاڑی کے ارد گرد چکر پر چکر کاٹ رہی تھی۔

مگر یہ رقابت کا جذبہ!

"برا لگ رہا ہے؟"

وہ آواز۔۔۔

وہ آواز نہایت جانی پہچانی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مبین؟"

اریبہ نے چونک کر اپنے پیچھے دیکھا تھا جہاں وہ کھڑا ہوا تھا پھر چلتے چلتے اسکے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

وہ اب بھی ویسا تھا۔

عام سا۔

مگر اب اسکے لہجے میں کچھ تھا۔

ایک ٹھہراؤ سا۔

وہ دونوں اریبہ کی گاڑی کے بونٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"کیا نہیں لگنا چاہیے برا؟"

www.novelsclubb.com

کچھ دیر کے توقف کے بعد اریبہ نے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں۔"

مبین نے آرام دہ انداز میں کہا تھا۔

اریبہ نے اپنی آنکھیں میچیں تھیں۔

"کیا آپ نہیں پوچھیں گی میں سی-اے کر رہا تھا تو پولیس میں کیسے آگیا؟"

مبین نے اسکے سوال کا جواب دینے کے بجائے خود سے ایک سوال داغا تھا۔

"کیوں؟"

اریبہ نے اسکی طرف دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"سچ بتاؤں تو جو میری محبت آپ کو مذاق لگتی تھی یا شاید آپ کو کبھی نظر ہی نہیں آئی تھی۔۔۔"

مبین ایک پل کو رکا تھا اور وہیں اریبہ کو لگا تھا کہ اسکا دل بھی رک گیا ہو۔

"جب میرے والد کو کینسر ہوا تو مجھے سب بھول گیا، مجھے جلد از جلد جاب چاہیے تھی۔ مجھے ہماری یونیورسٹی بہت بری لگتی تھی۔ میں سی-اے کرنا ہی نہیں چاہتا تھا مگر صرف آپ کو دیکھنے کی خاطر مجھے وہاں آنا پڑتا تھا۔"

اریبہ کو احساس نا ہوا کہ کب اس کو اپنی آنکھیں بھرتی محسوس ہوئی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ابو کی بیماری کی وجہ سے مجھے اپنی ڈگری چھوڑنی پڑی، میں آخری سال کے پیپرز نہیں دے سکا، آپ نے شاید غور بھی نہیں کیا ہو گا۔"

مبین نے اب کی بار ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا۔

اریبہ کو دنیا میں کسی کی ہنسی اتنی بری نہیں لگی تھی جتنی اس وقت مبین کی لگی تھی۔

"مجھے اس وقت صرف پولیس کی ویکینسیز نظر آئی تھیں، یہ کوئی اعلیٰ عہدے دار کی پوسٹ نہیں تھی، لیکن مجھے کچھ بھی کر کے جاب ڈھونڈنی تھی۔ ہمارے کوئی رشتے دار نہیں تھے جو ہماری مدد کرتے، ہمارے پاس کچھ نہیں تھا۔ میں اپنی ماں کو پہلے ہی کھو چکا تھا اب ابو کو نہیں کھو سکتا تھا۔"

اس کا لہجہ اب کچھ ایسا تھا جیسے وہ بمشکل ضبط کر رہا ہو۔

www.novelsclubb.com

"مجھے جاب ملی تو میں نے بہت محنت کی،ابو کو بچانا جو تھا۔ابو کی بیماری نے مجھے مرض عشق سے صحتیاب کر دیا تھا مگر خود وہ نا بچ سکے۔میرے ایڑی چوٹی کا زور لگانے کے بعد بھی میں انکو نا بچا سکا۔"

مبین نے اب کی بار اریبہ کی طرف دیکھا تھا جس کا چہرا آنسوؤں سے تر تھا۔

"ارے آپ رو کیوں رہی ہیں،اس میں آپ کا کوئ قصور نہیں۔"

مبین نے بمشکل مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"مجھے معاف کر دو مبین،تم سے محبت کرنا میرے بس میں نہیں تھا۔"

اریبہ نے اپنا چہرا صاف کرتے اس سے کہا تھا۔

"میں آپ کو افسردہ نہیں کرنا چاہتا تھا، بس اتنا بتانا چاہتا تھا کہ ایک پل آتا ہے زندگی کا جب انسان کو محبت بھول جاتی ہے، جیسے مجھے بھول گئی تھی۔اس لیے غم نا کریں جو آپ کا ہے وہ آپ کا ہی رہے گا۔"

مبین نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

تب ہی ان دونوں کو اپنے سامنے اعاز اور عرش آتے دکھائی دیے تھے۔

"اور خود کو یہ سوچ کر تکلیف مت دیجیے گا کہ کوئی ملائم مبین آپ سے محبت کرتا ہے، آعاز جہانگیر کی منگیتر سے ملائم مبین محبت کر ہی نہیں سکتا۔"

وہ ہنسا تھا اور اریبہ بھی ہنسی تھی۔

وہ شاید واقعی اب اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔

ایک بوجھ سا تھا جو اسکے کندھوں سے سرکا تھا۔

"ملائم مبین."

اعاز نے بری سے شکل بناتے اس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا تھا۔

"اعاز جہانگیر۔"

مبین نے مسکراتے ہوئے اس کا ہاتھ تھام لیا تھا۔

"چلیں؟"

اس نے اریبہ سے پوچھا تھا اور پھر گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"خداحافظ مبین طاہر، پھر ملیں گے۔"

اریبہ یہ کہتے ہی گاڑی کی پیسنجر سیٹ کی طرف بڑھ گئی تھی۔

"خدا کرے کہ آپ اور میں دوبارہ کبھی نا ملیں اریبہ سلطان۔"

ان دونوں کو گاڑی میں ساتھ بیٹھے دیکھ اسکا دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔

کیا وہ کہتا ہے کہ محبت نہیں ہے؟

محبت ہے، مگر اب بس اسکا دل اسکے قابو میں آ چکا تھا۔

عرش نے گہری نظروں سے مبین کو دیکھا تھا۔

مگر وہ جانتا تھا کہ وہ اسکے معاملے میں دخل اندازی نہیں کر سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com------------

وہ اپنے بستر پر آڑھا ترچھا لیٹا ہوا تھا۔

سب غلط ہو رہا تھا اور اس سب میں کہیں نا کہیں اسکا ہاتھ بھی تھا۔

اس نے بے اختیار اپنا ماتھا مسلا تھا۔

"اتار دیں اس وردی کو آپ انصاف نہیں کر سکیں گے۔"

سارہ کی آواز اسکے دماغ میں گونجی تھی۔

وہ سچ کہہ رہی تھی۔

وہ انصاف نہیں کر سکتا تھا۔

فون کی رنگ ٹون بجنے کی وجہ سے وہ اپنے خیالات سے چونکا تھا۔

ماں جی کی کال تھی۔

وہ انکا فون نہیں کاٹ سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"السلام و علیکم ماں جی."

اس نے اپنا لہجہ قدر بشاش بنانے کی کوشش کی تھی۔

"وعلیکم اسلام پتر۔"

ماں جی کا لہجہ افسردہ تھا۔

اس نے انکوتارا ناز کی موت کا بتادیا تھا۔

"تو مینوں تارا دے جنازے اچ کیوں نئی شریک ہون دتا عرش۔"

ماں جی تقریباً رونے والی ہی تھیں۔

www.novelsclubb.com

"ماں جی آپکے یہاں آنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا، آپ نے یہاں آکر بہت تنگ ہونا تھا۔"

عرش نے انکو سمجھانا چاہا تھا۔

"تنگ ہوندی تے کی سی، اپنی پین ور گی نند نوں تے آخری وری دیکھ لیندی۔"

ماں جی اب رونے لگی تھیں۔

"ماں جی پلیز آپ روئیں مت، آپ بس ان کے لیے دعا کریں۔"

عرش نے اپنا ماتھا مسلتے کہا تھا۔

"سارہ تے بوت دکھی ہونی، تواودا خیال رکھا کر عرش پتر، پین اے تیری۔"

ماں جی نے عرش سے کہا تھا۔

"جی۔"

اس نے بے دلی سے حامی بھری تھی جبکہ ذہن میں ایک بار پھر وہ منظر تازہ ہو گیا تھا جب سارہ اعاز کے گلے لگی رو رہی تھی۔

"ماں جی میں آپ سے تھوڑی دیر تک بات کرتا ہوں ابھی کچھ کام ہے۔"

وہ ان سے سارہ کے بارے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"ٹھیک ہے پتر اپنا خیال رکھیں۔"

ماں جی نے اس سے کہتے فون بند کر دیا تھا۔

"آہ سارہ!"

اس نے ایک گہری سانس لی تھی۔

کچھ مسنگ تھا۔

کچھ بہت اہم۔

اسکو شک تھا، مگر جو شک تھا اگر وہ درست ثابت ہو جاتا تو کسی کے لیے اچھا ثابت نا ہوتا۔

وہ دونوں اسکے کمرے سے ملحقہ بالکونی میں موجود جھولے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

ان کو وہاں بیٹھے کافی دیر ہو چکی تھی مگر اب تک کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم کیا مجھ سے خفا ہو؟"

اس نے اسکی طرف دیکھا تھا جو کالے گہرے آسمان کو دیکھ رہی تھی۔

شاید تارے گن رہی تھی۔

یا شاید چاند کی خوبصورتی کو دل ہی دل میں سراہ رہی تھی۔

چاند کی روشنی اسکے چہرے پر پڑ رہی تھی اور اسی روشنی میں اسکا چہرا چمک رہا تھا۔

ایک پل کو تو آعاز جہانگیر نظریں نہیں ہٹا پایا تھا۔

"نہیں۔۔ تمہیں ایسا کیوں لگا؟"

اب کی بار اریبہ نے اسکی طرف دیکھتے اس سے سوال کیا تھا۔

آعاز کا ٹرانس فوراً ٹوٹا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم بات نہیں کر رہی نا اس لیے۔"

اعاز نے بھی آسمان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

چاند اتنا بھی خوبصورت نہیں لگ رہا تھا۔

اس کے ساتھ بیٹھی لڑکی زیادہ خوبصورت تھی۔

اف!!!

اس نے فوراًاًپنے دل کو ڈپٹا تھا۔

"میں تم سے ناراض نہیں ہوں اعاز، بس اس لڑکی کی حرکت نے مجھے ایک پل کے لیے شاک کر دیا تھا۔"

اریبہ آہستگی سے بولی تھی۔

www.novelsclubb.com

"شاک تو میں بھی ہوا تھا، مگر شاید اپنے دکھ میں اس کے ذہن میں کچھ نا آیا ہو۔"

اعاز نے اب کی بار کچھ سوچتے ہوئے کہا تھا۔

"کل لنچ کرنے چلیں کہیں؟"

اعاز نے کچھ دیر رک کر اس سے پوچھا تھا۔

"کیوں؟"

اریبہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

وہ خود سے اسکو بہت کم باہر جانے کا کہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایسے ہی۔"

اعاز نے کندھے اچکائے تھے۔

"تمہیں لگتا ہے کہ میں تم سے ناراض ہوں اس لیے تم مجھے لنچ کروانے لے کر جانا چاہتے ہو؟"

اریبہ نے آئبرو اچکا کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

"میں صرف اپنی منگیتر کو باہر لے کر جانا چاہتا ہوں، نہیں چلنا تو بتاؤ سارہ کو لے جاتا ہوں۔"

اعازاب کی بار مسکراتے ہوئے جھولے سے کھڑا ہوا تھا۔

اس جملے کا مقصد صرف اریبہ کو چڑانا تھا۔

www.novelsclubb.com

ہاااا!

اریبہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"اعاز جہانگیر میں تمہارا خون پی جاؤں گی اگر تم نے میرے علاوہ کسی اور کے بارے میں سوچا بھی تو! کل میں تیار رہوں گی پک کر لینا مجھے !"

غصے میں پیر پٹخ کر کہتی وہ اپنے کمرے کی طرف جا چکی تھی جبکہ دروازہ ایک دھاڑ کے ساتھ بند کرنا وہ نا بھولی تھی۔

اعاز حیرانی سے اسکے رویے کو دیکھ رہا تھا جبکہ اس نے صرف مزاق کیا تھا اور اریبہ اس بات سے آگاہ تھی۔

"ایسا بھی کیا کہہ دیا میں نے؟"

وہ صرف سوچ ہی سکتا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنے سامنے ایک کیس فائل کھولے بیٹھا تھا۔

آفس میں چلتے اے سی کی ٹھنڈک میں بھی اس کو لگ رہا تھا گویا اس کو پسینہ آرہا ہو۔

کڑی سے کڑی مل رہی تھی۔

مگر اسکا دل انکاری تھی۔

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟"

وہ خود سے کہہ رہا تھا۔

ذہانت سے بھرپور آنکھوں میں شدید الجھن تھی۔

www.novelsclubb.com

"سر میں اندر آجاؤں؟"

وہ مبین تھا۔

عرش نے اسکو اندر آنے کی اجازت دی تھی۔

"سر آئی جی صاحب دن میں کوئی تیسری مرتبہ کال کر چکے ہیں، میں کتنی دفعہ مزید بہانے بناؤں؟"

مبین کا لہجہ اپنے اندر کچھ تشویش لیے ہوا تھا۔

"مبین یہ کیس۔۔۔اتنا سیدھا نہیں ہے۔۔۔مجھے مزید وقت درکار ہے۔"

وہ پریشان تھا اور شاید پہلی بار اس نے اپنی پریشانی کا اظہار مبین کے سامنے کیا تھا۔

ساتھ ہی ساتھ مبین کو بیٹھنے کا بھی اشارہ کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر تیمور تو پکڑا گیا ہے اور اس سے ہمیں کافی معلومات ملی ہے، میرے خیال میں ہمیں ایم این اے صاحب کو ٹریک کرنا چاہیے۔"

مبین نے کہا تھا۔

"شاید تم صحیح کہہ رہے ہو۔"

عرش نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

"سر کیا آپ کو اس کیس کے علاوہ

بھی کوئی پریشانی ہے؟"

وہ جانتا تھا کہ وہ اسکو نہیں بتائے گا مگر حرج ہی کیا تھا؟

www.novelsclubb.com

"ہاں مبین۔۔۔ایک بہت بڑی پریشانی ہے،اسکا حل صرف ایک ہے اور میرے اندر اتنی ہمت نہیں کہ وہ کر دکھاؤں۔"

عرش نے تھکے ہوئے انداز میں کہا تھا۔

شاید وہ پہلی بار کسی کے سامنے کھلا تھا۔

"سر کبھی کبھی کسی چیز سے جذباتی وابستگی ہونا بڑا جان لیوا ثابت ہوتا ہے۔انسان دماغ کی جگہ دل کی سننے لگتا ہے۔"

مبین کی اس بات پر عرش اپنی ریوالونگ چیئر کی پشت سے اپنی کمر ٹکاتا قدر آرام دہ ہوا تھا۔

"اسکا حل کیا ہے کانسٹیبل مبین طاہر؟"

وہ واقعی حل جاننا چاہتا تھا۔

"It's very simple sir."

مبین نے میز پر پڑا پیپر ویٹ اٹھایا تھا۔

پیپر ویٹ کے نیچے موجود کاغذ پھڑ پھڑانے لگے تھے۔

"دل پر پتھر رکھنا پڑتا ہے۔"

اور پھر اس نے پیپر ویٹ قدر زور سے واپس میز پر ان کاغذوں کے پلندے پر رکھ دیا تھا۔

اب کاغذ ساکت ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

اپنی تیاری پر ایک آخری نظر ڈالنے کے بعد وہ مکمل طور پر تیار تھی۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ آج پھر اپنے آفس میں موجود اسی کیس فائل کو دیکھ رہا تھا۔

سیاہ آنکھیں نہایت سنجیدہ تھیں جن میں کچھ سرخی واضح تھی جبکہ شیو کچھ بڑھ چکی تھی۔

شاید وہ کل رات سے سو نہیں پایا تھا۔

سیاہ بوٹ کٹ پینٹ اور سفید چکن کاری کی شارٹ فراک میں ملبوس وہ بے شک پیاری لگ رہی تھی۔

اپنے بال اس نے ہالف کیچر میں مقید کر رکھے تھے جبکہ چہرے پر ہمیشہ کی طرح ہلکا پھلکا میک اپ کر رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دو لوگ ہیں۔۔۔"

WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ بڑبڑایا تھا۔

مگر اس بات سے وہ پہلے ہی آگاہ تھا۔

وہ پین اٹھا کر فائل پر کچھ لکھنے لگا تھا جب یکدم اس کے آفس کی تمام لائٹس بند ہو گئی تھیں۔

اس نے فوراً اپنے موبائل کی ٹارچ آن کی تھی۔

وہ جانتا تھا ابھی کچھ دیر میں جنریٹر آن ہو جائے گا۔

کب آؤ گے یار؟"

میسج ٹائپ کرتے ساتھ وہ بول بھی رہی تھی۔

وہ کافی دیر سے اسکا انتظار کر رہی تھی۔

اب اس نے تھک ہار کر اسکو کال بھی ملالی تھی جو کہ تیسری بیل پر اٹھالی گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کدھر ہو اعاز؟"

وہ بیزاری سے بولی تھی۔

مقابل کچھ بولا تھا جس پر اس کے ماتھے پر بل پڑے تھے۔

"واہ واہ اب پک بھی میں تمہیں کروں؟۔۔۔اچھا آتی ہوں۔"

اس نے بڑبڑاتے ہوئے فون بند کیا تھا۔

"یہ صحیح ہے ہر کام اریبہ سلطان کے کھاتے میں ڈال دو۔"

گاڑی کی چابی ڈریسنگ ٹیبل سے اٹھاتے وہ بڑابڑا بھی رہی تھی۔

"کیا مصیبت ہو گئی ہے ؟"

شاید سب جنریٹر چلانا بھول گئے تھے۔

وہ اپنی ریوالونگ چیئر سے اٹھتا دروازے تک گیا تھا۔

مگر یہ کیا؟

وہ تولا کڈ تھا۔

اس نے اسکو قدر زور سے کھینچنے کی کوشش کی مگر وہ نا کھلا۔

"یہ نہیں کھلنے والا ڈی ایس پی."

وہی مشینی آواز۔

www.novelsclubb.com

عرش نے مڑتے ٹارچ کی روشنی اس آواز کے تعاقب میں ماری تھی۔

وہاں کوئی نہیں تھا۔

پھر اس نے پورے کمرے میں ٹارچ ماری۔

اس کمرے میں اسکے سوا کوئی نا تھا۔

"کون ہو تم؟"

عرش چوکنا ہوا تھا۔

ہاسپٹل کی راہداری میں چلتے اسکا موڈ قدر بہتر ہو چکا تھا۔

اس نے رسیپشنسٹ سے آعاز کے آفس کا پوچھا تھا مگر تب ہی اس کو وہ آتا نظر آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

سکائی بلیو ڈریس شرٹ اور گرے ڈریس پینٹس میں ملبوس۔

بالوں کو جیل سے سیٹ کیے اور بازؤں میں اپنا اوورل لٹکائے وہ ہمیشہ کی طرح وجیہہ لگ رہا تھا۔

وہ شاید اریبہ کو دیکھ چکا تھا جس وجہ سے اس نے اسکی طرف ایک مسکراہٹ اچھالی تھی۔

اریبہ بھی اس کو دیکھ کر مسکرائی تھی مگر اس کی مسکراہٹ تب تھمی تھی جب آعاز کے بائیں جانب چلتی لڑکی سفید ماربل کے فرش پر گری تھی۔

"میں اس وقت تمہارا دشمن نہیں ہوں۔"

مقابل نے جواب دیا تھا۔

عرش کی آنکھوں میں الجھن ابھری تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا چاہتے ہو تم؟"

عرش اب بھی چوکنا تھا۔

وہ کوئی رسک نہیں لے سکتا تھا۔

"تمہاری مدد کرنا چاہتا ہوں۔"

مشینی آواز میں کچھ مسکراہٹ کا عنصر نمایاں تھا۔

"کیسی مدد اور کیوں؟"

عرش نے فوراً پوچھا تھا۔

"کیوں کو چھوڑ دو ڈی ایس پی۔"

www.novelsclubb.com

وہ شاید مسکرا رہا تھا۔

"جانتے ہو مجھے کتابیں پڑھنے کا بہت شوق ہے، حال ہی میں، میں نے ایک کتاب پڑھی تھی اس کا ایک فقرہ مجھے بہت پسند ہے۔ کیا تم اسے سننا چاہو گے ؟"

وہ شخص ٹھہرا تھا۔

عرش نے کوئی جواب نہیں دیا تھا مگر اسکا پورا جسم کان بن چکا تھا۔

اعاز اس لڑکی کی چیخ پر مڑتا فوراً اس کو سہارا دینے کے لیے جھکا تھا۔

وہ لڑکی اب درد سے بلبلا رہی تھی۔

یہ منظر شاید دردناک نا تھا۔

مگر پھر اس لڑکی نے اعاز کی شرٹ تھام لی اور اسکے ساتھ لگی رونے لگ گئ۔

اریبہ کو لگا گویا کسی نے اسکے دل پر پاؤں رکھا ہو۔

"مس سارہ پلیز خود کو سنمبھالیں۔"

اعاز اس کو بمشکل خود سے دور کرتا کہہ رہا تھا۔

اریبہ کو اپنے چہرے پر کچھ گیلا سا محسوس ہوا۔

اس نے آہستگی سے اپنے چہرے کو ہاتھ لگایا تھا۔

"نہیں! نہیں! سب کے سامنے تو بالکل نہیں.

وہ دل میں سوچتے مڑ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"Love is as dangerous as hate,for we as humans are bound to lose control of who we are in the heat of the moment".

مشینی آواز اب تھم چکی تھی۔

اچانک سے سارے کمرے میں روشنی بکھری تھی۔

عرش اپنی جگہ ساکن کھڑا رہ گیا تھا۔

سارہ کو کچھ نرسز کے حوالے کرنے کے بعد اسکی نظر وہاں پڑی تھی جہاں کچھ دیر پہلے اریبہ کھڑی تھی۔

"Damn it!"

اس نے بے بسی سے اپنے سر کے بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔

اس نے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنا چہرا اچھی طرح صاف کیا تھا۔

جو بھی ہوا تھا کسی کو پتا نہیں چلنا چاہیے تھا۔

"ارے اروآپی! آپ جلدی گھر آ گئیں؟"

وہ زویا کی آواز تھی۔

اریبہ نے بمشکل مسکراتے ہوئے اسکی طرف دیکھا تھا۔

"ہاں۔"

www.novelsclubb.com

وہ اسکو کیا بتاتی اب۔

"مجھے تو اعاز بھائی نے کہا تھا لمبا پلان ہے اس لیے میں آنٹی سے ملنے آ گئی۔"

زویا نے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

اس نے آج ڈارک بلیو بلاک پرنٹ کرتے کے نیچے سفید ٹراؤزر پہن رکھا تھا جبکہ بال اونچی پونی میں مقید تھے۔

"اچھا کیا۔۔۔ میں چلتی ہوں مجھے کچھ کام ہے."

وہ اسکو ٹال رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ارے اریبہ تم جلدی آ گئی؟"

ردا سلطان ایک ٹرے میں ڈونٹس اور کافی رکھے وہاں چلی آئی تھیں۔

"مما پلیز میں تھکی ہوئی ہوں تھوڑی دیر تک بات کرتی ہوں۔"

اریبہ اب کی بار بیزاری سے بولتی فوراً اپنے کمرے میں چلی گئی تھی۔

"اسے کیا ہوا؟"

ردا ٹرے زویا کے سامنے رکھتی بولی تھیں۔

"وہی جو سارے کپلز کا چلتا رہتا ہے، آپ chill کریں۔"

www.novelsclubb.com

زویا نے اپنا کافی کا کپ لبوں سے لگاتے کہا تھا۔

ردا مطمئن نہیں ہوئی تھیں مگر اس وقت کر بھی کیا سکتی تھیں۔

اپنے کمرے میں داخل ہوتے ہی اس نے دروازہ لاک کیا تھا۔

موبائل اور بیگ ایک طرف پھینکتے وہ گرنے کے انداز میں اپنے بیڈ پر بیٹھی تھی۔

ذہن میں بار بار ایک ہی منظر گھوم رہا تھا۔

وہ ایسی تو نہیں تھی.

پھر ایسا محسوس کیوں کر رہی تھی؟

اسکا فون بار بار بج رہا تھا۔

وہ جانتی تھی کہ اس وقت ایک ہی شخص ہو سکتا تھا۔

مگر وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یار فون اٹھاؤ ارو! پلیز فون اٹھاؤ!"

وہ فون کان سے لگائے بار بار اسکو فون لگا رہا تھا جو کہ فون اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔

وہ ہوا اپنا فون واپس جیب میں رکھ کر اب اپنا ماتھا مسل رہا تھا۔

پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے اپنا رخ سارہ کے کمرے تک کیا تھا۔

کمرے کا دروازہ ناک کرتے وہ اندر داخل ہوا تھا۔

سارہ وہاں آرام دہ انداز میں کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی جبکہ ایک پاؤں پر پٹی باندھ کر اسے سامنے سٹول پر رکھا ہوا تھا۔

"اب آپکی طبیعت کیسی ہے مس سارہ؟"

اعاز نے اس سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ٹھیک ہوں میں اب۔۔۔آئی ایم سوری آپ کو میری وجہ سے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔"

سارہ کا انداز بے تاثر تھا۔

اعاز کبھی اسکے اس انداز کو سمجھ نہیں پاتا تھا۔

"کیا آپکی منگیتر پھر میری وجہ سے چلی گئی؟"

سارہ نے اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں اس۔۔۔کو۔۔۔کچھ کام تھا۔"

www.novelsclubb.com

اعاز نے گلا کنگھارتے بہانا کیا تھا۔

وہ اریبہ کو کسی رینڈم انسان سے ڈسکس نہیں کر سکتا تھا۔

"اگر وہ آپ پر بھروسہ نہیں کرتی تو اس تعلق کا کیا فائدہ؟"

سارہ کی اس بات پر اعاز نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا تھا۔

"مس سارہ مجھے نہیں لگتا کہ میں نے آپکو اپنے پرسنلز میں گھسنے کی اجازت دی ہے۔"

وہ تلخ نہیں تھا۔

مگر اسکا لہجہ دوٹوک تھا۔

ایک پل کے لیے سارہ چپ ہو گئ تھی۔

وہ کبھی ایسے بات نہیں کرتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سوری۔"

مگر پھر اس نے فوراً معذرت کر لی تھی۔

اعاز اثبات میں سر ہلاتے اسکے کمرے سے چلا گیا تھا۔

وہ اسکے گھر کے باہر گاڑی پارک کرتے گیٹ سے اندر بڑھ گیا تھا۔

اریبہ کو منانا مشکل نہیں تھا۔

لیکن یہ بھی اس بات پر منحصر تھا کہ وہ اس کو کتنا غلط سمجھی تھی۔

مگر وہ حیران تھا، اریبہ کبھی بھی jealous type نہیں رہی تھی۔

پھر اب اس کو کیا ہوتا جا رہا تھا؟

www.novelsclubb.com

لیکن خیر!

اندر سے آتی زویا کی آواز پر اسکے چلتے قدموں کو بریک لگی تھی۔

زویا نے یقیناً بات کی کھال اتارنی تھی۔

پھر جس کو نہیں بھی پتا چلنا تھا انکی لڑائی کا، اسکو بھی پتا چل جانا تھا۔

اس نے اوپر سے اریبہ کے کمرے کی بالکونی دیکھی تھی۔

اونچائی زیادہ تھی۔

مگر پھر اس کو دیوار کے ساتھ اوپر جاتا لوہے کا موٹا پائپ نظر آیا۔

گہری بھوری آنکھوں کی چمک میں اضافہ ہوا تھا۔

اب اگر تم دیکھو تو منظر کچھ یوں تھا کہ اعاز پائپ پر اپنی ٹانگیں اور بازو پھنسائے بمشکل اوپر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا کیا کرنا پڑتا ہے مجھے۔"

وہ ساتھ ساتھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔

وہ اپنے سٹڈی ٹیبل پر بیٹھی آفس کا کام نبٹا رہی تھی۔

اپنے آپ کو غمگیں ہونے سے بچانے کے لیے اس نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کا فیصلہ کیا تھا۔

اچانک عجیب و غریب آوازوں نے اس کو چونکنے پر مجبور کر دیا۔

وہ آوازیں ایسی تھیں گویا کوئی لوہے کی پلیٹ پر ڈھول بجانے کی کوشش کر رہا ہو۔

بہت دیر تک بھی جب وہ آواز نا رکی تو وہ اسکے تعاقب میں اپنے کمرے سے ملحقہ بالکونی کا دروازہ کھولتے اس میں نکل آئی تھی۔

ادھر ادھر دیکھنے کے بعد بھی اس کو اندازہ نا ہوا کہ آواز کہاں سے آ رہی تھی مگر تب ہی ریلنگ پر کسی کا ہاتھ ابھرا تھا۔

اریبہ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئی تھیں۔

"کون ہے ؟!"

اس نے بمشکل اپنا لہجہ سخت بنانے کی کوشش کرتے پوچھا تھا۔

"میں ہوں! مجھے اوپر چڑھنے میں مدد کرواریبہ!"

کیا؟

اریبہ فوراً ریلنگ تک بڑھی تھی۔

"اعاز! تم یہ کیا کر رہے ہو؟"

بمشکل اس کو اوپر چڑھنے میں مدد کرتے اس نے اس سے پوچھا تھا۔

اللہ جانے کیا کھاتا تھا وہ جو اتنا وزنی تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں منانے آیا ہوں."

زمین پر ہی بیٹھتے اس نے اپنے ہاتھ باہم ملا کر رگڑے تھے۔

شاید وہ پائپ پر چڑھنے کی وجہ سے چھل گئے تھے۔

"تم دروازے سے بھی آ سکتے تھے."

اریبہ نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے اس سے کہا تھا۔

"جو پائپ پھلانگ کر رومیو والی فیلز آئی ہیں انکو بھلا میں کیوں مس کرتا؟"

اعاز نے معصومیت سے کہا تھا اور پھر فوراً اریبہ کا ہاتھ کھینچ کر اسکو اپنے مقابل بیٹھا لیا تھا۔

وہ جو بالکل اس حملے کے لیے تیار نا تھی گرتے گرتے بچی تھی۔

"آج لگتا ہے تم اپنے ساتھ ساتھ میری بھی ہڈیاں تڑوانے کے موڈ میں ہو!"

اریبہ نے اسکے اس انداز پر چوٹ کرتے اس کو گھورا تھا۔

"تم کیوں واپس آئی تھی اریبہ، ہم نے ساتھ لنچ کرنا تھا یاد ہے؟"

اعاز نے اب کی بار اس سے نرم لہجے میں پوچھا تھا۔

اریبہ ایک پل کے لیے چپ ہو گئی تھی۔

اب وہ اس کو کیا بتاتی؟

www.novelsclubb.com

"مجھے اس لڑکی سے اچھی vibes نہیں آتیں اعاز۔"

وہ بس اتنا ہی بول سکی تھی۔

"میں کوئی jealous fiance نہیں ہوں، لیکن مجھے اسکا ایسے تمہارے قریب ہونا بہت برا لگتا ہے۔ تم سمجھ رہے ہو نا؟"

اریبہ اب کی بار کسی چھوٹے بچے کی طرح بولی تھی جس کو اپنی پسندیدہ چیز کسی سے شئیر کرنا پسند نہیں تھا مگر وہ یہ بھی نا چاہتا ہو کہ کوئی اس کو غلط سمجھے۔

"ہاں سب سمجھتا ہوں۔"

اعاز نے بمشکل اپنی مسکراہٹ دباتے کہا تھا۔

اب وہ اس سے کیا کہتا کہ وہ واقعی ایک jealous fiance بن چکی تھی۔

----

www.novelsclubb.com

وہ اس خالی کینوس کے سامنے ہاتھوں میں برش پکڑے کھڑی تھی۔

شہد رنگ آنکھیں ہر تاثر سے عاری تھیں۔

اس نے کالی ٹی شرٹ کے نیچے کالی ہی یوگا پینٹس پہن رکھی تھیں جبکہ گھنگریالے بال کھول رکھے تھے۔

وہ کھڑی کیسے تھی؟

کیا اسکے پیر میں چوٹ نہیں لگی تھی؟

دروازے پر ہوتی دستک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

ساتھ ہی ساتھ کوئی شخص اندر بھی داخل ہوا تھا جس کو ایک نظر دیکھ کر وہ واپس اپنے کام میں مشغول ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"آج کس کو پینٹ کرنے کا ارادہ ہے؟"

مقابل کا لہجہ سرد تھا۔

سارہ نے اسے کوئی جواب نا دیا تھا۔

"کیا تمہیں خوف نہیں آتا سارہ؟"

مقابل کا لہجہ اپنے اندر افسوس لیے ہوئے تھا۔وہ جو آج اس سے یونیفارم میں ملنے نہیں آیا تھا بلکہ سادہ کالے کرتا شلوار ملبوس تھا۔

"آپ کھل کر بات کریں تو بہتر ہوگا۔"

سارہ نے اب کی بار اپنے بھائی کی طرف دیکھا تو جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا۔

اس نے اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

وہ سفید کپڑے سے ڈھانپے گئے کینوسز کو دیکھ رہا تھا۔

"تم اتنی ظالم کیسے ہو سکتی ہو؟"

کالی گہری آنکھوں میں رنج تھا۔

سارہ نے اسکو عجیب نظروں سے دیکھا تھا۔

"ہسپتال میں ہونے والے قتل۔۔۔ تم نے کیے تھے؟"

عرش نے بمشکل اپنا سوال پورا کیا تھا۔

سارہ نے ایک نظر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں۔"

اسکے لہجے میں کچھ نا تھا۔

عرش ضبط کیے کھڑا رہا۔

"اب آپ مجھے بتائیں۔۔۔ کیا کریں گے؟ مجھے پھانسی چڑھوائیں گے؟"

سارہ کا لہجہ استہزائیہ ہوا تھا۔

وہ چلتی چلتی سفید کپڑے سے ڈھانپے گئے کینوسز تک گئی تھی اور پھر ان پر سے کپڑا کھینچ کر اتارا تھا۔

"کیسی اذیت تھی ان کے چہروں پر۔۔۔"

وہ مصنوعی افسوس سے کہہ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

عرش کو لگا کہ اگر وہ مزید وہاں کھڑا رہا تو اسکا دل بند ہو جائے گا۔

کیا تمہیں پتا ہے کہ وہ پینٹنگز کن کی تھیں؟

ماریہ شاہ، عشناء اسلام اور فرح کی!

مگر وہ کوئی عام پینٹنگز نہیں تھیں۔

وہ پینٹنگز ان کی موت کی منظر کشی کر رہی تھیں۔

کیا کوئی اتنا سنگدل بھی ہو سکتا تھا؟

"اگلی پینٹنگ تارا ناز صاحبہ کی بناؤں گی؟ پوسٹ مارٹم کروایا تھا نا آپ نے؟ کیا نتیجہ نکلا اسکا؟"

وہ اب اس سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے ان میں بہت بے تکلفی ہو۔

www.novelsclubb.com

"یہی کہ۔۔۔انکی موت سر پر چوٹ لگنے سے ہوئی ہے۔"

عرش نے بمشکل جواب دیا تھا۔

اسکا ذہن گویا اس وقت مفلوج ہو رہا تھا۔

"پہلی بار انکو سیڑھیوں سے دھکا میں نے دیا تھا، دوسری بار۔۔۔یہ جو سامنے واز پڑا دیکھ رہے ہیں آپ۔۔۔"

اس نے ٹیبل پر پڑے لوہے کے گلدان کی طرف اشارہ کیا تھا۔

عرش نے اسکے اشارے کے تعاقب میں دیکھا تھا۔

"یہ مارا تھا میں نے انکے سر پر۔بہت گڑگڑائی تھیں وہ مگر جو انہوں نے میرے ساتھ کیا اسکے مقابل یہ سب تو کچھ نا تھا۔"

وہ بہت فخر سے اسکو سب بتا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب سوال یہ ہے کہ آپ کیا کریں گے اس کے بارے میں ڈی ایس پی عرش مصطفیٰ؟"

اس نے مسکراتے لہجے میں عرش سے پوچھا تھا۔

عرش کو اس وقت اس کمرے سے وحشت ہو رہی تھی۔

"تمہیں اپنے ہاتھوں سے ماروں گا سارہ۔"

وہ اپنے حواس بحال کر چکا تھا۔

سارہ اسکے اس جواب پر پہلی دفعہ چونکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"مار سکتے ہیں تو مار لیجیے گا۔"

وہ اب کی بار اسکی آنکھوں میں جھانکتی بولی تھی۔

عرش نے ایک سرد نظر اس پر ڈالی تھی اور پھر اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

سارہ نے بے تاثر انداز سے اسکی پشت کو دیکھا تھا۔

"تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ ارو آپی ایک jealous fiance ہیں؟"

زویا نے حیرانی سے اس سے پوچھا تھا جو کہ اس کے کمرے میں کھڑا بے چینی سے چکر کاٹ رہا تھا جبکہ وہ خود اپنے بیڈ پر اپنے سامنے ڈھیروں کتابیں بکھیرے بیٹھی تھی۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی زویا سے اپنے مسائل ڈسکس کر جاتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہاں میں خود بہت حیران ہوا تھا۔"

اعاز نے زویا کو دیکھتے کہا تھا۔

"تو اعاز بھائی آپ انکی sixth sense پر اعتبار کریں اور اس لڑکی سے دور ہو جائیں۔ ویسے بھی عورتوں کی sixth sense بہت تیز ہوتی ہے۔"

زویا نے اپنی طرف سے اسکو بڑے پتے کی بات بتائی تھی۔

"زویا یہ اس مسئلے کا حل تھوڑی نا ہے۔"

اعاز نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

"تو آپ انکو سرپرائز ڈنر کروانے لے جائیں۔"

www.novelsclubb.com

زویا نے اپنی آنکھیں مٹکاتے کہا تھا۔

ایک تو اسکے dumb بھائی کو کچھ سمجھ آ جائے۔۔۔

خیر۔

"کیوں؟"

اعاز نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

"اپنی منگیتر کو ڈنر پر کیوں لے کر جاتے ہیں بھائی؟"

زویا اب کی بار چڑی تھی۔

"کیوں لے کر جاتے ہیں؟"

اعاز اب بھی سمجھ نہیں سکا تھا۔

زویا ایک گہرا سانس لیتے اپنے بیڈ سے اٹھی تھی۔

"ان کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے اور کوئی تحفہ وغیرہ بھی دے دیں تو کیا ہی بات ہو گی۔"

زویا نے اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تھا۔

یہ گویا اعاز کے لیے اشارہ تھا کہ اب وہ یہاں سے جا سکتا ہے۔

اعاز نے آنکھیں چھوٹی کر کے اس کو دیکھا تھا۔

"کبھی کام نا آنا تم میرے."

اعاز شدید بدمزہ ہوتے کمرے سے باہر نکلا تھا جبکہ دل دل میں وہ زویا کے مشورے سے متاثر ہوا تھا۔

عرش کے جانے کے بعد وہ اپنے بستر پر سیدھی لیٹی ہوئی تھی۔

ہاتھ میں ایک گلاب کا پھول تھا جس کو وہ بے تاثر انداز میں دیکھ رہی تھی۔

وہ آہستہ آہستہ اسکی پتیاں اکھاڑ رہی تھی۔

اس نے اسکو پہلی بار کہاں دیکھا تھا؟

شہد رنگ آنکھیں یکدم نرم پڑی تھیں۔

"میں گر جاؤں گی آعاز!"

وہ کسی لڑکی کی آواز تھی جس نے مضبوطی سے ایک لڑکے کے دونوں ہاتھ تھام رکھے تھے۔

www.novelsclubb.com

"میں بھلا تمہیں گرنے دوں گا اروو؟"

لڑکے نے لڑکی سے مسکراتے ہوئے کہا تھا جبکہ اس نے اس لڑکی کے دونوں ہاتھوں پر اپنی گرفت بڑھائی تھی۔

ان دونوں نے رولر سکیٹس پہن رکھے تھے۔

لڑکی کو شاید سکیٹنگ نہیں آتی تھی۔

وہ دونوں اس پارک کے قدر سنسان والکنگ پاتھ پر سکیٹنگ کر رہے تھے۔

انکی آوازوں نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ جو وہاں کھڑی پینٹنگ کر رہی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں نے تعجب سے اس لڑکے کو دیکھا تھا۔

وہ کس قدر نرمی سے اس لڑکی کے ساتھ پیش آرہا تھا۔

کیا مرد ایسے بھی ہوتے ہیں؟

پھر وہ لڑکی اپنا توازن برقرار نا رکھ سکی اور نیچے گر گئی۔

www.novelsclubb.com

وہ لڑکا اب اس پر ہنس رہا تھا۔

سارہ اس لڑکے کو ہنستا دیکھتے مسکرا رہی تھی اور اسکو احساس بھی نا ہوا تھا۔

پھر اس لڑکے نے اس لڑکی کی اٹھنے مدد کی جو روہانسے انداز میں اس سے خفا ہو رہی تھی۔

مگر وہ لڑکا اب بمشکل اپنی ہنسی روکتے اس سے معافی مانگ رہا تھا۔

وہ اپنے تخیل سے باہر نکلتے اپنے بیڈ پر اٹھ بیٹھی تھی۔

گلاب کا پھول اب بھی ہاتھوں میں تھا۔

وہ چلتے چلتے ڈسٹ بن تک گئی تھی اور پھر پھول کو اس میں پھینک دیا تھا۔

اسکو نا یہ پھول پسند تھا نا پھول دینے والا۔

www.novelsclubb.com

عرش سارہ کے پاس سے فوراً پولیس سٹیشن آیا تھا۔

"مبین تیمور کو میرے آفس میں بھیجو!"

اس نے اندر داخل ہوتے سب سے پہلے مبین کو حکم دیا تھا اور مزید کچھ کہے بغیر وہ اپنے آفس کی جانب بڑھ گیا تھا۔

کچھ ہی دیر میں مبین تیمور کو وہاں لے کر آ گیا تھا۔

عرش نے مبین کو ایک سائیڈ پر کھڑے ہونے کا اشارہ کیا تھا۔

تیمور کی حالت اب بے حد خراب ہو چکی تھی۔

یہ وہ تیمور ڈار تھا ہی نہیں جس نے اتنی لڑکیوں کی زندگی برباد کی تھی۔

نیلی آنکھیں اب کسی بھی چمک سے عاری تھیں۔

جو شیو اس نے بڑے شوق سے رکھی تھی اب وہ داڑھی کی شکل اختیار کر چکی تھی۔

وہ کمزور ہو چکا تھا۔

"کیا تم یہاں سے جانا چاہتے ہو تیمور؟"

عرش نے تیمور سے سوال کیا تھا۔

تیمور اس کے اس سوال پر اسکو خالی نظروں سے دیکھتا رہا تھا۔

پھر اس نے آہستگی سے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"تم اپنے باپ سے بھی نہیں ملنا چاہتے؟"

عرش نے اس سے پھر سوال کیا تھا جس پر تیمور نے ایک بہت بڑا قہقہہ لگایا تھا۔

عرش نے چونک کر مبین کی طرف دیکھا تھا۔

"سر مجھے لگتا ہے یہ سٹھیا گیا ہے۔"

مبین نے تیمور کو خوفزدہ نظروں سے دیکھا تھا۔

"میرا باپ تو اب مر گیا ہو گا، اس سے ملنے کے لیے مجھے بھی مرنا ہو گا۔"

تیمور نے اب کی بار کہا تھا اور ایک اور زوردار قہقہہ لگایا تھا۔

"تیمور ہم تمہارے باپ کو ڈھونڈنے میں تمہاری مدد کریں گے، تمہیں بس اس کے لیے مجھے بتانا ہو گا کہ وہ کون لوگ ہیں؟"

عرش نے اپنے لفظوں پر زور دیتے اس سے پوچھا تھا۔

وہ یہ سوال اس سے کئی بار پوچھ چکا تھا۔

سختی سے، پیار سے گویا کہ ہر طریقے سے۔

مگراس کاہمیشہ ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ اس نے نا انکا چہرا دیکھا ہے، نا انکی آواز سنی ہے۔

"میں تم سب سے کہتا رہا کہ میرے بابا کو بچالو، میں کہتا تھا کہ وہ لوگ اچھے نہیں ہیں مگر تم لوگوں نے میری بات نہیں مانی۔"

اب کی بار تیمور رونے لگ چکا تھا۔

اسکی ہلکی ہلکی سسکیاں عرش کے آفس میں گونج رہی تھیں۔

"اسکو چھوڑ دو مبین۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے اب کی بار مبین سے کہا تھا۔

"سر مگر۔۔۔"

مبین نے کچھ کہنا چاہا تھا جس پر عرش نے اسکو ہاتھ کے اشارے سے چپ کروایا تھا۔

"اسکی سزا ختم ہو چکی ہے۔"

عرش نے تیمور کی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"اب تو سزا شروع ہو گی۔"

تیمور بڑبڑایا تھا پھر اس نے فوراً خوفزدہ نظروں سے عرش کی طرف دیکھا تھا۔

"سر پلیز! پلیز مجھے یہاں سے مت نکالی وہ مجھے مار دیں گے! خدا کے لیے!"

تیمور کی انکے سامنے ہاتھ جوڑنے کی ہی کسر رہ گئ تھی۔

"مبین اسکو خود اسکے گھر چھوڑ آؤ."

عرش یہ کہتے ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر آفس سے باہر چلا گیا تھا۔

"سعد!"

اس نے اپنے ماتحت کو اپنے پاس بلوایا تھا۔

"جی سر؟"

www.novelsclubb.com

سعد کے آتے ہی عرش اسکو قدر کونے میں لے کر کھڑا ہوا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم کسی کے بھی علم میں لائے بغیر اس پورے پولیس سٹیشن کی چھان بین کرو۔۔۔مجھے لگتا ہے ہم پر نظر رکھی جا رہی ہے۔"

عرش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

وہ سعد پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کر سکتا تھا۔

وہ اس واقعے سے اب کچھ چوکنا ہو چکا تھا۔

وہ سمجھ چکا تھا کہ یہ کیس سلجھانا اتنا مشکل کیوں ہو رہا تھا۔

سعد اثبات میں سر ہلاتے وہاں سے چلا گیا تھا۔

"سر پلیز! سر پلیز! مجھے مت جانے دیں، یہاں سے مت بھیجیں!"

وہ تیمور تھا۔

جواب بھی عرش کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

عرش کو لگا کہ وہ واقعی پاگل ہو چکا تھا۔

مبین اب تیمور کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"سر شاید۔۔۔ ہمیں اسکو نہیں بھیجنا چاہیے۔"

مبین نے کچھ ڈرتے ڈرتے عرش سے کہا تھا اور تبھی فضا میں فائر کی آواز گونجی تھی۔

سارے پولیس سٹیشن میں افرا تفری کا سا عالم پیدا ہو گیا تھا۔

پھر عرش نے اس طرف دیکھا جہاں تیمور ڈار فرش پر ڈھیر ہوا تھا۔

وہ فوراً اس تک گیا تھا جس کے دل کے مقام پر گولی لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے فوراً کسی کو ایمبولینس بلانے کا کہا تھا۔

مگر شاید سب ہی آگاہ تھے کہ وہ نہیں بچنے والا۔

اسکے سینے سے بہتا خون، پولیس سٹیشن کے فرش کو رنگین کر رہا تھا۔

اسکی نیلی آنکھوں کی ویرانی اپنے اندر وحشت لیے ہوئ تھی۔

وہ اسی پل اپنی زندگی کی بازی ہارا تھا۔

عرش نے اپنے ہاتھوں کو دیکھا تھا جس پر تیمور ڈار کا خون لگا ہوا تھا۔

اسکے دو تین ماتحت جو گولی چلانے والے کے تعاقب میں باہر گئے تھے وہ بھی اب نا امید واپس لوٹ آئے تھے۔

وہ بمشکل اس جگہ سے کھڑا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر آپ ٹھیک ہیں؟"

مبین نے عرش سے پوچھا تھا۔

"ہاں۔"

عرش نے یک لفظی جواب دیا تھا اور پھر وہاں سے اپنے آفس کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اسکی چال میں لڑکھڑاہٹ واضح تھی۔

وہ اپنے آفس میں بیٹھی لیپ ٹاپ پر کام کر رہی تھی۔

دروازے پر ہوتی دستک نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

"کم ان۔"

اس نے مصروف سے انداز میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

کوئی اسکے سامنے آکر بیٹھا تھا۔

اس نے نظریں اٹھا کر مقابل کو دیکھا تھا اور اسکی حرکت کرتی انگلیاں تھمی تھیں۔

اس نے آئبرو اچکا کر مقابل کو دیکھا تھا۔

"ڈنر کے لیے انوائیٹ کرنا چاہتا ہوں۔"

کیا معصومیت تھی!

اس کے اس انداز پر اریبہ نے بمشکل مسکراہٹ دباتے اسکی طرف دیکھا تھا جو کہ اب اسکے سامنے ایک گلاب کا پھول رکھ چکا تھا۔

"صرف ایک ہی پھول لائے ہو؟"

اریبہ نے پھول اٹھاتے اس سے پوچھا تھا۔

"لانا تو اور بھی چاہتا تھا لیکن کمپنی کا مالی میرے پیچھے پڑ گیا تھا۔"

اعاز نے افسردہ دکھنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔

اریبہ نے اسکی اس بات پر ایک بھرپور قہقہہ لگایا تھا۔

"اب بتاؤ کیا میرے ساتھ چلو گی؟"

اعاز نے اس سے فوراً پوچھا تھا۔

"اگر اس بار پک تم کرو گے تو۔"

اریبہ نے اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پٹرول مہنگا ہو گیا ہے۔"

اعاز نے ایک بار پھر معصومیت سے کہا تھا مگر اسکی زبان کو بریک اریبہ کے تاثرات کو دیکھ کر لگی تھی۔

"مگر تمہارے لیے میں یہ خرچہ بھی برداشت کرلوں گا!"

وہ، فوراً بولا تھا مبادا کہ اریبہ اس سے خفا ہو جاتی۔

اگر اب اس سب کو چھوڑ کر تم کچھ گھنٹے آگے کو نکلو۔۔۔۔

"تم نے کہا تھا کہ تم لینے آؤ گے."

وہ شدید برہم تھی۔

وہ جس نے کالے ستاروں والی باڈی کان میسکی پہن رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

بال آج کھول رکھے تھے جبکہ میک اپ بھی عام دنوں سے کچھ زیادہ کر رکھا تھا۔

"ہاں تو میں نے کوشش کی تھی نا۔"

وہی معصومیت بھرا انداز جبکہ نظریں اپنے سامنے بیٹھی لڑکی پر سے ہٹنے کو انکاری تھیں۔

یہ دوسری بار تھا!

آہ!

یہ کیا ہو رہا تھا اسے؟

شاید وہ آج اچھی لگ رہی تھی۔

"اعاز کیا تم ہمیشہ میرے ساتھ یہی کرو گے؟"

اریبہ نے اب کی بار گہرا سانس لیتے اس سے کہا تھا۔

وہ جس نے بلیک ٹو پیس پہن رکھا تھا۔

بال جیل سے سیٹ کر رکھے تھے۔

وہ بلاشبہ بہت ہنڈسم لگ رہا تھا۔

"تم اس وقت یہ باتیں کر کے لڑنے کے بہانے مت ڈھونڈو۔"

اعاز نے مینیو کارڈ اس کے سامنے رکھا تھا۔

وہ دونوں ایک نہات فینسی ریسٹورانٹ میں موجود تھے۔

ٹیبل کو گلاب کے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

شاید اعاز نے پہلے سے ہی بکنگ کروائی تھی۔

اریبہ اب کی بار مینیو کارڈ دیکھنے لگ چکی تھی۔

اعاز سے باتوں میں وہ کہاں جیت سکتی تھی۔

اعاز نے اسکو مینیو کارڈ کی طرف متوجہ ہوتے دیکھ اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا

تھا۔

کچھ گھنٹے پہلے۔۔۔۔

زویا کے مشورے پر وہ اریبہ کے لیے واقعی گفٹ لینے آیا تھا۔

اس بار وہ اس کو جیولری گفٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔

ایسی چیزیں تو اسکے پاس بہت ہونگی۔

اب وہ اس کو کچھ ایسا دینا چاہتا تھا جو اس کو یاد رہے۔

یا جو۔۔۔

اسکو اعاز جہانگیر کی یاد دلائے۔

اس خیال پر اسکے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی۔

اس نے فوراً اپنا سر جھٹکا تھا۔

کچھ دیر کی خواری کے بعد اس کو کچھ ایسا مل بھی گیا تھا۔

حال۔۔۔۔

اس سے پہلے وہ تحفہ نکالتا کسی کی آواز نے اعاز اور اریبہ دونوں کو چونکنے پر مجبور کیا تھا۔

"اعاز سر آپ؟"

www.novelsclubb.com

وہ سارہ تھی۔

اعاز نے حیران ہو کر اس کو دیکھا تھا۔

حیرانگی کی بات اسکا وہاں موجود ہونا نہیں تھا۔

اسکے لہجے کی بے تکلفی تھی۔

کیا وہ bipolar تھی جو اسکا مزاج یوں تبدیل ہوتا رہتا تھا؟

"مس سارہ؟"

اعاز بمشکل مسکرایا تھا۔

اسنے ایک نظر اریبہ کو بھی دیکھا تھا جو کہ سارہ کو دیکھنے کے بعد ایک بار پھر مینیو کارڈ کی طرف متوجہ ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

"شاید میں نے آپ دونوں کو ڈسٹرب کر دیا۔"

سارہ نے اب کی بار اریبہ کو دیکھتے اعاز سے کہا تھا۔

اعاز کا دل چاہا کہ "ہاں" کہہ دے مگر منہ سے نکلا بھلا کیا؟

" Not at all, in fact join us if you can. "

اس نے سوچا تھا وہ منع کر دے گی مگر یہ کیا؟

اس نے مسکراتے ہوئے ایک ویٹر کو اشارہ کیا تھا اور اب وہ اس کو کرسی لانے کا کہہ رہی تھی۔

اعاز نے بے یقین نظروں سے سارہ کو دیکھا تھا جو ویسے تو ہر وقت سب کو کاٹ کھانے کو دوڑتی تھی مگر اس وقت نا جانے اتنی نرم کیوں بن رہی تھی؟

اریبہ اس سب میں لاتعلق سی بیٹھی رہی تھی۔

اعاز کو اس صورتحال کا سامنا کرنا بڑا مشکل لگ رہا تھا۔

اب خدا جانے اریبہ کتنا غصہ کرتی اس پر۔

www.novelsclubb.com

اسکی خاموشی یقیناً کسی آنے والے طوفان کی پیشنگوئی کر رہی تھی۔

اعاز نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

یکدم اسکا فون بجا تھا اور وہ ایکسکیوز کرتے وہاں سے اٹھ گیا تھا۔

اسکو ویسے بھی کچھ سوچنے کے لیے وقت چاہیے تھا۔

اس نے یہ ڈنر خاص طور پر اریبہ کے لیے ارینج کیا تھا اور کرسٹی کے چکر میں اسکی ساری تیاری برباد ہو گئ تھی۔

سارہ نے ایک نظر اریبہ کو دیکھا تھا جس کی نظریں اسکے آنے سے لے کر اعاز کے جانے تک مینیو کارڈ پر ہی ٹکی رہی تھیں۔

"تم یہاں سے چلی کیوں نہیں جاتی اریبہ ؟"

سارہ نے زچ ہوتے کہا تھا۔

اریبہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا۔

وہ شاید اس سے پہلی بار بات کر رہی تھی اور وہ بھی ایسی؟

"ایکسکیوز می؟"

اریبہ کو لگا شاید اسکو سننے میں کوئی غلطی ہوئی ہے۔

"اوکم آن اریبہ۔۔۔ تم بس اتنا بتاؤ کہ اعاز کی زندگی سے نکلنے کا کیا لو گی؟"

اسکا لہجہ یکدم تبدیل ہوا تھا۔

سفاک اور بے تاثر۔

ایک لمحے کے لیے تو اریبہ کچھ بول نا سکی تھی۔

"میں تم سے پوچھ ہی کیوں رہی ہوں؟ میں تمہیں خود راستے سے ہٹا سکتی ہوں۔"

سارہ نے اب کی بار استھزائیہ انداز میں کہا تھا۔

اریبہ نے ایک گہرا سانس لیا تھا اور پھر وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

وہ اس سے لڑ کر یہاں کوئی سین نہیں بنانا چاہتی تھی۔

"تم یوں بھاگ نہیں سکتی!"

سارہ نے یکدم اس کا ہاتھ جکڑا تھا جو کہ اریبہ نے فوراً اس کی گرفت سے چھڑا لیا تھا۔

"تم مجھے مجبور کر رہی ہو کہ میں تمہارے ساتھ کچھ غلط کروں!"

www.novelsclubb.com

اب کی بار اریبہ بھی اس سے غصے میں بولی تھی۔

بھاڑ میں جائے "scene create" ہونے کا ڈر۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟"

وہ اعاز تھا۔

شاید وہ کچھ سن چکا تھا۔

اریبہ نے چونک کر اسکی طرف دیکھا تھا اور اس سے پہلے وہ کچھ کہتی سارہ کی سسکیوں نے اسکو اور اعاز کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا.

www.novelsclubb.com

"اوو پلیز!"

اریبہ نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

وہ لڑکی ایک manipulative liar تھی۔

اتنا تو وہ اسکو سمجھ چکی تھی۔

مگر وہ یہ سب کیوں کر رہی تھی؟ ار یبہ کی سمجھ سے باہر تھا۔

"ار یبہ یہ سب کیا ہے؟"

اعاز کچھ پریشان ہوا تھا۔

"سر آپکی فیانسی کو شاید کوئی insecurity ہے کہ میں اپ کی وجہ سے یہاں آئی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

سارہ نے روتے روتے کہا تھا۔

"اروسیریسلی؟"

اعاز نے اریبہ کی طرف دیکھا تھا۔

وہ کبھی کبھی ایک jealous fiance کی طرح ایکٹ کرتی تھی مگر یہ کچھ زیادہ تھا۔

اور شاید پہلی بار اریبہ نے اعاز کی نظروں میں اپنے لیے بے اعتباری دیکھی تھی۔

اس نے اپنی صفائی میں اس سے کچھ کہنا چاہا تھا مگر اسکی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ اسکو غلط سمجھ رہا ہے۔

وہ غصے میں تیز تیز چلتی وہاں سے نکل رہی تھی۔

آنکھوں میں بار بار پانی آ رہا تھا۔

وہ بار بار پلکیں جھپک رہی تھی۔

"اریبہ!"

کوئی دوڑتا ہوا اسکے پیچھے آرہا تھا۔

اسکے قدم ایک پل کو تھمے تھے مگر پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی آگے چلنے لگی جب اچانک کسی نے اس کا بازو کھینچ کر اسکو روکا تھا۔

وہ آعاز تھا۔

"اریبہ یہ تم کیا کر رہی ہو؟ ایسے بچپنے کی امید مجھے تم سے نہیں تھی!"

وہ قدرا افسوس سے کہہ رہا تھا۔

اریبہ نے اسکو بے یقینی سے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں سمجھ نہیں آرہااعاز؟وہ جھوٹ بھول رہی ہے!ڈرامہ کررہی ہے!"

اریبہ دبے دبے غصے میں بولتی اس سے اپنا بازو چھڑاچکی تھی۔

آنکھیں ضبط سے سرخ ہورہی تھیں۔

"ارو یار پلیز۔۔۔سینcreateمت کرو۔"

اعاز نے اپنا ماتھامسلا تھا۔

"تم۔۔۔"

وہ اسکے کچھ قریب آئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم نے کہا تھا کہ اگر میں جھوٹ بھی کہوں گی تو تمہیں سچ لگے گا۔۔۔آج تمہیں مجھ پر کیوں یقین نہیں آ رہا آعاز؟"

گہری بھوری آنکھیں پوری طرح بھیگ چکی تھیں۔

"پلیز اریبہ یہ رونا دھونا مت کرو۔"

وہ کچھ بیزار ہوا تھا۔

"تمہیں مجھ پر یقین نہیں ہے تو مجھے جانے دو۔"

وہ اب کی بار بے دردی سے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی تھی۔

"سارہ۔۔۔"

وہ کچھ بولنا چاہتا تھا۔

"نام مت لو اسکا میرے سامنے !"

وہ چیخی تھی۔

اور شاید یہ پہلی بار ہوا تھا کہ وہ اس پر اس طرح چیخی تھی۔

پھر مزید کچھ سنے بغیر وہ وہاں سے مڑ گئ تھی۔

"ٹھیک ہے پھر جاؤ بھاڑ میں ! میں نہیں آؤں گا تمہارے پیچھے !"

www.novelsclubb.com

اعاز بھی اسکے پیچھے چیختا مڑ گیا تھا۔

مگر کیا وہ جانتا تھا کہ آج اسکا مڑنا اس کو کس قدر ملال میں دھکیلنے والا تھا؟

وہ غصے میں بڑبڑاتا ہوا واپس اس ریسٹورانٹ کے کے اندر بڑھ رہا تھا۔

جب یکدم ایک خیال نے اسکے قدم وہیں جکڑ لیے تھے۔

وہ رو رہی تھی۔

وہ اسکی وجہ سے رو رہی تھی۔

وہ تو اس پر یقین کرنے کا دعویدار تھا پھر اسنے سارہ کی بات کو اہمیت کیوں دی؟

وہ فوراً واپس پارکنگ کی طرف دوڑا تھا۔

رات زیادہ ہونے کی وجہ سے وہاں اکا دکا ہی گاڑیاں کھڑی تھیں۔

پارکنگ اس وقت بے حد سنسان ہو رہی تھی اور آس پاس کوئی آدمی بھی نا تھا۔

اسکو ایک طرف اریبہ کی گاڑی کھڑی نظر آگئی تھی۔

وہ اس تک گیا تھا۔

گاڑی کی فرنٹ سیٹ کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اعاز کو لگا جیسے اسکا دل ڈوبا ہو۔

زمین پر ایک فون بھی گرا ہوا تھا۔

اعاز نے کانپتے ہاتھوں سے اسکو اٹھایا تھا۔

وہ اریبہ کا فون تھا۔

"اریبہ یار! یہ بالکل فنی نہیں ہے!"

وہ بے اختیار اونچی آواز میں چیخا تھا جبکہ آواز میں لغزش واضح تھی۔

مگر آس پاس سے کوئی جواب موصول نا ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سوری یار! پلیز! یہ مزاق مت کرو میرے ساتھ!"

وہ گھٹنوں کے بل زمین پر ہارے ہوئے انداز میں تقریباً گرتے ہوئے بیٹھا تھا۔

اس سے بہت بڑی غلطی ہو چکی تھی۔

منٹوں کا کھیل تھا اور سب ختم!

اسکا سر چکرا رہا تھا۔

آنکھیں بمشکل کھل رہی تھیں۔

وہاں بہت اندھیرا تھا۔

شاید کچھ ہلکی سی روشنی تھی۔

اسنے اپنے چکراتے سر کو تھامتے، اپنی آنکھیں کھولی تھیں۔

وہ کہاں تھی؟

www.novelsclubb.com

یہ جگہ نہایت غیر مانوس تھی۔

کمرے میں ہر طرف لکڑی کے ٹوٹے پھوٹے باکس پڑے ہوئے تھے۔

ایک لوہے کی میز بھی قدر کونے میں پڑی ہوئ تھی جس کے عین اوپر ایک سفید بلب جھول رہا تھا۔

وہ خود کسی لوہے کے پول سے ٹیک لگا کر بٹھائ گئ تھی۔

وہ یہاں کیسے پہنچی تھی؟

اسکو یاد آیا۔۔۔

اعاز سے تلخ کلامی کے بعد وہ گاڑی کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھنے لگی تھی جب کسی نے اسکے منہ پر ایک رومال رکھ کر فوراً تھیلا چڑھا دیا تھا۔

اس کے بعد اسکو کوئی ہوش نہیں رہا تھا۔

اسکو یکدم احساس ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ کب سے تھی یہاں پر؟

او نہیں!

وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

اسکو لگا تھا کہ اسکو باندھا نہیں گیا ہو گا۔

غلط لگا تھا۔

اس کے پیر پر اٹھتے ہی زور پڑا تھا۔

اسکے ایک پیر کو بیڑھی کے ذریعے پول کے ساتھ باندھا گیا تھا۔

"یہ۔۔۔کھولو مجھے! کوئی ہے!"

اپنے پیر کو بار بار کھینچتی وہ اب چیخ رہی تھی۔

جانتی تھی کہ اسکا کوئی فائدہ نہیں ہو گا مگر اس وقت اسکا دماغ کام نہیں کر رہا تھا۔

یکدم اسکا دوسرا پاؤں مڑا تھا اور وہ زمین پر منہ کے بل گری تھی۔

www.novelsclubb.com

اس نے بمشکل خود کو سنبھالتے اپنے ہاتھ دیکھے تھے۔

ان پر شدید جلن ہو رہی تھی۔

وہ بمشکل اندازہ لگا پائی تھی کہ اس کی ہتھیلیوں سے خون نکل رہا تھا۔

درد کے احساس سے اسکو رونا آنے لگا تھا۔

"رونا نہیں ارو! روئے بغیر بات کرو!"

کسی کی نرم آواز اسکے کانوں میں گونجی تھی۔

وہ اس وقت یہاں نہیں تھا۔

یکدم دروازہ کھلنے کی آواز نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ دروازہ لوہے کا تھا جس کے کھلنے کی اتنی آواز پیدا ہوئی تھی۔

ایک سایہ سا واضح ہوا تھا۔

وہ چلتا چلتا اس تک آ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اسکے مہنگے بوٹس میں مقید پیروں سے اریبہ کی نظر اسکے چہرے تک گئی تھی۔

وہ چہرا مانوس تھا۔

نہایت مانوس۔

وہ شاک کی حالت میں اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اسکے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

کیا تم لوگوں کو تجسس نہیں ہو رہا کہ یہ سب شروع کہاں سے ہوا تھا؟

چلو آؤ میں تم لوگوں کو بتاتی ہوں۔

"رقیہ وہ میری بہن ہے! اسکا شوہر اسکو طلاق دے دے گا!"

وہ مصطفی عالم کی بے بس آواز تھی۔

www.novelsclubb.com

"نہیں مصطفی! خدا کے لیے وہ ابھی بہت چھوٹی ہے، تارا اسکا خیال نہیں رکھ سکے گی!"

رقیہ بیگم کی سسکیوں میں گھلی آواز اس خستہ حال کمرے میں گونجی تھی۔

وہ لوگ اپنے بچوں کے سامنے اردو میں ہی بات کرتے تھے۔

کمرے کے باہر اگر تم چلو تو دیکھو۔۔۔

چودہ سالہ عرش مصطفیٰ اور اسکے ساتھ کھڑی اسکی آٹھ سالہ بہن سارہ۔

"ماں جی اور ابو مجھے پھپھو کے پاس بھیج دیں گے نا بھائی؟"

معصومانہ لہجہ۔

وہی شہد رنگ آنکھیں اور معصومیت سے بھرپور ہلکا سانولا چہرا۔

شہد رنگ بال اس وقت قدر چھوٹے تھے۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"

مختصر مگر مضبوط لہجے میں جواب دیتے اس نے اپنی بہن کا چھوٹا سا ہاتھ اپنے ہاتھ میں تھاما تھا۔

گویا اسکو یقین دلایا تھا کہ جب تک اسکا بھائی ہے تب تک ان دونوں کو کوئی دور نہیں کر سکتا تھا۔

مگر کس کو اندازہ تھا کہ یہ یقین زیادہ دیر تک قائم نہیں رہنے والا تھا۔

کیونکہ تارا ناز سارہ کو اپنے ساتھ لے گئی تھی۔

بہت سے وعدے ادھورے رہ گئے تھے۔

ان میں سے ایک عرش مصطفی کا اپنی بہن سارہ سے کیا گیا وعدہ بھی تھا۔

ذولقرنین کا شمار پاکستان کے مشہور industrialists میں ہوتا تھا۔

مگر اسکی ایک خاصیت بے حد اہم تھی۔

وہ ایک نہایت نرم دل شخص تھا۔

"تم اس بچی کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہو تارا؟"

اسکا لہجہ شکست خوردہ تھا۔

تارا ماں نہیں بن سکتی تھی۔

ذوالقرنین کو بچے بے حد پسند تھے لیکن وہ تارا سے بھی بہت محبت کرتا تھا۔

اس لیے کبھی بچوں کے لیے اس پر کسی قسم کی زور زبردستی نہیں کی تھی۔

"تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے، میرے بھائی کی بیٹی ہی تو ہے."

تارا نے اپنے ہاتھوں پر لوشن ملتے نخوت سے جواب دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

ذوالقرنین صرف ایک سرد آہ بھر کر رہ گیا تھا۔

تارا اس بچی کو اس گھر میں کیوں لائی تھی اس بات سے ذوالقرنین اچھی طرح آگاہ تھا۔

مگر شاید تارا آگاہ نہیں تھی۔

جہاں سارہ اس گھر میں آ کر ڈری سہمی رہتی تھی وہیں ذوالقرنین کا رجحان اسکی طرف منتقل ہوا تھا۔

وہ تو صرف ایک بچی تھی نا؟

وہ اب اسکو بابا کہتی تھی اور وہ بھی اس سے ایک بیٹی کی طرح محبت کرتا تھا۔

مگر پھر ایک رات۔۔۔

وہ ایک بھیانک رات تھی۔

ذوالقرنین اسکے پاس آیا تھا۔

"سارہ بیٹا میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ پریشان تھا۔

بہت پریشان۔

"کیا ہوا بابا؟"

آٹھ سالہ سارہ اپنے "بابا" کو اس طرح پریشان دیکھ کر پریشان ہو چکی تھی۔

"اپنی ساری پراپرٹی میں آپ کو گفٹ کر رہا ہوں، یہ گھر، میرا بزنس سب آپکا ہے۔۔۔

آپکی ممی کا اس میں سے کچھ نہیں ہے۔"

وہ بمشکل اسکو سمجھا رہا تھا۔

سارہ اسکو ہونق انداز میں دیکھ رہی تھی۔

وہ سمجھ رہی تھی مگر یہ نہیں سمجھ پا رہی تھی کہ یہ سب کیوں تھا۔

پھر ذوالقرنین نے اسکو ایک لفافہ تھمایا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسکو چھپا لینا بیٹا اور ممی کو نہیں دیکھانا۔"

اس نے اسکے سر پر پیار کرتے کہا تھا اور پھر اسکو ایک نظر دیکھ کر اس کمرے سے باہر نکل گیا تھا۔

کچھ دیر بعد سارہ بھی اسکے پیچھے کمرے سے باہر گئی تھی۔

بابا ایسی باتیں کیوں کر رہے ہیں؟

ایسے ہی کچھ سوال اسکے ذہن میں گردش کر رہے تھے۔

"تم ابھی اور اسی وقت تارا کو طلاق دو گے اور ساری جائداد بھی اسکے نام کرو گے!"

وہ کوئی تھا۔

جس نے ذوالقرنین کا گریبان تھام رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس پر چیخ رہا تھا۔

وہ ایک امیر خاندان کا اکلوتا وارث تھا، لیکن دولت کی حرص اتنی جلدی کہاں مٹتی ہے؟

وہ احسن بلال تھا۔

اس کے پیچھے ہی تارا ہاتھوں میں جوس کا گلاس تھامے آرام دہ انداز میں کاؤچ پر بیٹھی ہوئی تھی جیسے کوئی مووی کا سین انجوائے کر رہی ہو۔

سارہ ایک پلر کی اوٹ میں کھڑی یہ سارے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔

وہ کچھ کرنا چاہتی تھی۔

وہ بابا کو بچانا چاہتی تھی مگر کیسے؟

"نا میں اسکو طلاق دونگا نا جائداد اس کے نام کروں گا۔"

ذوالقرنین نہایت ٹھنڈا تھا۔

ایسا کیوں؟

www.novelsclubb.com

کیونکہ وہ تارا کی اصلیت سے ہمیشہ سے آگاہ تھا۔

وہ سارہ کو یہاں لانے کا بھی مقصد جانتا تھا۔

وہ سارہ کو اسکے لیے ایک کھلونا بنا کر لائی تھی تاکہ اپنے بوائے فرینڈ "احسن بلال" کے ساتھ وقت بتا سکے۔

وہ کبھی اسکے ساتھ وفادار تھی ہی نہیں۔

اپنے گھر والوں کے سامنے بھی اس نے ذوالقرنین کے غصے کے جھوٹے قصے مشہور کیے تھے تاکہ اسکا مڈل کلاس بھائی بہن کی طلاق کے ڈر سے آرام سے سارہ کو اسکے حوالے کر دے۔

ذوالقرنین ہر ایک بات سے آگاہ تھا۔

مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔

تارا اس سے محبت بھلے نا کرتی، مگر اسکے پاس تو رہتی۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں سمجھ نہیں آرہا؟ میں کیوں ایک ناپسندیدہ شخص کے ساتھ رہوں؟"

اب کی بار تارا چیخ کر بولی تھی۔

"اسکو ختم کر دو۔۔۔اسکو اپنی جان پیاری ہے ہی نہیں!"

تارا نے غصے میں احسن بلال سے کہا تھا۔

"جان ہی تو پیاری ہے۔"

ذوالقرنین کی بڑبڑاہٹ کوئی نا سن سکا تھا جب احسن نے اپنی پینٹ کی جیب سے چاقو نکال کر لگاتار تین وار ذوالقرنین کے پیٹ میں کیے تھے۔

خون فوارے کی طرح ذوالقرنین کے منہ اور پیٹ سے نکلا تھا۔

وہ ساکت اور ویران نظروں سے تارا کو دیکھ رہا تھا جس کی آنکھوں میں اس کے لیے کچھ بھی نا تھا۔

www.novelsclubb.com

پلر کی اوٹ میں چھپی سارہ فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھتی اپنے کمرے کی طرف بھاگی تھی۔

وہ ڈر گئی تھی۔

احسن نے اب کی بار چاقو ذوالقرنین کے پیٹ سے باہر نکالتے اسکے کان میں سرگوشی کی تھی۔

"تمہاری بیوی بھی میری، تمہاری دولت بھی میری."

یہ کہتے ہی اس نے ذوالقرنین کو ایک طرف کو زمین پر پھینکا تھا۔

اسکے پیٹ سے لگاتار بہتا خون فرش کو رنگین کر رہا تھا۔

ذوالقرنین بمشکل اپنی آنکھیں کھلی رکھے ہوئے تھا۔

وہ شاید اب بھی تارا کی آنکھوں میں کچھ تلاش کرنا چاہ رہا تھا۔

کچھ تو ہوتا؟

www.novelsclubb.com

بس تھوڑی سی محبت۔

مگر تارا احسن کا ہاتھ تھامے وہاں سے نکل گئ تھی۔

اور ذوالقرنین۔۔۔

وہ محبت میں ہارا شخص اپنی زندگی کی بازی بھی ہار گیا تھا۔

اس رات کے بعد کچھ بھی ایک سا نہیں رہا تھا۔

سارہ خواب میں چیخنے لگتی تھی۔

وہ اکیلے ایک کمرے میں نہیں بیٹھ سکتی تھی۔

اس بات کو تین سال ہو گئے تھے مگر وہ سنبھل نا سکی تھی۔

عرش اس سے ملنے آتا تو اسکے دل کو کچھ حوصلہ ہو جاتا۔

مگر وہ عرش کو بھی کچھ نہیں بتا سکی تھی۔

وہ خاموش ہو چکی تھی۔

www.novelsclubb.com

عرش تارا سے بہت مرتبہ لڑ چکا تھا۔

وہ ان پر چیختا تھا کہ اسکی بہن کا کیا حشر کر دیا گیا تھا۔

مگر پھر ایک دن یہ سب بھی رک گیا۔

"تم اس سے نہیں ملو گے اور نا ہی اس سے رابطہ رکھو گے،اسکے بدلے تمہیں جتنی رقم درکار ہو گی میں تمہیں دوں گی۔"

اسکا بھائی تارا ناز سے اسکا سودا کر رہا تھا۔

آنسو ٹپ ٹپ کرتے اسکی شہد رنگ آنکھوں سے بہنے لگے تھے۔

پہلے ذوالقرنین نہیں تھا۔

اب عرش بھی نہیں ہو گا۔

اسکو نفرت ہونے لگی تھی۔

اپنے وجود سے۔

www.novelsclubb.com

اس نے بے اختیار خود کو نوچنا شروع کر دیا۔

"سب کیوں چھوڑ کر چلے جاتے ہیں مجھے!"

وہ ہزیانی انداز میں چیخ رہی تھی۔

اسنے اپنے کمرے میں موجود ہر چیز پھینکنی شروع کردی تھی۔

اس شور سے تارا بھی اسکے کمرے میں آئ تھی۔

عرش جاچکا تھا۔

"پاگل لڑکی یہ کیا کر رہی ہو تم!؟"

تارا نے اپنے دل پر ہاتھ رکھتے اس سے کہا تھا۔

"نکلو میرے کمرے سے باہر! تم نے کیا ہے یہ سب!"

اس نے تارا کو دھکا دیتے اپنے کمرے سے نکالا تھا اور پھر لاک لگا کر دروازے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"تم سب کو برباد کردوں گی میں!"

وہ اپنے بال جکڑتے چیخی تھی۔

اس دن کے بعد سے سارہ ذوالقرنین نہیں روئی تھی۔

اس نے خود پر محنت کی تھی۔

اتنی محنت کہ کچھ سالوں بعد اسنے تارا ناز کو واقعی برباد کردیا۔

اسکا ایکٹنگ کریئر سارہ کی ایک فون کال کی مار تھا۔

تارا ناز اس کو کچھ نہیں کہہ سکتی تھی۔

وہ اس بات سے بھی آگاہ تھی کہ ذوالقرنین نے اپنی ساری جائداد سارہ کے نام کردی تھی۔

وہ بس اب پارٹیز میں جاتی تھی تاکہ اپنے کانٹیکٹس بڑھا سکے، مگر وہاں تو سارہ بھی آتی تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر جہاں سارہ آجاتی وہاں بھلا تارا کی کون سنتا؟

اس نے نا صرف تارا کو بلکہ احسن بلال کو بھی تباہ کردیا تھا۔

وہ دیوالیہ ہو گیا تھا۔

رہی سہی قصر ان scandalous خبروں نے پوری کر دی تھی جو سارہ ان دونوں کے خلاف مختلف نیوز چینلز کو دیتی تھی۔

وہ اپنے مقصد میں بے شک کامیاب ہو چکی تھی مگر اسکا ذہنی سکون کہیں کھو گیا تھا۔

اس نے پینٹنگ کرنی شروع کر دی اور ایک مشہور یونیورسٹی سے فائن آرٹس ہی پڑھ رہی تھی۔

مگر یہ بھی کافی نا تھا۔

اسکی anxiety اور panic attacks اسکی زندگی مشکل کر رہے تھے۔

پھر اس نے ایک جم میں کک باکسنگ سیکھنا شروع کر دی۔

اپنے اندر کا غصہ اور اپنی anxiety وہ ایسے ہی ختم کرتی تھی۔

www.novelsclubb.com

انہی دنوں میں اسکی ملاقات "صارم سکندر" سے اس جم میں ہوئ جہاں وہ کک باکسنگ کرتی تھی۔

سرخ وسفید رنگت، ماتھے پر بکھرے گھنے سیاہ بال، گھنی مونچھیں، ہلکی داڑھی اور کسرتی جسم کا مالک وہ شخص صارم سکندر تھا۔

"کیا آپ میرے ساتھ ایک میچ لگائیں گی؟"

اسکی آنکھوں میں وہ اپنے لیے واضح ستائش دیکھ چکی تھی۔

سارہ کو اپنے ٹرینر کے ساتھ کک باکسنگ کرتا وہ دیکھ چکا تھا، شاید یہ اسی وجہ سے تھا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں۔"

یک لفظی جواب دیتے اس نے اپنے چہرے پر آیا پسینہ تولیے سے صاف کیا تھا۔اس نے کالی یوگا پینٹس اور کالی ہی ٹی شرٹ پہن رکھی تھی، جبکہ شہد رنگ بال پونی میں مقید تھے۔

"کیوں ؟"

صارم شاید اسکی جان چھوڑنے کے موڈ میں نہیں تھا۔

شاید وہ یہاں نیا آیا تھا جو اسکی سرد طبیعت سے واقف نہیں تھا۔

"شکل سے تو پڑھے لکھے لگ رہے ہیں، کیا آپکو 'نا' کا مطلب نہیں سمجھ آتا؟"

سارہ نے سرد انداز میں اس سے کہا تھا جو کہ کالی سلیو لیس ٹی شرٹ اور سرخ شارٹس میں ملبوس تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

سارہ کے سرد رویے کے باوجود بھی وہ نا صرف سارہ کے ساتھ جم میں بات کرنے کے بہانے ڈھونڈتا تھا بلکہ اس کے پیچھے پیچھے اس پارک میں بھی آجاتا تھا جہاں وہ پینٹنگ کرنے جایا کرتی تھی۔

اسکو اس میں دلچسپی نہیں تھی مگر نا جانے کیوں وہ یہ بات سمجھ کر بھی نہیں سمجھتا تھا۔

انہی دنوں اسکو پارک میں کوئی ایسا نظر آیا جس نے واقعی اس کو باندھ لیا۔

وہ اسکو دیکھتی تھی اور پھر سب بھول جاتی تھی۔

جہاں پارک کا ہفتے میں ایک چکر لگتا تھا، اب وہ اسکا روز کا ہو چکا تھا۔

کیا مرد ایسے بھی ہوتے ہیں جیسا وہ تھا؟

نرم، احساس کرنے والا؟

www.novelsclubb.com

اس نے تو صرف اپنے باپ اور بھائی کو دیکھا تھا۔

جنہوں نے اسکو تنہا کر دیا تھا۔

ذوالقرنین بھی ایک اچھا شخص تھا مگر وہ۔۔۔

اس میں کچھ مختلف تھا۔

صارم سکندر اس کے ساتھ کھڑا ہر وقت باتیں کرتا رہتا تھا مگر وہ۔۔۔

اسکا ذہن اس شخص کے نرم لہجے میں کہیں اٹک گیا تھا۔

وہ شاید اپنی دوست کو سکیٹنگ سکھا رہا تھا اور وہ سانس روکے اسے دیکھتی رہتی تھی۔

اس دوران صارم اسکا دوست بننے میں کامیاب ہو چکا تھا مگر وہ اسکا یہ کھویا کھویا اور سرد انداز سمجھنے سے قاصر تھا۔

کچھ ہفتوں بعد اس لڑکے نے پارک میں آنا چھوڑ دیا اور سارہ کو لگا گویا اس کا دل بھی خالی ہو گیا ہو۔

اس نے اپنے کچھ ذرائع سے اسکے بارے میں معلومات حاصل کی تھی۔

اعاز جہانگیر نامی لڑکا واقعی اسکے دل کی دنیا میں حشر برپا کر چکا تھا۔

وہ اب اسکو stalk کرنے لگ گئ تھی۔

وہ اسکی مصروفیات جاننا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ جتنا اسکو جانتی اتنا ہی اسکی گرویدہ ہوتی جاتی۔

وہ اسکے پیچھے یونیورسٹی، مالز یہاں تک کہ اسکے گھر بھی چلی جاتی تھی۔

اسکو اپنا آپ پاگل لگتا تھا۔

نہیں شاید۔۔۔

اسے محبت ہو گئ تھی۔

مگر ایک مرتبہ اسکا پیچھا کرتے وہ اسکی "اریبہ سلطان "نامی دوست تک کہ گھر بھی گئ تھی۔

ناجانے کیوں مگر اسکو ان دونوں کا ایک ساتھ ہونا پسند نہیں تھا۔

لیکن وہ تو اسکا دوست تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر ایسا کیوں؟

وہ اریبہ کے گھر کے سامنے گاڑی پارک کرتے اس میں سے باہر نکلا تھا اور تب ہی سارہ بھی اپنی گاڑی سے باہر نکلی تھی۔

بس ایک بار وہ اسکو قریب سے دیکھنا چاہتی تھی۔

مگر شاید اعاز اسکی موجودگی کو محسوس کر چکا تھا۔

وہ جو اپنا موبائل استعمال کر رہا تھا اس نے نا محسوس انداز میں موبائل اپنی جیب میں رکھ کر

زمین پر پڑا پتھر اٹھایا تھا۔

وہ یکدم پیچھے مڑا تھا۔

"ااا"

سارہ فوراً چیخی تھی۔

اگر آعاز بروقت اپنا ہاتھ نا روکتا تو آج وہ پکا ہسپتال میں ہوتی۔

www.novelsclubb.com

"آئی ایم سو سوری میری وجہ سے آپ ڈر گئیں۔۔۔آپ کو لگی تو نہیں؟"

وہ بے حد پریشان ہوا تھا۔

سارہ اپنی شہد رنگ آنکھوں سے اسکے چہرے کا ایک ایک نقش حفظ کرنا چاہتی تھی۔

"ن۔۔۔نہیں میں ٹھیک ہوں"

زکام زدہ آواز میں کہتے وہ دور ہوتی رہی۔

شاید اعاز کو احساس ہو گیا تھا کہ وہ رو تی رہی ہے۔

"Are you sure?"

اپنی گہری بھوری آنکھوں میں ڈھیروں پریشانی سموئے وہ اس سے گویا ہوا تھا۔

سارہ ایک پل کو رکی تھی مگر پھر فوراً تیز تیز چلتے دوسری طرف جانے لگی۔

www.novelsclubb.com

اعاز جہانگیر نے اس سے بات کی تھی یہی اسکے لیے کافی تھا۔

مگر ایک دن اسکو خبر ملی کہ وہ مانچسٹر جارہا ہے۔

وہ اسکے پیچھے وہاں بھی جانا چاہتی تھی لیکن جا نا سکی۔

اس دن اسکو ایک زوردار قسم کا پینک اٹیک آیا تھا۔

وہ چیختے چلاتے اپنا جسم اور بال نوچ رہی تھی۔

مگر یہ سب کسی اور کی نظروں سے بھی مخفی نا رہا تھا۔

صارم سکندر جو کہ اس کا واحد دوست تھا، وہ اس روز اسکی اس حالت کا گواہ بنا تھا۔

اس روز اسی نے اسکو بہت مشکل سے سنبھالا تھا۔

"آپ کو کس بات کا اس قدر ملال ہے؟"

وہ گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھا تھا جو کہ اپنے گھٹنوں کے گرد اپنے بازو لپیٹے زمین پر بیٹھی ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آہستگی سے کانپ رہی تھی جبکہ آنسو چہرے سے رواں تھے۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"میں جس سے محبت کرتی ہوں وہ مجھ سے دور چلا جاتا ہے صارم۔"

وہ گلوگیر لہجے میں بولی تھی۔

"ایسا کون ہے جس کے دور جانے کے خیال نے آپکی یہ حالت کر دی ہے؟"

وہ یہ سوال نہیں پوچھنا چاہتا تھا۔

وہ اسکا جواب بھی نہیں سننا چاہتا تھا۔

وہ جو خود اس سے محبت کر بیٹھا تھا، اسکے منہ سے کسی اور کا نام کیسے سن لیتا؟

سارہ نے اسکے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا تھا۔

اس نے اعاز کے واپس آنے تک خود کو اچھی طرح مصروف رکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

لیکن اس دوران صارم نے اسکو پروپوز کر دیا تھا۔

ایک گلاب کا خوبصورت پھول تھما کر۔

"تم جانتے ہو میں کسی اور کو پسند کرتی ہوں پھر بھی مجھے پروپوز کر رہے ہو؟"

سارہ نے گلاب کا پھول ایک نظر دیکھ کر اسکو نیچے پھینک دیا تھا۔

صارم نے درد بھری نظروں سے اس پھول کو دیکھا تھا جبکہ چہرے پر مسکراہٹ رقصاں تھی۔

"میں زندگی میں رسک لینے کا قائل ہوں میں، اگر آپ نا بھی کریں تو atleast اس بات کا کوئی دکھ نہیں رہے گا کہ میں نے اپنی محبت پانے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔"

وہ آزردگی سے بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میرا انتظار مت کرنا صارم یہ لا حاصل رہے گا۔"

وہ اسکی پروا نہیں کرتی تھی۔

یہ اسکے لہجے سے عیاں تھا۔

"میں روز آپکو ایک گلاب کا پھول دوں گا اس یقین کے ساتھ کہ کبھی نا کبھی تو آپکا دل پگھل جائے گا۔"

صارم نے اب کی بار اسکی شہد رنگ آنکھوں میں جھانکتے کہا تھا۔

"میں ہمیشہ اس پھول کو اسی طرح پھینک دیا کروں گی۔ تم اپنا دل دکھانا چاہتے ہو تو شوق سے دیا کرنا مجھے پھول۔"

سارہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلی گئ تھی۔

---

www.novelsclubb.com

پھر ایک دن آعاز جہانگیر بھی واپس آگیا تھا۔

وہ اس دن بہت خوش تھی۔

صارم اسکی خوشی میں خوش ہوتا سوچتا تھا کہ آعاز جہانگیر کس قدر خوش نصیب ہے جس نے سارہ ذوالقرنین کو پاگل کر دیا تھا۔

سارہ نے آعاز کو اس پورے ہفتے لگاتار stalk کیا تھا۔

اس کو تیمور والے معاملے کا بھی علم ہو چکا تھا۔

تیمور سے اس کو سخت نفرت تھی۔

اس لیے نہیں کہ اس نے اعاز کی بہن کو تکلیف دی بلکہ اس لیے کیوں کہ اس سب سے اعاز کو تکلیف ہوئی تھی۔

وہ ناجانے کیوں مگر اسکے لیے possessive ہوتی جا رہی تھی۔

آہستہ آہستہ یہ possessiveness obsession میں تبدیل ہو گئ۔

www.novelsclubb.com

اعاز اب ایک ہسپتال میں جاب کرنے لگا تھا۔

اس نے ناجانے کیوں مگر اس کے کمرے میں کیمرا سیٹ کروا دیا تھا۔

پہلی بار اسکو اس کے ہر پیشنٹ سے شدید حسد ہوا تھا۔

وہ عشناء اسلام نامی لڑکی جو آرام دہ انداز میں آغاز سے بات کر رہی تھی، اسکا خون کھول رہا تھا۔

وہ جس کے ہاتھ پر اس نے اپنا ہاتھ رکھا تھا، وہ جو اسکے سامنے بیٹھ کر روئی تھی اور اس نے اسے کمفرٹ کیا تھا۔

اس سب پر صرف سارہ ذوالقرنین کا حق تھا۔

وہ اسی دن ہسپتال گئی تھی۔

اس دن صارم بھی اسکے ساتھ تھا۔

"تم میرے پیچھے مت آؤ صارم!"

www.novelsclubb.com

وہ اسکو اپنے مسئلے نہیں بتانا چاہتی تھی۔

مگر وہ اس پر جتنا مرضی چیختی وہ اتنا ہی اسکے پیچھے آتا تھا۔

سارہ نے ایک نرس کو پیسے دے کر اس سے کہا تھا کہ عشناء اسلام کو جلد از جلد ہسپتال کی چھت پر بھیجے۔

وہ صرف اس کو آعاز سے دور رہنے کا کہنے والی تھی۔

مگر نا جانے کیوں۔۔۔

اس کے سر پر خون سوار تھا۔

صارم اسکے پیچھے آتا کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھا۔

پھر وہ ہوا جس کا سارہ ذوالقرنین نے خود بھی کبھی تصور نہیں کیا تھا۔

عشناء کے اوپر آتے ہی وہ اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

اس نے بے دردی سے اس کو بالوں سے پکڑ کر اسکا سر دیوار پر مارا تھا۔

صارم نے اسکو بے تحاشہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ اس کے ساتھ زبردستی نہیں کر پایا تھا۔

www.novelsclubb.com

لیکن وہ تھا تو اس سے زیادہ طاقتور، اپنی پوری قوت لگا کر وہ سارہ کو عشناء سے دور کر چکا تھا۔

وہ لڑکی اب بری طرح رو رہی تھی جبکہ اسکے چہرے پر بے تحاشہ زخم تھے۔

"یہ۔۔۔یہ۔۔۔یہ میں نے کیا کر دیا!"

وہ کانپتے ہوئے صارم سے دور ہوئی تھی۔اسکو panic attack آ رہا تھا۔

"صارم۔۔۔یہ۔۔۔یہ میں نے نہیں۔۔۔یہ خود ہو گیا۔"

اس نے اس لڑکی کو دیکھتے صارم سے کہا تھا جو کہ خود سارہ کو وحشت زدہ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

پھر سارہ اس لڑکی کے پاس گئ تھی جو کہ دیوار کے ساتھ لگی اس کو سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"یہاں سے کود جاؤ."

اسکے لہجے کا پینک غائب ہو چکا تھا۔

صارم اسکا بدلتا لہجہ دیکھ کر حیران ہو چکا تھا۔

"سارہ! یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں؟"

اس نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

"تمہیں میں نے کہا تھا میرے پیچھے مت آنا۔۔۔اب میرا کام بگاڑنے سے اچھا ہے تم یہاں سے دفعہ ہو جاؤ۔"

سارہ نے اس سے سرد لہجے میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

WWW.NOVELSCLUBB.COM

"پلیز۔۔۔پلیز مجھے جانے دو۔۔۔میں نے کچھ نہیں کیا۔"

عشناءاب باقاعدہ ہچکیوں کے ساتھ رو رہی تھی۔

"یہاں سے کود جاؤ لڑکی۔۔۔میں نے کچھ کیا تو تمہارا بچنا مشکل ہو جائے گا۔۔۔اس طرح تمہارے بچنے کے بیس فیصد چانسز تو ہیں ہی."

وہ اب اسکے پاس سے اٹھتے بولی تھی۔

صارم اسکی یہ سنگ دلی مزید برداشت نا کر سکا اور وہاں سے چلا گیا تھا۔

سارہ نے قدر کونے میں پڑا ایک تھیلا اٹھایا تھا جس میں ایک ماسک اور کالا برقع تھا جو کہ اسکے ہاتھ بھی ڈھانپتا تھا۔

www.novelsclubb.com

شاید وہ یہ سب پہلے ہی پلان کر چکی تھی۔

"جلدی کرو لڑکی !میرے پاس پورا دن نہیں ہے !"

وہ ماسک اور برقع پہنتے اس پر دہاڑی تھی۔

"پلیز! میرا قصور کیا ہے؟"

عشناء اب کی بار مزید رونے لگی تھی۔

"تمہارا قصور تمہارا پیدا ہونا ہے، اب میں تمہارے اس قصور کو سدھارنا چاہتی ہوں."

سارہ نے جواب دیتے اسی تھیلے میں سے ایک چھری نکالی تھی۔

چھری دیکھتے اس لڑکی کی حالت مزید غیر ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"تمہاری شکل مسخ کر کے، تمہیں اذیت دے کر مارنے کا مجھے بہت مزہ آئے گا۔"

سارہ کی اس بات پر وہ لڑکی فوراً اپنی جگہ سے کھڑی ہوئ تھی۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتے اب ریلنگ تک جا رہی تھی۔

سارہ اب ایک پلر کی اوٹ سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

"پلیز."

وہ لڑکی ایک آخری دفعہ مڑی تھی۔

"جلدی کرو!"

سارہ اس پر ایک بار پھر دھاڑی تھی۔

تبھی وہ لڑکی وہاں سے کود گئ تھی۔

عشناء کے کودتے ہی اس نے اپنا ماسک اتار کر گہرے سانس لیے تھے۔

کچھ سالوں پہلے ایک قتل اسکے سامنے ہوا تھا اور آج ایک قتل اس نے اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔

نہیں!

www.novelsclubb.com

یہ اس نے تو نہیں کیا۔

وہ لڑکی خود کودی تھی۔

شہد رنگ آنکھوں میں سرخی کا کچھ عنصر نمایاں تھا۔

"اس کی خودکشی سے پہلے اور بعد کی ساری فوٹیج ڈیلیٹ کروادو، تمہاری آج رات کی فلائٹ کنفرم ہے۔"

سارہ نے اسی نرس کو فون ملا کر کہا تھا۔

پھر وہ لڑکھڑاتے قدموں سے وہاں سے چلی گئ تھی۔

---

www.novelsclubb.com

"آپ کو اس لڑکی کو نہیں مارنا چاہیے تھا سارہ."

صارم نے ایک رات اسکے گھر پر آتے کہا تھا۔

"میں نے اسکو نہیں مارا تھا،اس نے خودکشی کی تھی۔"

سارہ کی اس بات پر صارم نے چونک کر اسکو دیکھا تھا۔

"آپ کا دماغ تو ٹھیک ہے؟آپ معصوم لوگوں کو ایسے ہی ماردیں گی!؟"

وہ شاید پہلی بار اس پر چیخا تھا۔

"مجھے تمہاری مدد نہیں چاہیے صارم۔۔۔تم مجھ سے محبت کے دعویدار ہو اور مجھ سے میری محبت چھین رہے ہو؟"

اسکو اب صارم کی ضرورت تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ اس قتل کا گواہ تھا۔

وہ اسکو آسانی سے manipulate کرسکتی تھی اور اس نے یہی کیا۔

"میں واقعی بہت محبت کرتا ہوں آپ سے۔۔۔ لیکن یہ سب غلط ہے۔"

وہ کچھ نرم پڑا تھا۔

"مجھے بس وہ چاہیے پھر میں کچھ نہیں کروں گی، میں ہمیشہ خوش رہو گی، مجھے زندگی میں کبھی کوئی خوشی نہیں ملی!"

وہ اب کی بار رونے لگی تھی۔

وہ بہترین اداکارہ تھی۔

وہ صارم کے ساتھ manipulation اور gaslighting سے کام لے رہی تھی۔

یہ آبسیشن کا چکر یہاں ختم نہیں ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے صارم کی مدد کے ذریعے ایک جعلی سائیکالوجی کی ڈگری تیار کروائی تھی اور مزید اپنے اثر ورسوخ کے ذریعے وہ اسی ہسپتال میں انٹرنشپ حاصل کر چکی تھی جہاں اعاز جہانگیر جاب کرتا تھا۔

اسکی خوش قسمتی یہ تھی کہ اسکو اعاز کے ساتھ ہی کام کرنے کو کہا گیا تھا۔

اریبہ اب بھی اسکے لیے ایک مسئلہ تھی۔اس نے صارم سے کہا کہ اریبہ کے گھر اپنے پرینٹس کو بھجوادے۔

صارم کو یہ سب غلط لگ رہا تھا مگر وہ دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔

سب پلان کے حساب سے ہو رہا تھا۔

وہ اریبہ سلطان نامی لڑکی سے ملا تھا اور اسکو پہلی بار ہی میں احساس ہو گیا تھا کہ وہ لڑکی بہت معصوم تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ یہ سب ڈیزرو نہیں کرتی تھی۔

اس لیے اس نے اسکو جانے دیا تھا۔

سارہ اب بھی پینٹنگ کرتی تھی۔

مگر ناجانے کیوں اسکا دل چاہا کہ وہ عشناء کی بے بسی کو کینوس پر اتارے۔

پھر اس نے وہی کیا تھا۔

اس پینٹنگ کے مکمل ہونے کے بعد وہ کئی گھنٹے اس کو دیکھ کر ہنستی رہی تھی۔

کیا وہ واقعی پاگل ہو گئی تھی؟

تیمور ڈار اعاز جہانگیر کے خون کا پیاسا تھا اور اسی بات کو سارہ نے بہترین طریقے سے استعمال کیا تھا۔

اس نے اسکو جیل سے نکلوا دیا تھا۔

جب تیمور کو پتا چلا سارہ اس سے کیا کروانا چاہتی ہے تو وہ پیچھے ہٹ گیا۔

مگر اسکی من مانی تب تک ہی چلی تھی جب تک سارہ نے اسکو اس کے باپ کے نام سے black mail نہیں کیا تھا۔

صارم اسکی ان حرکتوں سے آگاہ تھا اور اب اسکو مجبوراً اسکا ساتھ دینا تھا۔

سارہ آغاز جہانگیر کو اس قدر بے بس اور اکیلا کرنا چاہتی تھی کہ وہ خود چل کر اس کے پاس آئے۔

وہ برے طریقے سے اس سے obsessed ہو چکی تھی۔

ماریہ کو بھی سارہ نے جزباتیات کے چکر میں ہی مارا تھا۔

وہ وہی گریم ریپر والا گیٹ اپ لے کر آگے چل رہی تھی۔

مگر ماریہ کو اس نے خود نہیں مارا تھا۔

اس نے اسے صارم کے ذریعے مروایا تھا۔

وہ اب ماریہ کی بھی پینٹنگ بنانا چاہتی تھی۔

اس نے صارم سے کہا تھا کہ ماریہ کی لاش کی تصویر اسکو سرد خانے سے لا کر دے۔

صارم اسکا پاگل پن بخوبی دیکھ رہا تھا۔

مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ وہ اس میں برابر کا شریک تھا۔

وہ جانتا تھا اگر اسکو اعاز جہانگیر مل گیا تب بھی وہ ایسی ہی رہے گی۔

وہ ایک بار قتل کر چکی تھی،اب دوسری تیسری بار کرتے اس کے ہاتھ نہیں کانپنے والے تھے۔

وہ اعاز کے گھر کی جھاڑیوں تک میں چھپ کر اسکے آنے کا انتظار کرتی تھی اور اس نے وہاں کیمرے لگوا دیے تھے تاکہ وہ آعاز جہانگیر کو بھرپور طریقے سے stalk کر سکے۔

ایک مرتبہ اس کا ملازم گل خان اور وہ اس تک پہنچ بھی گئے تھے۔

مگر اس نے خود کو ہر چیز کے لیے پہلے ہی تیار کر رکھا تھا۔

اعاز جہانگیر جس چیز کو sleep paralysis سمجھتا تھا وہ بھی سارہ تھی۔

وہ کبھی کبھار اس کے گھر کی اونچی کھڑکی پر چڑھ کر اسکے کمرے تک پہنچ جاتی تھی۔

بس ایک مرتبہ وہ پکڑی جانے والی تھی جب اس نے اعاز کی گردن دبانے کی کوشش کی۔

مگر وہ جلد ہی وہاں سے بھاگ گئ تھی۔

وہ اعاز کو تکلیف کیسے دے سکتی تھی؟

www.novelsclubb.com

اس کی خاطر ہی تو وہ اتنے لوگوں کو تکلیف دے رہی تھی۔

وفا حدید کے ساتھ اعاز جہانگیر کے سیشن نے اسکو سب سے زیادہ بے چین کیا تھا۔ جب اسکی وجہ سے آعازا سکو کمرے باہر جانے کو کہتا تھا تو جتنا ضبط اسکو اس وقت کرنا پڑتا تھا شاید ہی کبھی کرنا پڑا ہو۔

مگر مسئلہ یہاں ختم نہیں ہوا تھا۔۔۔

اصل مسئلہ تو اب شروع ہوا تھا۔

پہلے پولیس ان کیسز پر اتنا دھیان نہیں دے رہی تھی مگر اب ڈی ایس پی عرش مصطفی وہاں آچکا تھا۔

اسکا بھائی، جس سے اسکو اس دنیا میں سب سے زیادہ نفرت تھی۔

اس کو خود کو بچانے کے لیے ایک کھیل کھیلنا تھا۔

تو اس نے وہی کیا۔

www.novelsclubb.com

اس نے خود پر حملہ کروادیا۔

اب وہ سیف تھی۔

وہ عرش کو کوئی بیان نہیں دینا چاہتی تھی۔

جس دن وفا نے اسکو خود کمرے سے باہر جانے کو کہا تھا اس دن اس نے اسکو راستے سے ہٹانے کا سوچ لیا تھا۔

مگر پھر اس نے عرش کی نظروں میں وفا کے لیے واضح پسندیدگی دیکھ لی تھی۔

اس نے اس پلان کو ملتوی کر دیا۔

وہ پولیس سٹیشن عرش سے ملنے گئی تھی بیان دینے نہیں بلکہ اسکو خود سے دور رہنے کا کہنے کے لیے۔

www.novelsclubb.com

مگر وہ بھی اسکا ہی بھائی تھا،اس کے جتنا ہی سنگ دل۔

اسکا اگلا شکار اعاز جہانگیر کی نئی پیشنٹ فرح تھی۔

فرح کی آعاز کے ساتھ ضرورت سے زیادہ بے تکلفی اسکو کھل رہی تھی۔

وہ خود پر ایک بار پھر قابو نا رکھ پائ تھی۔

اسپتال کا اوپری حصہ انڈر کنسٹرکشن تھا۔

اس نے تیمور کو اسے وہاں بلانے کا کہا تھا۔

وہ آغاز جہانگیر کی آواز کا استعمال کر رہا تھا۔

یہ بھی پلان کا حصہ تھا۔

فرح کی آنکھوں کی بے بسی اس کو آج بھی لطف دیتی تھی۔

اس نے اسکو ایک چاقو سے مارا تھا۔

اسکے جسم سے بہتا خون اسکو ایک پل کے لیے سرخ پینٹ جیسا محسوس ہوا تھا۔

وہ اسکو اس جگہ سے گھسیٹتی قدر کونے میں لے کر گئ تھی۔

اسکے بے جان وجود کو پورے فرش پر گھسیٹتے اس نے abstract art کی تھی۔

پھر کچھ دور سے اسکو دیکھا۔

شہد رنگ آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔

کیا کسی کی موت بھی اس قدر خوبصورت ہو سکتی تھی؟

اپنے موبائل فون سے اس منظر کی ایک تصویر کھینچتے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ اس آرٹ کو بھی اپنے کینوس پر اتارے گی۔

اس قتل کو سب سے پہلے دیکھنے والا آعاز جہانگیر ہی تھا۔

اب کی بار عرش مصطفیٰ کا شک بھی اس پر ہی گیا تھا۔

یہ بات اسکو مزا دے رہی تھی۔

وہ آعاز کی زندگی کنٹرول کر رہی تھی۔

وہ اسکو جیل بھی بھجوانا چاہتی تھی اور وہ کامیاب بھی ہو گئی تھی۔

مگر اس سب میں وہ ایک چیز مس کر گئی تھی اور وہ تھی اعاز جہانگیر اور اریبہ سلطان کی منگنی۔

www.novelsclubb.com

عرش مصطفیٰ اس دوران تیمور ڈار کو پکڑ چکا تھا۔

مگر اسکو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا تھا کیونکہ وہ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔

ہاں مگر اب وہ اسکے باپ کو نہیں بخشنے والی تھی۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

اب وہ مزید حملہ نہیں کرنے والی تھی۔

یہ کام اس کے لیے صارم سکندر کرنے والا تھا۔

اور ایسا ہی ہوا تھا۔

مگر وفا بچ گئی تھی اور صارم کو ٹانگ پر گولی لگی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کیا بہت درد ہو رہا ہے؟"

ہمدردی کے تحت ہی سہی مگر اس نے پوچھ لیا تھا۔

"یہ اس درد کے مقابل کچھ نہیں جو آپ آعاز جہانگیر کا نام لے کر مجھے دیتی ہیں۔"

صارم نے اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں لیتے کہا تھا۔

"تم بہت اچھے ہو صارم۔"

اس نے بمشکل مسکراتے ہوئے صارم کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔

"اتنا اچھا نہیں ہوں کہ آعاز جہانگیر کی جگہ لے لوں۔"

صارم آزردگی سے مسکراتے بولا تھا۔

"اسکی جگہ تو کوئی نہیں لے سکتا۔"

وہ بے حد ظالم تھی۔

صارم مسکرایا تھا۔

www.novelsclubb.com

سارہ نے مزید کوئی بات نہیں کی تھی۔

وہ اگلا لائحہ عمل تیار کر رہی تھی۔

وہ مزید وفا حدید کو نقصان نہیں پہچانا چاہتی تھی۔

عرش اسکو پسند کرتا تھا۔

دل میں کہیں وہ اب بھی اپنے بھائی سے محبت کرتی تھی۔

عرش کا اس کی پینٹنگز دیکھنا اسکے لیے پریشانی کا باعث نہیں تھا۔

وہ اتنا تو جان گئی تھی کہ وہ سب جان کر بھی اسکو بچا رہا ہے۔

شاید وہ اپنی بہن کو سزا نہیں دلوانا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

بیوقوف!

مگر وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اگر اسکو موقع ملا تو وہ اسکو ضرور سزا دے گی۔

کبھی کبھی اسکا دل چاہتا تھا کہ وہ آعاز جہانگیر کو ہی جان سے مار دے۔

اگر وہ اسکا نہیں ہو سکتا تو اسکو کسی کا نہیں ہونا چاہیے۔

اسکو جینا ہی نہیں چاہیے۔

ایسی سوچیں آتے ہی وہ تین، چار نیند کی گولیاں کھا کر خود کو سلانے کی کوشش کرتی تھی۔

مگر نا جانے کیوں اسکو نیند نہیں آتی تھی وہ صرف غنودگی میں جاتی تھی۔

"میں اعاز سے محبت کرتی ہوں، اسکے لیے میں نے ان سب کو مارا اور مجھے صرف وہی چاہیے۔"

وہ خود سے بڑبڑاتی تھی۔

گویا خود کو یاد دلاتی تھی کہ اسے آعاز سے محبت ہے اور وہ صرف اسی کے لیے یہ سب کر رہی ہے۔

www.novelsclubb.com

اسکی یہ بڑبڑاہٹ تارا ناز بھی سن چکی تھیں۔

مگر اس وقت سارہ غنودگی میں تھی اور تارا کو پیسے چاہیے تھے۔

تب ہی تارا کی نظر سفید کپڑے سے ڈھانپے کینوسز پر پڑی تھی۔

تجسس کے مارے انہوں نے انہیں اتارا اور پھر ڈر کے مارے ایک زوردار چیخ ماری۔

یہ تصویریں؟

وہ تو انہیں مختلف نیوز چینلز پر دیکھ چکی تھیں۔

تو کیا سارہ؟

انہوں نے ڈرتے ڈرتے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

وہ اپنے بستر پر موجود نہیں تھی۔

"کتنی دفعہ میں نے آپ سے کہا ہے کہ مجھے اپنی مکروہ شکل مت دکھایا کریں؟"

www.novelsclubb.com

اسکی سرد آواز پر تارا ناز کو اپنے پسینے چھوٹے محسوس ہوئے تھے۔

"سارہ۔۔۔ی۔۔یہ سب کیا ہے؟"

آنکھوں میں خوف لیے انہوں نے اس سے پوچھا تھا۔

"وہی جو آپ سمجھ رہی ہیں۔"

اس نے جواب دیتے انہیں بازو سے پکڑا تھا اور پھر اپنے کمرے سے باہر لا کر کھڑا کیا تھا۔

"تم یہ ٹھیک نہیں کر رہی سارہ!"

ان میں نا جانے کہاں سے اتنی ہمت آ گئی جو وہ اس پر چیخ پڑی تھیں۔

"اب آپ مجھے بتائیں گی کہ سہی غلط کیا ہوتا ہے؟"

سارہ تارا کی بات پر ایسے مسکرائی تھی جیسے کوئی بڑا چھوٹے کی بات پر مسکراتا ہے۔

www.novelsclubb.com

I'm gonna make you regret your birth Miss "

".Tara naz

تارا کے کچھ قریب ہوتے اس نے انکے کان میں سرگوشی کی تھی اور پھر زوردار دھکا دیا تھا۔

تارا اپنا توازن برقرار نا رکھ پائیں اور پیچھے موجود سیڑھیوں سے نیچے گرپڑی۔

تارا کی چیخیں سننے کے لیے صرف وہی وہاں موجود تھی۔

اپنے سینے پر ہاتھ باندھے وہ تارا کو فرش پر بے ہوش پڑا دیکھ رہی تھی۔

تارا کے سر سے خون بہتا فرش رنگین کر رہا تھا۔

اس نے سیڑھیوں سے نیچے اترتے تارا کا بے جان ہاتھ پکڑ کر انکی نبض ٹٹولی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ زندہ تھیں۔

پھر اس نے اپنے فون سے ایمبولینس کو کال ملائی تھی۔

تارا ناز آسان موت تو بالکل نہیں مرنے والی تھی!

تارا کے لیے ہسپتال میں انتظار کرتے اسکو کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

اس نے اپنی ایک ملازمہ سے کہا تھا کہ وہ عرش کو اطلاع دے۔

آخر کو تارا اسکی پھپھو تھیں۔

وہ آیا بھی تھا۔

مگر شاید سب سمجھ چکا تھا۔

سارہ نے اسکو واضح لفظوں میں دھمکایا تھا کہ وہ تارا کو زندہ نہیں رہنے دے گی۔

مگر شاید وہ واقعی ہی اتنا سنگ دل تھا۔

جو شخص اپنی بہن کا سودا کر سکتا ہو، وہ کچھ بھی کر سکتا ہے۔

www.novelsclubb.com

ناجانے کیوں اس وقت اسکا دل چاہ رہا تھا کہ اسکے ساتھ آعاز جہانگیر ہو۔

اسنے اسکو میسج کیا تھا کہ وہ کل نہیں آسکے گی کیونکہ اسکی ممی بیمار ہیں۔

پھر کچھ ہی دیر میں وہ آگیا تھا۔

آعاز جہانگیر اسکے لیے آیا تھا۔

وہ کچھ دیر اسکے ساتھ جاگنے کے بعد وٹینگ ایریا کی کرسی پر ہی بیٹھا بیٹھا سو گیا تھا۔

اور سارہ۔۔۔

وہ سو ہی نہیں سکی تھی۔

وہ ساری رات اسکو دیکھتی رہی تھی۔

اسکو احساس ہی نا ہوا اور صبح بھی ہو گئی۔

تب ہی آعاز نیند میں ڈر کر اٹھ گیا تھا.

کیا وہ اسکی نظروں کے ارتکاز سے ڈر کر اٹھ گیا تھا؟

ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟

www.novelsclubb.com

وہ تو اس سے محبت کرتی ہے۔

مگر کچھ دیر بعد جو انکشاف اس پر ہوا اسکی وجہ سے ایک تیز اشتعال کی لہر اسکو اپنے اندر دوڑتی محسوس ہوئی۔

اعاز کی منگیتر!

اسکو اس لڑکی سے شدید نفرت ہوئی تھی۔

دل چاہ رہا تھا کہ ابھی اسکا گلا دبا دے۔

جب تک وہ دونوں وہاں موجود تھے اس نے ضبط کیا مگر انکے جاتے ہی اس نے وہ گلاس، جو اس نے اعاز کو پانی پینے کے لیے دیا تھا، اس کو اٹھا کر زوردار انداز میں دیوار پر مارا تھا۔

کانچ کی کرچیاں ہر طرف پھیل گئی تھیں۔

صد شکر کہ اس کمرے میں اسکے علاوہ کوئی نا تھا۔

وہ ادھر ہی گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔

اسکو شدید غصہ آرہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس نے ایک کانچ کا ٹکرا پکڑ کر اپنے ہاتھ میں دبایا تھا۔

اتنی زور سے کہ اسکو یہ درد اس درد کے مقابل کم لگنے لگے۔

شہد رنگ آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

وہ شاید اس درد کے ساتھ کسی اور درد کو بھی رو رہی تھی۔

کانچ ایک طرف پھینکتے اس نے اپنا ہاتھ دیکھا تھا جس سے خون قطروں کی صورت میں تیزی سے گر رہا تھا۔

ابھی بھی کچھ کانچ کے ٹکرے اندر پیوست تھے۔

اس نے انکو نکالنا چاہا مگر شدید درد کے باعث وہ نا نکال سکی۔

اسکو اپنی بے بسی پر مزید رونا آیا تھا۔

وہ بے بس کیوں ہو رہی تھی؟

وہ تو سارہ ذوالقرنین تھی!

اسکو اب کی بار غصہ آیا تھا۔

تبھی ویٹنگ ایریا کا دروازہ کھلا تھا اور کوئی اندر داخل ہوا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مائے گاڈ سارہ! یہ آپ نے کیا کر لیا؟"

وہ صارم تھا جو اپنے ہاتھ میں پکڑا بکے ایک طرف پھینکتے سارہ کی طرف بڑھا تھا جو کہ اپنے خون آلود ہاتھ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔

"یہ کیسے ہوا؟"

وہ جانتا تھا کہ یہ اس نے خود کیا ہو گا۔

مگر پھر بھی پوچھ بیٹھا۔

"آئیں ہم بینڈیج کروا لیتے ہیں آپکی۔"

صارم نے اسکو اٹھانے کی کوشش کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"وہ۔۔۔وہ منگنی کر چکا ہے صارم."

وہ سرگوشی نما انداز میں بولی تھی۔

"کیا؟"

صارم کو اسکی آواز بھی نہیں سنائی دی تھی۔

"وہ منگنی کیسے کر سکتا ہے؟ میں اسے جان سے مار دوں گی!"

وہ اب کی بار چیخی تھی۔

"سارہ پلیز۔۔۔بس کر دیں۔۔۔ہم پہلے ہی بہت گناہ کر چکے ہیں۔"

صارم ہارے ہوئے لہجے میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تم۔۔۔تم اس لڑکی کو مار دو! ہاں! تم مار دو! پھر اسکو مجبوراً میرے پاس آنا پڑے گا!"

وہ ہزیانی انداز میں اپنے بال نوچتے بولی تھی۔

اسکے زخمی ہاتھ سے بہتا خون اسکے پورے چہرے پر لگ چکا تھا۔

ایک پل کے لیے صارم کو اس سے خوف آیا تھا۔

وہ ایک شیطان کو پال رہا تھا اور اب اسکا نتیجہ اسکے سامنے تھا۔

تارا ناز ہاپسپٹل سے ڈسچارج ہونے کے بعد بھی بہتر محسوس نہیں کر رہی تھیں۔

کچھ کچھ انکو اب بھی سارہ کا خوف تھا۔

وہ ان سے ایک بار بھی ملنے نہیں آئ تھی۔

لیکن پھر کچھ گھنٹوں بعد وہ آہی گئ تھی۔

وہ انکے کمرے میں موجود کھڑکی کے سامنے کھڑی ہوئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"اب کیسی طبیعت ہے؟"

سارہ نے ان سے پوچھا تھا۔

"دفعہ ہو جاؤ میرے کمرے سے سارہ!"

تارا نے نکاہت زدہ آواز میں کہا تھا۔

وہ بیڈ پر لیٹی ہوئی تھیں۔

سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے انکا سر چکرا رہا تھا۔

"میں آپ کے کمرے میں ڈھیر سارے پھول رکھوانا چاہتی ہوں۔"

سارہ نے انکی بات کو نظرانداز کرتے بے تاثر انداز میں کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خدا کی لعنت ہو تم پر سارہ دفعہ ہو جاؤ یہاں سے!"

تارا اب کی بار بھرپور قوت سے چیخی تھیں۔

سارہ نے ایک نظر انکو دیکھا تھا۔

اسی سرد نظر سے جو کہ اس کی شخصیت کا خاصہ تھی۔

"آپ مجھ پر میرے ہی گھر میں حکم نہیں چلا سکتیں۔"

سارہ نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ ان سے کہا تھا۔

"تم بھی اس لڑکے کو یہ سب کر کے اپنی زندگی میں شامل نہیں کر سکتی۔"

تارا کی بات پر سارہ کے چہرے کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔

"اور اگر اب تم اپنی حرکتوں سے باز نا

آئی تو میں تمہاری complain پولیس میں کر دوں گی!"

www.novelsclubb.com

تارا نے اسکے چہرے کا رنگ اڑتے دیکھ فوراً اپنی بات مکمل کی تھی۔

"چ۔۔۔چپ کر جاؤ۔۔۔وہ میرا ہے!"

وہ اپنے سر کے بال جکڑتے چیخی تھی۔

اسکو ایک بار پھر پینک اٹیک آرہا تھا۔

"تمہاری حقیقت جان کر وہ بھی تمہیں پولیس کے حوالے کر دے گا۔"

تارا نے اسکو مزید بھڑکایا تھا۔

"چپ۔۔۔۔کر جاؤ!"

وہ اب کی بار زوردار آواز میں چیخی تھی اور میز پر پڑا لوہے کا واز اٹھا کر زوردار انداز میں تارا کے سر پر مارا تھا۔

www.novelsclubb.com

تارا اس وار پر چیخ بھی نا سکی تھیں۔

ان کے سر سے بہتا خون اس بات کا گواہ تھا کہ انکو گہری چوٹ آئی تھی۔

سارہ گہرے سانس لیتے ان سے دور ہوئ تھی۔

تارا کا جسم اس بستر پر بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

شاید وہ مر گئ تھیں۔

پھر وہ اپنے آپ کو نارمل کرتی تارا تک گئ تھی۔

اس نے انکی نبض چیک کی تھی۔

وہ واقعی مر چکی تھیں۔

"چلو یہ بھی ایک دن تو ہونا ہی تھا۔"

سارہ نے ایک گہرا سانس لیتے کہا تھا اور پھر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے پٹیوں کا ایک رول نکال کر تارا کے سر سے بہتا خون صاف کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

خون صاف ہونے کے بعد اس نے ان کے سر پر پہلے سے کی گئ پٹی پر ایک اور پٹی باندھ دی تھی۔

واز کو اٹھا کر اس نے اسکی جگہ پر واپس رکھا تھا اور پھر کمرے سے باہر چلی گئی تھی۔

اب تارا ناز کی موت انکے آپریشن کے بعد کچھ کامپلیکیشنز کی وجہ سے واقع ہوئی تھی۔

راہداری میں چلتی ملازمہ کو اس نے ہاتھ۔کے اشارے سے خود تک بلایا تھا۔

"میری گاڑی میں کچھ پھول رکھے ہیں انکو تارا صاحبہ کے کمرے میں رکھوا دینا۔"

اس پر حکم صادر کرتے وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی تھی۔

ملازمہ اس کو حیران کن نظروں سے جاتا دیکھ رہی تھی۔

----

www.novelsclubb.com

تارا کے جنازے پر انکے جاننے والے تمام لوگ آئے تھے۔

مگر اس کو فرق نہیں پڑتا تھا۔

پڑتا بھی کیوں؟

WWW.NOVELSCLUBB.COM

لیکن اس کو لوگوں کے سامنے آنسو بہانے تھے۔

اس کام میں تو وہ ویسے بھی ماہر تھی۔

Manipulation and acting.

ناجانے کیوں مگر اس کو عرش کو یاد کر کے رونا آیا تھا۔

مگر کیوں؟

وہ تو اس سے نفرت کرتی تھی؟

اسی دوران آعاز جہانگیر اپنی منگیتر کے ساتھ وہاں داخل ہوا تھا۔

وہ اعاز کو اسکی منگیتر کے خلاف کرنے والی تھی۔

وہ کچھ ایسا کرنے والی تھی کہ اعاز اریبہ پر یقین ہی نا کرتا کیونکہ ابھی کے لیے سب کی نظروں میں سارہ ذوالقرنین ویکٹم تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ جب آعاز کے ساتھ ٹکرائی تھی تب اریبہ نے نا محسوس انداز میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھڑا لیا تھا۔

پھر وہ وہاں سے چلی گئی تھی۔

آعاز کنفیوزڈ تھا۔

لیکن اریبہ تو چلی گئی تھی نا۔

تبھی عرش بھی وہاں آیا تھا۔

وہ نہیں چاہتی تھی کہ وہ وہاں آئے۔

عرش نے فوراً پوسٹ مارٹم کی ضد لگادی تھی۔

اس کو تارا ناز سے ہمدردی تھی کیا؟

سارہ صرف سوچ ہی سکی تھی۔

مگر پھر اس نے کچھ سوچتے ہوئے اس کو اجازت دے ہی دی۔

www.novelsclubb.com

ویسے بھی اس کھیل کا اختتام ہونا ہی تھا۔

اس سب میں جس کے حصے میں سب سے زیادہ خسارہ آیا تھا شاید وہ صارم سکندر تھا۔

وہ آنکھیں موندے اپنے کمرے میں رکھی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

اپنے سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ کو بٹن کے ذریعے کبھی جلاتا، کبھی بجھاتا وہ کسی گہری سوچ میں گم لگ رہا تھا۔

پھر وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

اپنی الماری میں رکھا ایک تھیلا اس نے باہر نکالا تھا۔

اس میں گریم ریپر والا لباس پڑا ہوا تھا۔

اس کو اس سے وحشت ہوئی تھی۔

"بس ایک آخری بار۔"

www.novelsclubb.com

وہ بڑبڑایا تھا۔

وہ اپنے عام لباس میں پولیس سٹیشن گیا تھا۔

اس نے وہاں ایک جھوٹی ایف آئی آر درج کروائی تھی۔

مگر وہاں سے جاتے وقت اس نے ڈی ایس پی عرش مصطفی کے آفس کے دروازے کے نیچے سے بڑے نامحسوس انداز میں ایک mini microphone پھینکا تھا۔

پھر اس نے آہستگی سے اس کے آفس کو باہر سے لاک کر دیا تھا۔

گاڑی میں بیٹھ کر اپنا گریم ریپر والا حلیہ اپناتے اس نے فیوز باکس کے ذریعے پورے پولیس سٹیشن کی لائٹس بند کر دی تھیں۔

اسکے بعد وہ وہاں سے چلا گیا تھا اور اسی دوران اس نے مشینی آواز کے ذریعے عرش سے کانٹیکٹ کیا تھا۔

اسکی آواز mini microphone کے ذریعے عرش تک پہنچی تھی۔

اس نے عرش کو ہنٹس دی تھیں۔

www.novelsclubb.com

سمجھنا نا سمجھنا اسکا کام تھا۔

مگر اس طرح کچھ حد تک اسکا ضمیر مطمئن ہو گیا تھا۔

اس دوران سارہ بھی اپنا دوسرا وار کر چکی تھی۔

وہ اعاز اور اریبہ کے دل میں ایک دوسرے کے لیے شک ڈالنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

عرش کا اس سے قتل کے بارے میں پوچھنا اس کو تشویش میں مبتلا کر چکا تھا۔

مگر اس نے آرام سے اقرار کر لیا تھا۔

آخر کو وہ اسکا کیا ہی بگاڑ سکتا تھا؟

مگر اسکی آنکھوں میں کچھ تھا۔

تکلیف؟

سارہ سمجھ نا سکی۔

www.novelsclubb.com

لیکن پھر اس نے کہا کہ وہ اس کو اپنے ہاتھوں سے مارے گا۔

وہ اس پل چپ ہو گئی تھی۔

کیا وہ ایسا کر سکتا تھا؟

"تم نے عرش کو میرے بارے میں بتایا ہے؟"

عرش کے وہاں سے جانے کے بعد اس نے صارم کو کال ملائی تھی۔

"نہیں۔"

اس نے نا سچ کہا تھا نا جھوٹ۔

"تم نے کیا اسے کوئی اشارہ دیا ہے؟"

سارہ جانتی تھی کہ وہ اس کو کیسے گھیر سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ہاں۔"

اس نے اب کی بار مکمل سچ بولا تھا۔

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا صارم۔"

سارہ نے یہ کہتے ہی فون بند کر دیا تھا۔

صارم نے ایک گہرا سانس لیتے فون اپنے سائیڈ ٹیبل کے دراز میں رکھ دیا تھا۔

صارم سے ملنے والے دھوکے پر وہ چاہ کر بھی چپ نہیں رہ سکی تھی۔

اسکو غصہ تھا اور اسکو اسے کہیں تو اتارنا تھا۔

پھر اس نے وہی کیا۔

وہ پولیس سٹیشن گئی تھی۔

اپنی گاڑی کو گیٹ کے باہر پارک کرکے اس نے binoculars کا استعمال کرتے آگے کی صورتحال کا اندازہ لگایا تھا۔

تیمور اسکی آنکھوں کے سامنے عرش کے سامنے گڑگڑا رہا تھا۔

جب اس نے kick boxing سیکھی تھی تب ہی اس نے sharp shooting بھی سیکھ لی تھی۔

مگر اسکی sharp shooting سکلز اسکے کام اب آ رہے تھے۔

اس نے گاڑی کی پچھلی سیٹ پر پڑی long range sniper riffle اٹھائی تھی اور اسکو اپنی سیٹ کی کھڑکی پر سیٹ کرتے تیمور کا نشانہ لیا تھا۔

"Farewell Timmy."

یہ بڑبڑاتے ہی اس نے شوٹ کیا تھا اور وہیں تیمور زمین پر ڈھیر ہو گیا تھا۔

پولیس سٹیشن میں افراتفری مچ چکی تھی۔

سارہ نے فوراً وہاں سے اپنی گاڑی دوڑا دی تھی۔

جانتی تھی کہ اسکو کوئی نہیں پکڑ پائے گا۔

اریبہ اور اعاز کے ڈنر کے بارے میں وہ پہلے سے ہی آگاہ تھی۔

اب اریبہ سلطان کو آعاز جہانگیر کی زندگی سے نکالنا نہایت اہم تھا۔

وہ چاہتی تھی اریبہ اس سے لڑ پڑے۔

مگر وہ نہیں لڑی۔

اس لیے اسے خود ہی سب کرنا پڑا تھا۔

اعاز کے سامنے وہ اریبہ کی jealousy والا عنصر نمایاں کر چکی تھی۔

اس لیے اس وقت اس کو کچھ زیادہ نہیں کرنا پڑا تھا۔

اسکا سارا کام اعاز اور اریبہ میں پیدا ہوئی غلط فہمی نے پورا کر دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اریبہ کو اغوا کر لو صارم۔۔۔ورنہ میں اسے مار دوں گی۔"

اس نے اعاز کے وہاں سے اریبہ کے پیچھے جاتے ہی صارم کو فون کیا تھا۔

اس کو کچھ دیر بعد اعاز واپس آتا نظر آیا تھا مگر پھر۔۔۔

وہ فوراً واپس مڑ گیا تھا۔

ایسا کیوں؟

کیا وہ کچھ بھول گیا تھا؟

وہ پہلے اسکے پیچھے جانے لگی تھی مگر پھر اس نے اپنا یہ ارادہ ملتوی کر دیا تھا۔

حال۔۔۔

"میں تمہاری مدد کرنے کی پوری کوشش کروں گا اعاز۔"

وہ عرش تھا۔

آسمانی رنگ کی ٹی شرٹ اور خاکی جینز میں ملبوس۔

www.novelsclubb.com

شاید اعاز نے اسکو یہاں بلایا تھا۔

"میں اسکو یہاں آس پاس ہر جگہ ڈھونڈ چکا ہوں،اسکے گھر بھی کال کی تھی۔۔۔مگر میں کسی کو پریشان نہیں کرنا چاہتا۔"

وہ شاید ضبط کے کڑے مراحل سے گزر رہا تھا۔

وہ دونوں اسی ریسٹورانٹ کی پارکنگ میں کھڑے تھے جہاں سے اریبہ لاپتا ہوئی تھی۔

"میں آج ہی اس علاقے کے پولیس سٹیشن میں ہائی الرٹ کروا دیتا ہوں۔۔۔انشاءاللہ وہ مل جائے گی۔"

عرش نے اسکے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اسکے ساتھ وہ نہیں ہونا چاہیے جو۔۔۔ان لڑکیوں کے ساتھ ہوا تھا۔"

وہ اس وقت شدید پچھتاوے کا شکار تھا۔

"تم گھر چلے جاؤ آعاز۔۔۔اس وقت تم صرف خود کو ٹینشن دے رہے ہو۔"

عرش نے اسکی حالت کے پیش نظر کہا تھا۔

"ہر گز نہیں! مجھے اگلا سانس لینا مشکل ہو جائے گا اگر وہ نا ملی۔"

آعاز نے قطعی انداز میں اس سے کہا تھا۔

"جذباتی مت بنو! سارہ کہاں ہے؟ میں اسکو گھر چھوڑ دیتا ہوں اور تم بھی چلے جاؤ جیسے ہی کچھ پتا چلے گا میں تمہیں کال کر دوں گا۔"

عرش نے اب کی بار قدر نرم لہجے میں اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اعاز اس کو تھوڑی بہت صورتحال سے آگاہ کر چکا تھا۔

"ٹھیک ہے۔"

اعاز نے اپنا ماتھا مسلا تھا۔

تب ہی ان دونوں کو سارہ باہر آتی نظر آئ تھی۔

اعاز نے اسکی طرف دیکھنا بھی مناسب نہیں سمجھا تھا۔

کہیں نا کہیں وہ سارہ کو اس سب کا قصوروار سمجھ رہا تھا۔

"میں چلتا ہوں۔۔۔مجھے کال کر دینا عرش جیسے ہی کچھ پتا چلے۔"

وہ وہاں سے نکل گیا تھا۔

اسکے جاتے ہی عرش نے ایک نظر سارہ کو دیکھا تھا جو عجیب نظروں سے اس راستے کو دیکھ رہی تھی جہاں سے آعاز گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"دیکھ لیا؟ وہ تم سے نفرت کرنے لگا ہے۔"

عرش نے اب کی بار سارہ سے کہا تھا۔

عرش کی اس بات پر سارہ نے اسکو قہر آلود نظروں سے دیکھا تھا اور پھر وہاں سے جانے ہی لگی تھی کہ عرش نے اسکا بازو جکڑ کر اسکو روکا تھا۔

"ہاتھ چھوڑو میرا!"

وہ چیخی تھی۔

"اپنا منہ بند کرو سارہ! ورنہ تمہیں ٹھکانے لگا کر خودکشی کا کیس بنانا میرے لیے مشکل نہیں ہے!"

عرش کی دھاڑ پر سارہ نے شاکی نظروں سے اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اس عرش مصطفی کو نہیں جانتی تھی۔

کہیں اسکا کھیل پلٹ تو نہیں گیا تھا؟

"تم ابھی میرے ساتھ پولیس سٹیشن چل کر اپنے ہر جرم کا اعتراف کرو گی ورنہ خدا کی قسم تمہاری گردن اور ایک دار کے بیچ میں دو انگلیوں کے برابر کا فاصلہ بھی نہیں رہے گا!"

عرش نے اسکا بازو مزید سختی سے جکڑتے کہا تھا۔

"ن۔۔ نہیں! چھوڑو مجھے!"

اب کی بار سارہ کی واقعی سٹی گم ہوئی تھی۔

یکدم دروازہ کھلنے کی آواز نے اسکو اپنی طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ دروازہ لوہے کا تھا جس کے کھلنے کی اتنی آواز پیدا ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

ایک سایہ سا واضح ہوا تھا۔

وہ چلتا چلتا اس تک آرہا تھا۔

اسکے مہنگے بوٹس میں مقید پیروں سے اریبہ کی نظر اسکے چہرے تک گئی تھی۔

وہ چہرا مانوس تھا۔

نہایت مانوس۔

وہ شاک کی حالت میں اس شخص کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اسکے ساتھ ایسا نہیں کر سکتا تھا۔

ایسا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔

"کیسی ہیں آپ اریبہ؟"

وہ مسکرا رہا تھا۔

وہ مسکرا کیسے سکتا تھا؟

www.novelsclubb.com

"ص۔۔۔صارم؟"

اریبہ نے بمشکل اسکا نام ادا کیا تھا۔

"آپ نے مجھے اغوا کیا ہے؟ مگر کیوں؟"

وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی۔

"مجھے معاف کر دینا اریبہ۔"

اس نے اسکی ہتھیلیوں سے رستے خون کو دیکھتے کہا تھا۔

"تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟!"

وہ اب کی بار اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی اس پر جھپٹ پڑی تھی۔

آپ جناب کہہ کر مخاطب کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا تھا؟! بولو؟!"

اس کا گریبان جکڑے وہ چیخ رہی تھی۔

صارم اسکے سامنے کھڑا رہا تھا۔

وہ جانتا تھا وہ غصے میں ہو گی۔

مگر وہ مجبور تھا۔

"آپ میری وجہ سے یہاں نہیں ہیں، آپ یہاں آعاز جہانگیر سے اپنی محبت کی وجہ سے ہیں۔"

اسکی اس بات پر اریبہ نے اسکا گریبان چھوڑا تھا۔

www.novelsclubb.com

"کیا مطلب؟"

اریبہ کچھ بھی سمجھنے سے قاصر تھی۔

The devil itself has become obsessed with "

".your fiance

وہ مسکرایا تھا اور اریبہ مسکرا بھی نا سکی تھی۔

"سارہ ذوالقرنین۔"

یک لفظی جواب اور اریبہ کے دماغ میں ہر ایک واقعہ فلم کی طرح گھوما تھا۔

"ہاسپٹل میں قتل سے لے کر آپکے اغوا تک ہر چیز میں سارہ کا ہاتھ ہے۔"

صارم اب کی بار اس سے دور ہوا تھا جو وہیں سن کھڑی رہ گئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اور تم؟"

وہ نا جانے اس سے کس خیال کے تحت پوچھ بیٹھی تھی۔

"میں صرف محبت کے ہاتھوں مجبور ہوں اریبہ، میں برا نہیں ہوں، میں بس مجبور ہوں۔"

وہ آزردگی سے مسکراتے ہوئے بولا تھا۔

"یہ کیسی مجبوری ہے جس میں تم اسکا قتل تک میں ساتھ دے رہے ہو؟"

اریبہ نے تنک کر پوچھا تھا۔

ڈر کہیں دور جا سویا تھا۔

اتنا تو وہ جانتی تھی صارم اسکو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

www.novelsclubb.com

"وہی مجبوری جس کے تحت آپ نے وفا حدید کے دماغ کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی تھی."

صارم مسکرا کر بولا تھا اور وہیں اریبہ کے چہرے کا رنگ فق ہوا تھا۔

"جب سارہ آعاز کو stalk کرتی تھی تب تمہیں stalk کرنا میرا کام تھا اریبہ، مجھ سے کچھ مخفی نہیں ہے۔"

وہ آرام سے بولا تھا۔

"ہم دونوں ایک جیسے ہیں اریبہ، محبت میں مجبور۔"

صارم یہ کہتے ہی وہاں سے چلا گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اسکو بازو سے گھسیٹتے پولیس سٹیشن کے اندر لا رہا تھا۔

اسکے تمام ماتحتوں نے یہ منظر شاک سے دیکھا تھا۔

"مس آسیہ !اسکو لے جائیں اور لاک اپ میں بند کر دیں."

یکدم ہی سب الرٹ ہو گئے تھے۔

سارہ آسیہ نامی پولیس آفیسر سے خود کو چھڑانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مگر بے سود۔

"چھوڑ دو مجھے ورنہ تم سب کو جان سے مار دوں گی!"

سارہ اب کی بار دھاڑی تھی۔

"مس آسیہ میڈم سے اعتراف جرم کروانا آپکا کام ہے، اگر نا کروا سکیں تو اپنا استعفیٰ میرے میز پر رکھ جایئے گا۔"

عرش نے سارہ کو سرد نظروں سے دیکھتے آسیہ سے کہا تھا۔

آسیہ اب کی بار چیختی ہوئی سارہ کو اپنے ساتھ لاک اپ میں لے گئی تھی۔

"سعد! تم میرے آفس میں آؤ۔"

عرش سعد نامی اپنے ماتحت سے کہتے اپنے آفس کی طرف چلا گیا تھا۔

"سر پولیس سٹیشن میں کوئی کیمرے نہیں لگے ہوئے، لیکن آپکے کمرے میں یہ microphone ملا تھا۔"

سعد نے عرش کے سامنے microphone رکھتے کہا تھا۔

عرش نے اسکو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تمہیں کیا لگتا ہے سعد، کیا کوئی اندر کا بندہ اس سب میں شامل ہے؟"

عرش نے اب کی بار سعد سے پوچھا تھا۔

"سر مجھے نہیں لگتا کہ کوئی اندر سے اس سب میں شامل ہے۔"

سعد نے جواب دیا تھا۔

"ہمم شاید۔۔۔ مگر کوئی کسی کی مدد کے بغیر اتنا سب کچھ کیسے کر سکتا ہے؟"

عرش پر سوچ انداز میں بولا تھا اور پھر سعد کو جانے کا اشارہ کر دیا تھا۔

"اے لڑکی تیرے لیے بہتر ہو گا کہ اپنا منہ کھول ورنہ ایسا تھپڑ لگاؤں گی کہ تیرا منہ ٹوٹ جائے گا!"

آسیہ لاک اپ میں سارہ کا منہ دبوچے کھڑی تھی جس کو ایک کرسی پر بیٹھا کر باندھا گیا تھا۔

آدھی رات گزر چکی تھی مگر سارہ اپنا منہ کھولنے سے انکاری تھی۔

"ایک بار مجھے آزاد ہونے دو پھر منہ کیسے توڑتے ہیں میں تمہیں بتاؤں گی۔"

سارہ نے اب کی بار سرد انداز میں اس سے کہا تھا جس پر آسیہ نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا تھا۔

سارہ کرسی سمیت نیچے گر چکی تھی۔

"اب تیرا منہ کھلے تو اس میں سے صرف اعتراف نکلے! سمجھیں!"

آسیہ نے سارہ کے بالوں کو دبوچتے کہا تھا۔

اب کی بار سارہ نے اسکے منہ پر تھوکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تیری تو!"

آسیہ مزید غصے میں اس تک بڑھی تھی۔

تین تھپڑ اسکے چہرے پر ایک ساتھ لگا کر اس نے اسکی کرسی سیدھی کی تھی۔

مگر وہ شاید یہ نا دیکھ سکی تھی کہ سارہ اپنے پیروں کی رسیاں کھولنے میں کامیاب ہو چکی تھی۔

جیسے ہی آسیہ سارہ کی طرف پھر بڑھی تھی سارہ نے اسکے پیٹ میں ایک زوردار لات رسید کی تھی۔

آسیہ کراہ کر کونے میں گری تھی۔

پھر سارہ اپنی کرسی پر ہی کھڑی ہوئی تھی اور زوردار انداز میں چھلانگ مار کر زمین پر گری تھی جس وجہ سے کرسی ٹوٹ گئ تھی۔

اب رسیاں بھی ڈھیلی ہو چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

جب تک آسیہ اپنے حواس بحال کر کے اس تک بڑھی تھی سارہ رسیوں سے آزاد ہو چکی تھی۔

"تمہاری ٹریننگ نہایت فضول ہے، دیکھوایک وار ہی میں تم ڈھیر ہو گیٔ!"

سارہ اب کی بار طنزیہ انداز میں بولی تھی۔

آسیہ ایک بار پھر سارہ پر وار کرنے کو دوڑی تھی مگر سارہ نے اسکی گردن پر اپنے بازؤں کا لاک بناتے اسکو جھٹکا دیا تھا۔

آسیہ فوراً زمین پر ڈھیر ہو گئی تھی۔

"سویٹ ڈریمز۔"

سارہ اسکے بے ہوش جسم کے اوپر سے پھلانگتی ہویٔ اس لاک اپ سے باہر نکلی تھی جس کو شاید آسیہ نے اس لیے کھول رکھا تھا کیونکہ سارہ بندھی ہوئی تھی۔

اینٹرینس پر دو سوۓ ہوۓ پولیس آفیسرز کو اس نے تمسخر سے دیکھا تھا اور پھر آرام سے وہاں سے باہر نکل گیٔ تھی۔

---

www.novelsclubb.com

وہاں بیٹھے ان تمام نفوس کو گویا سانپ سونگھ چکا تھا۔

پھر کچھ دیر کے وقفے کے بعد کوئی اس تک آیا تھا۔

"وہ تم سے ملنے گئی تھی آعاز۔۔۔۔ تم اس کی حفاظت نا کر سکے ؟"

وہ ایک مجبور باپ کی آواز تھی۔

طلحہ سلطان کی آواز۔

آعازان کے سامنے سر جھکائے کھڑا رہا تھا۔

اسکے پاس اپنی صفائی میں کہنے کو کچھ نہیں تھا۔

www.novelsclubb.com

"طلحہ میں بہت شرمندہ ہوں۔۔۔ ہمارے بس میں جو ہوا ہم کریں گے ،اریبہ ہماری بھی بیٹی ہے۔"

وہاب جہانگیر نے اب کی بار طلحہ کے کندھے پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔

آعاز اس ریسٹورانٹ سے آتے ساتھ ہی اپنے گھر واپس آیا تھا اور وہاب جہانگیر اور عمیرہ جہانگیر کو ساری صورتحال سے آگاہ کرنے کے بعد انہوں نے طلحہ سلطان اور ردا سلطان کو بھی وہیں بلا لیا تھا۔

وہ سب ان کے گھر کے لاؤنج میں بیٹھے ہوئے تھے۔

ردا سلطان اب تک رو رو کر ہلکان ہو چکی تھیں جن کو زویا اور عمیرہ جہانگیر سنبھالنے کی کوشش کر رہیں تھیں۔

آعاز نے کچھ بولنے کے لیے لب وا کیے تھے مگر پھر چپ ہو گیا۔

وہ کیا کہتا انہیں؟

www.novelsclubb.com

کچھ بھی تو کہنے کو نہیں تھا اب۔

وہ تاسف بھری نظروں سے لاک اپ میں بے ہوش آسیہ کو دیکھ رہا تھا۔

صبح صبح وہاں آتے وہ سوچ رہا تھا کہ آسیہ نے سارہ کے تمام کس بل نکال دیے ہونگے مگر ادھر الٹا معاملہ تھا۔

"مبین چیک کرو کہ کہیں مر ور تو نہیں گئی۔"

اپنے ساتھ کھڑے مبین کو عرش نے اشارہ کیا تھا۔

"سر۔۔۔آپ تو جانتے ہیں مس آسیہ کتنی سخت ہیں۔۔۔میں کیسے۔۔۔"

مبین نے ڈرتے ڈرتے جملہ ادھورا چھوڑا تھا۔

"ایک چھٹانک بھر کی لڑکی نہیں سمبھالی گئی میڈم سے تم بے فکر رہو تمہیں بھی کچھ نہیں کرے گی۔"

عرش نے آرام سے جواب دیا تھا۔

مبین تھوک نگلتے آسیہ تک گیا تھا۔

اسکی کلائی پکڑ کر اسکی نبض ناپنی چاہی مگر تبھی وہ چیختے ہوئے اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھی تھی اور مبین ہڑ بڑاتے ہوئے باہر کو لپکا تھا۔

"سر؟۔۔۔۔"

آسیہ نے اپنا سر دباتے عرش کو دیکھا تھا۔

"جی مس آسیہ آپ کی ٹریننگ صفر ہے۔"

عرش نے طنزیہ انداز میں اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"سر اس لڑکی کو لڑنا آتا تھا۔"

آسیہ نے عرش سے فوراً کہا تھا۔

"وہ پولیس میں بھرتی نہیں ہے مس آسیہ۔"

عرش یہ بولتے ہی وہاں سے نکل گیا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے مبین بھی۔

"آعاز جہانگیر کو کال ملاؤ مبین، اس سے کہو پولیس سٹیشن آئے"

عرش نے چلتے چلتے ہی مبین سے کہا تھا۔

وہ اپنے گھٹنوں کے گرد اپنے بازو لپیٹے اسی پول کے ساتھ اپنی پیٹھ ٹکائے بیٹھی ہوئی تھی

جب دروازہ کھلنے کی آواز نے اس کو اپنا سر اٹھانے پر مجبور کیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"تو کیسی ہے آعاز جہانگیر کی منگیتر؟"

وہ مسکراتا لہجہ۔

وہ سارہ ذوالقرنین کا لہجہ تھا۔

اریبہ نے بمشکل سیدھا ہونے کی کوشش کی تھی مگر اسکا پورا جسم ایک ہی پوزیشن میں بیٹھنے سے گویا سن ہو چکا تھا۔

"نکل گئی ساری اکڑ؟"

سارہ اب کی بار اس کے پاس گھٹنوں کے بل جھک کر بیٹھی تھی۔

"اب بولو کہ مجھے مجبور نا کرو کہ میں تمہارے ساتھ کچھ برا کروں۔"

اس نے اب کی بار اریبہ کے لہجے کی نقل اتارتے کہا تھا اور پھر ایک زوردار قہقہہ لگاتے وہاں سے اٹھ گئی تھی۔

اریبہ نے اپنے منہ سے ایک لفظ نہیں نکالا تھا۔

"اچھا ویسے۔۔۔خود کو اکیلا مت سمجھنا، تمہارے پیچھے ہی میں نے اپنے ایک دوست کو رکھا ہوا ہے۔"

سارہ نے اپنے فون کی ٹارچ قدر کونے میں مارتے کہا تھا۔

اریبہ نے ٹارچ کے تعاقب میں دیکھا۔

اب کی بار اس کو واقعتاً جھٹکا لگا تھا۔

"ایم این اے صاحب بھی یہی ہیں لیکن افسوس اپنی آخری سانسیں لے رہے ہیں، تمہارا ساتھ زیادہ دیر کے لیے نہیں دے سکیں گے۔"

سارہ نے اپنے لہجے میں مصنوعی افسوس شامل کرتے کہا تھا اور ایک نظر اریبہ کو دیکھ کر وہاں سے چلی گئ تھی۔

اریبہ نے اسکے جاتے ہی بمشکل کھڑے ہونے کی کوشش کی تھی۔

بیڑھی سے بندھے پاؤں میں شدید ٹیسیں اٹھی تھیں۔

مگر وہ ضبط کرتے ایم این اے مشتاق ڈار تک جانے کی کوشش کرنے لگی۔

زنجیرا تنی لمبی تھی کہ وہ ادھر تک پہنچ گئ۔

وہ شاید بے ہوش تھے۔

اریبہ نے انکو ہلانے کی کوشش کی مگر وہ ایک طرف کو لڑھک کر گر گئے۔

اریبہ فوراً چیختے ہوئے پیچھے ہوئ تھی۔

کیا وہ مر چکے تھے؟

اریبہ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو چکے تھے۔

www.novelsclubb.com

اس نے خود کو اس سے زیادہ بے بس آج تک محسوس نہیں کیا تھا۔

اس نے انکے دل کے مقام پر ہاتھ رکھ کر انکی دھڑکن محسوس کرنی چاہی۔

مگر اس کو کچھ محسوس نا ہوا۔

اس کواب کی بار شدت سے رونا آیا تھا۔

پھر اس نے انکی کلائی تھام کر انکی نبض ناپنی چاہی۔

اسکواب بھی کچھ محسوس نا ہوا تھا۔

وہ واقعی مر چکے تھے۔

وہ آہستگی سے واپس اپنی جگہ آبیٹھی تھی۔

وہ ایک بار پھر اپنے گھٹنوں میں اپنا سر دیے ہچکیاں لیتے رونے لگی تھی۔

یہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا تھا؟

"کیا اس کے بارے میں کچھ پتا چلا؟"

www.novelsclubb.com

اعاز نے عرش کے آفس میں داخل ہوتے ہی اس سے پوچھا تھا۔

"نہیں مگر۔۔۔میں یہ جانتا ہوں وہ کس کے پاس ہے۔"

عرش کی بات پر آعاز نے اسکو کنفیوزڈ نظروں سے دیکھا تھا۔

"میری بہن۔۔۔سارہ ذوالقرنین کے پاس۔"

عرش کے انکشاف پر آعاز کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئ تھیں۔

ماضی۔

ان دنوں مصطفیٰ عالم کی طبیعت بہت خراب تھی۔

انکو ٹی۔بی تھا۔

عرش ابھی پڑھ رہا تھا اور رقیہ بیگم کے پاس جتنی جمع پونجی تھی وہ مصطفیٰ پر لگا چکی تھیں۔

www.novelsclubb.com

مگر اب بھی انکو مزید پیسے درکار تھے۔

"عرش تو تارا سے ادھار لے لے۔۔۔اسکے پاس بہت پیسے ہیں، اسکا شوہر بھی امیر ہے۔"

رقیہ نے ایک دن عرش سے کہا تھا۔

"نہیں ماں جی۔۔۔ پھپھو اچھی عورت نہیں ہیں، میں سارہ کے لیے مشکلات کھڑی نہیں کرنا چاہتا۔"

وہ اس وقت بھی سمجھدار تھا مگر جب اس نے پہلی بار اپنے باپ کے منہ سے نکلتی خون کی الٹیاں دیکھیں تو وہ بھی بے بس ہو گیا۔

تارا تو اسی موقعے کے تلاش میں تھی۔

اپنے مغرور بھتیجے کو اپنے سامنے جھکانا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

بھائی کی حالت کا سن کر بھی اسکے دل میں رحم نہیں آیا تھا۔

وہ رقم دینے کے لیے مان گئی تھی۔

مگر اسکی دو شرطیں تھیں۔

پہلی تو یہ کہ وہ سارہ سے کبھی نہیں ملے گا۔

یہی آدھی ادھوری بات سارہ نے سنی تھی۔

دوسری شرط یہ تھی کہ وہ اس کے سامنے گڑگڑا کر رقم لے گا۔

اس وقت عرش کو احساس ہوا تھا کہ دنیا کس قدر ظالم ہے۔

اسکی عزت نفس پر جو کاری ضرب اس وقت لگی تھی وہ اس کو اندر سے کھا گئی تھی۔

مگر اپنے باپ کی خاطر وہ تارا کے سامنے گڑگڑایا تھا اور وہ سفاک عورت اپنے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ لیے پیسوں کو ہوا میں اچھال کر چلی گئی تھی۔

زمین پر گرے پیسے اکٹھے کرتے پہلی بار عرش مصطفی رویا تھا اور اسی دن اس نے فیصلہ کیا تھا کہ یہ آنسو پہلی اور آخری بار اسکی آنکھوں سے گرے ہیں۔

www.novelsclubb.com

حال۔۔۔

عرش نے اپنا اور سارہ کا سارا ماضی آعاز کے سامنے کھول کر رکھ دیا تھا۔

"تو وہ اب اریبہ سے کیا چاہتی ہے؟"

آعاز صرف اس سے اتنا ہی پوچھ سکا تھا۔

"وہ اریبہ سے صرف تمہیں حاصل کرنا چاہتی ہے، وہ تمہاری وجہ سے ایک سیریل کلر بن گئی ہے آعاز۔"

عرش نے بے تاثر انداز میں اپنی بات مکمل کی تھی۔

"تم اگر اس کو اپنی حقیقت بتا دو تو شاید وہ یہ سب روک دے۔"

www.novelsclubb.com

آعاز نے پیسوں والی بات کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"وہ نہیں سنے گی، میں اسے جانتا ہوں۔"

عرش نے تھکا ہوا سانس خرج کرتے کہا تھا۔

تبھی آعاز کا موبائل بجا تھا۔

"سارہ۔۔۔سارہ کا فون ہے۔"

آعاز کو اس لڑکی کے نام سے بھی خوف آرہا تھا۔

"اس کو کچھ پتا نہیں چلنا چاہیے آعاز، فون سپیکر پر رکھو۔"

عرش نے اس سے کہا تھا جس پر اعاز نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ہیلو مس سارہ۔"

اعاز نے کچھ محتاط انداز میں اس سے بات کی تھی۔

"میں جانتی ہوں آپ عرش کے ساتھ ہیں۔"

سارہ کی سرد آواز فون کے اس پار سے ابھری تھی۔

"اور یہ بھی کہ آپ سب جان گئے ہیں۔"

سارہ نے اپنی بات مکمل کی تھی۔

"اریبہ کو چھوڑ دیں سارہ اس کا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔"

آعاز نے اب کی بار عرش کی طرف دیکھتے اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"چھوڑ دوں گی۔"

سارہ کے یہ کہتے ہی آعاز نے ایک سکون بھری سانس خارج کی تھی مگر عرش اب بھی پر سوچ انداز میں سکرین کو دیکھ رہا تھا۔

وہ اپنی بہن کی فطرت سے اچھی طرح آگاہ تھا۔

"مگر میری ایک شرط ہے۔"

سارہ کی اگلی بات پر آعاز نے اپنی آنکھیں میچیں تھیں۔

"کیسی شرط؟"

آعاز نے ایک گہرا سانس لیتے اس سے پوچھا تھا۔

"مجھ سے میرے گھر ملنے آنا ہو گا۔۔۔اکیلے۔۔۔اگر مجھے ذرا سا بھی شک پڑا کہ آپ اکیلے نہیں آئے تو میں اسی وقت اریبہ کو مار دوں گی۔"

www.novelsclubb.com

سارہ کی بات پر آعاز نے عرش کی طرف دیکھا تھا جس پر اس نے اسکو آنکھوں کے اشارے سے ہرا سگنل دیا تھا۔

"منظور ہے۔۔۔ مگر میری بھی ایک شرط ہے۔"

آعاز کے یہ کہتے ہی فون کے اس پار سے ایک زوردار قہقہہ ابھرا تھا۔

"آپ اس پوزیشن میں نہیں ہیں کہ شرطیں رکھ سکیں یادرکھیں کہ مجبور میں نہیں آپ ہیں۔"

سارہ کی طنزیہ آواز فون کے اس پار سے ابھری تھی۔

"مگر آپ کی ہر شرط مجھے منظور ہے."

www.novelsclubb.com

اس کے لہجے میں کچھ تھا۔

مگر آعاز سمجھنے سے قاصر تھا۔

کیاوہ واقعی اس سے محبت کر بیٹھی تھی؟

"جیسے ہی میں آپکے گھر پہلا قدم رکھوں گا، آپ اسی وقت اریبہ کو آزاد کر دیں گی۔۔۔
اس کی زندگی کی ضمانت پر ہی میں آپ کا ہر کہا مانوں گا۔"
آعاز نے اسکے سامنے اپنی شرط رکھی تھی۔
وہ صرف اریبہ کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔

"کیا آپ اس سے اتنی محبت کرتے ہیں؟ اگر میں نے آپ کو مار دیا تو؟"
سارہ کچھ دیر کے وقفے کے بعد بولی تھی۔
لہجے میں کچھ عجیب سا تاثر تھا۔

www.novelsclubb.com

"آپ مجھے نہیں ماریں گی سارہ، اتنا میں آپکو سمجھ چکا ہوں۔"
آعازاب کی بار کچھ مسکراتے لہجے میں بولا تھا اور تبھی سارہ نے فون کاٹ دیا تھا۔

"وہ واقعی تمہیں مار سکتی ہے۔"

عرش نے اب کی بار اس سے کہا تھا۔

"وہ مجھے نہیں مارے گی عرش، میں ایک ماہر نفسیات ہوں۔"

آعاز نے عرش سے کہا تھا۔

"تم ماہر نفسیات ہو کر اسکو نہیں سمجھ سکے آعاز، وہ تمہاری سوچ سے زیادہ شاطر ہے۔"

عرش نے اب کی بار اس پر طنز مارا تھا جس پر آعاز نے برا سا منہ بنا کر اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"اب میری بات سنو تم۔۔۔"

عرش اس کے پاس قدر جھک کر بولا تھا۔

اسکو اب یہاں اپنا دم گھٹتا محسوس ہو رہا تھا۔

خدا جانے اسکو کہاں رکھا گیا تھا۔

اس کے تو اب آنسو بھی سوکھ چکے تھے۔

ایک بار پھر دروازہ کھلنے کی آواز نے اسکو اپنے طرف متوجہ کیا تھا۔

وہ صارم تھا جو اپنے ہاتھوں میں ایک کھانے کی ٹرے اٹھائے کھڑا تھا۔

"کھانا کھالیں اریبہ۔۔۔آپکے مرنے سے سارہ کو صرف فائدہ ہی ہوگا۔"

صارم نے اس کے سامنے ٹرے رکھی تھی۔

www.novelsclubb.com

"اللہ کرے تم دونوں مر جاؤ!"

اریبہ اس پر دھاڑی تھی جس پر صارم نے ایک ہلکا سا قہقہہ لگایا تھا۔

"میں مر ہی رہا ہوں، ہر گزرتا پل سارہ کو اسکی منزل کے قریب اور مجھے میری زندگی سے دور لیتا جا رہا ہے۔"

اسکے لہجے میں ملال تھا۔

"میرا پیر درد کر رہا ہے۔"

اریبہ نے اسکی بات نظرانداز کرتے کہا تھا۔

"میں اسے نہیں کھول سکتا۔"

www.novelsclubb.com

صارم نے کندھے اچکاتے کہا تھا۔

"رسی باندھ دو مگر پلیز یہ زنجیر کھول دو۔۔۔ میرا پیر بہت درد کر رہا ہے!"

پہلی بات اربیہ نے آہستگی سے کی تھی جبکہ اگلی بات پر اس نے ٹرے میں پڑا شیشے کا گلاس زمین پر مارا تھا۔

"میں نہیں کھول سکتا مجھے معاف کر دیں اربیہ۔"

وہ شاید واقعی مجبور تھا۔

مگر اربیہ کی نظریں کہیں اور تھیں۔

اسکے کوٹ کی جیب سے جھانکتی چابی کی نوک پر۔

"صارم خدا کے لیے۔۔۔ تم تو اچھے ہو نا، پلیز اتنے سنگدل مت بنو۔۔۔ مجھے کھول دو۔"

www.novelsclubb.com

اربیہ نے اب کی بار اپنی آنکھوں میں آنسو بھرتے کہا تھا۔

جبکہ اسکے ہاتھ بڑے نامحسوس انداز میں ٹوٹے کانچ کا ایک ٹکڑا اٹھا چکے تھے۔

"اریبہ آپ مجھے فورس مت کریں۔"

صارم اب کی بار کچھ بے بس دکھ رہا تھا۔

"پلیز صارم۔۔۔میں نہیں بھاگوں گی۔۔۔رسی باندھ دو۔"

وہ مزید اونچا اونچا رونے لگی تھی۔

اب کی بار صارم بے بسی سے اسکے پیر کے پاس جھکا تھا۔

تبھی وہ موقع کا فائدہ اٹھاتے اس پر جھپٹی تھی۔

اس نے کانچ صارم کی گردن پر زوردار انداز میں کھبو دیا تھا۔

ایک خون کا فوارہ سا اس میں سے نکلا تھا۔

www.novelsclubb.com

وہ اپنی گردن پر ہاتھ رکھے کھانستا ایک طرف کو گرا تھا۔

اریبہ فوراً اس سے دور ہوئ تھی۔

وہ عجیب و غریب آوازیں نکالتا کچھ دیر کے بعد چپ ہو گیا تھا۔

اریبہ اب کی بار اس کی طرف بڑھی تھی اور اسکا ہاتھ ہلایا تھا۔

مگر وہ ساکن تھا۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھتی فوراً اس سے دور ہوئ تھی۔

"یہ میں نے کیا کر دیا؟"

وہ بے یقینی سے بڑبڑائ تھی اور پھر وہیں بیٹھی ہچکیوں سمیت رونے لگی تھی۔

صارم کی گردن سے بہتا خون اب تھم چکا تھا۔

وہ آہستگی سے پھر اسکے پاس گئ تھی اور اسکی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔

آنکھوں سے اب بھی آنسو رواں تھے۔

www.novelsclubb.com

چابی ہاتھ لگتے اس نے فوراً اپنے بیڑھی سے بندھے پاؤں کو آزاد کروایا تھا۔

وہ پھر بمشکل وہاں سے کھڑی ہوئ تھی۔

اس کا پیر سن ہو چکا تھا۔

WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس لیے چلنے میں مشکل درپیش آرہی تھی۔

پھر اس نے صارم کے پینٹ اور کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر اسکا فون ڈھونڈنا چاہا تھا مگر اس کو کچھ نہیں ملا تھا۔

کیا وہ اپنا فون اپنے ساتھ نہیں رکھتا تھا؟

وہ ابھی اپنا ہاتھ پیچھے کھینچنے لگی تھی جب صارم کے بے جان وجود میں حرکت پیدا ہوئی تھی۔

اریبہ تقریباً اچھلتی ہوئی اس سے دور ہوئی تھی۔

وہ اگر زندہ تھا تو اسکو یہاں سے فوراً نکل جانا چاہیے تھا۔

---

www.novelsclubb.com

وہ اس عالیشان بنگلے کے اندر داخل ہوا تھا۔

اس نے بے اختیار تھوک نگلا تھا۔

تب ہی سارہ اسکو سیڑھیوں کے وسط میں کھڑی نظر آگئی تھی۔

اس نے ویسی ہی بلیک میکسی پہن رکھی تھی جیسی اریبہ نے اپنی اغوا والی رات پہن رکھی تھی۔

میک اپ اور بال بھی بالکل ویسے تھے۔

آعاز سمجھ نا سکا کہ وہ ایسے کیوں تیار ہوئی تھی؟

"کیسی لگ رہی ہوں میں؟"

سارہ نے سیڑھیوں سے نیچے اترتے اس سے پوچھا تھا۔

"اریبہ کہاں ہے سارہ؟"

آعاز نے قدر نرمی سے اس سے پوچھا تھا۔

وہ اسکو غصہ دلا کر کچھ غلط نہیں کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں آج تک سمجھ نہیں سکی اس میں ایسا کیا ہے جو آپ کو میں نظر نہیں آتی؟"

سارہ اب اسکے عین مقابل آکھڑی ہوئ تھی۔

"سارہ پلیز۔۔۔یہ سب مت کریں۔"

اعاز نے اسکو سمجھانا چاہا تھا۔

"مجھ سے کبھی کسی نے محبت نہیں کی۔۔۔جن سے میں نے محبت کی وہ چلے گئے اور میں نے انہیں جانے دیا۔"

شہد رنگ آنکھوں میں آنسو جما ہو رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

آعاز کو اپنے ارد گرد خطرے کی گھنٹی بجتی محسوس ہوئ تھی۔

"مگر آپ کو۔۔۔آپکو میں نہیں چھوڑ سکتی، آپ میرے نہیں ہوئے تو کسی اور کے بھی نہیں ہونگے!"

سارہ اب کی بار دو قدم پیچھے ہوئی تھی اور اپنے پیچھے سے گن نکالتے آعاز کے دل کا نشانہ لیا تھا۔

"آعاز!"

پیچھے سے ابھرتی مانوس آواز پر آعاز اور سارہ دونوں چونکے تھے۔

وہ اریبہ تھی!

www.novelsclubb.com

"ارو!"

اس سے پہلے آعاز اسکی طرف بڑھتا سارہ نے ہوا میں ایک فائر کیا تھا جس پر آعاز اور اریبہ دونوں اپنی جگہ سٹل ہو گئے تھے۔

"تم نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے پیاری ارو!"

سارہ نے اب کی بار اریبہ سے طنزیہ لہجے میں کہا تھا۔

"اور تم نے یہاں آعاز کو بلا کر!"

عرش گھر کے فرنٹ ڈور سے داخل ہوتے بولا تھا اور اسکے ساتھ ہی مبین بھی داخل ہوا تھا۔

"پولیس نے تمہارے پورے گھر کو گھیر لیا ہے، گن کو ایک طرف رکھ کر خود کو میرے حوالے کر دو۔"

عرش نے اب کی بار گن لوڈ کرتے سارہ کا نشانہ لیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایک صرف آپ پر بھروسہ کیا تھا اور اسکا نتیجہ اس وقت میں دیکھ رہی ہوں۔"

سارہ نے اب کی بار آعاز کو دیکھتے کہا تھا۔

"جیسے آپ اپنی زبان کا مان نہیں رکھ سکتے۔۔۔میں بھی نہیں رکھوں گی!"

اس نے اریبہ کی طرف فائر کیا تھا۔

ہال میں اریبہ کی چیخ گونجی تھی مگر گولی اسکو نا لگی تھی۔

گولی مبین کے بازو پر لگی تھی جو کہ عین وقت پر اریبہ کے سامنے آگیا تھا۔

وہ کراہتے ہوئے ایک طرف کو گرا تھا جب کہ اریبہ نے منہ پر ہاتھ رکھتے اسکو گرتے ہوئے دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مبین! یہ کیا کر دیا تم نے؟!"

وہ اسکے پاس گھٹنوں کے بل بیٹھی تھی۔

وہ اسکے لیے اپنی جان کیسے مصیبت میں ڈال سکتا تھا؟

"مبین! کیا تم ٹھیک ہو؟!"

عرش فوراً چیخا تھا۔

"سر میں ٹھیک ہوں!"

مبین بمشکل کراہتے ہوئے بولا تھا۔

"کچھ دیر تک تم کیا یہاں کوئی بھی ٹھیک نہیں رہے گا!"

www.novelsclubb.com

سارہ اب کی بار آعاز کا نشانہ لیتی بولی تھی۔

"سارہ بس کر دو۔۔۔ میری بہن۔۔۔ پلیز۔۔۔"

عرش صورتحال سمجھتا کچھ نرم ہوا تھا۔

سارہ اسکی اس بات پر کچھ نا بولی تھی اسکی انگلیاں ٹریگر تک بڑھی تھیں۔

"پلیز سارہ۔۔۔اپنے عرش بھائی کی خاطر گن چھوڑ دو۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔"

اب کی بار سارہ کی گن پر گرفت کچھ ڈھیلی ہوئی تھی۔

عرش اس کے پاس محتاط اور چھوٹے قدم لیتے آ رہا تھا۔

سارہ اسکے چلتے قدموں کو دیکھ رہی تھی۔

وہ اسکو manipulate کرنا چاہتا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں تمہیں سزا نہیں ہونے دوں گا،اپنے بھائی پر بھروسہ رکھو سارہ۔۔۔تمہاری زندگی میں جو محبت کی کمی ہے وہ تمہارا بھائی پوری کرے گا۔"

وہ اس کے ساتھ کھیل رہا تھا مگر نا جانے کیوں سارہ کا ہاتھ اسکے پہلو میں آ ٹھہرا تھا۔

"آپ نے پھپھو سے میرا سودا کیا تھا!"

وہ اس پر چیخی تھی۔

وہ رو رہی تھی، اسکو رونا آرہا تھا۔

"میں مجبور تھا سارہ، ابا کو ٹی بی تھا۔ ہمیں پیسے چاہیے تھے۔"

کیسا اعتراف تھا یہ؟

ایک پل کے لیے سب تھم گیا تھا۔

سارہ ساکن نظروں سے عرش کو دیکھ رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

وہ آہستگی سے اسکے قریب چلتا آرہا تھا۔

اسکو کچھ یاد آیا تھا۔

جھولے پر بیٹھی ایک بچی۔

"بھائی مجھے جھولا دیں۔"

کسی نے پیچھے سے اسکو دھکا دیا تھا۔

وہ فضا میں اڑ رہی تھی۔

ان بہن بھائی کی کھلکھلاہٹیں اس فضا میں سر بکھیر رہی تھیں۔

"اور تیز جھولا دیں بھائی، مجھے تیز جھولا جھولنا ہے!"

بچی نے اپنے بھائی سے فرمائش کی تھی۔

www.novelsclubb.com

"ایسے تم گر جاؤ گی!"

بھائی نے انکار کر دیا تھا۔

وہ تو صرف حفاظت کرنا چاہتا تھا۔

مگر بہن پھر بھی جھولے سے گر گئ تھی۔

جھولا تو آہستہ چل رہا تھا پھر کیسے ؟

بھائ بھاگتا ہوا اپنی بہن کے پاس آکر بیٹھا تھا۔

اور ادھر ہی۔۔۔

عرش بھی سارہ کے پاس آبیٹھا تھا وہ جو اس اعتراف کے بعد گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھ گئ تھی۔

"مجھے بہت درد ہو رہا ہے بھائ."

وہ شاید اتنے سالوں میں پہلی بار اسکے سامنے روئ تھی ویسے ہی جیسے بچپن میں جھولے سے گرنے پر روئ تھی۔

www.novelsclubb.com

"میں سب ٹھیک کر دوں گا سارہ۔"

اس نے اسکی شہد رنگ آنکھوں سے نکلتے آنسو پونچھے تھے۔

جیسے تب پونچھتا تھا جب وہ بچپن میں جھولے سے گرنے پر روتی تھی۔

"اب کچھ ٹھیک نہیں ہو سکتا۔"

اس نے اپنے ہاتھوں میں موجود گن عرش کو تھمائ تھی۔

وہ غلط تھی، وہ ہمیشہ سے غلط تھی۔

وہ مظلوم نہیں تھی، وہ ظالم تھی۔

عرش نے بے یقینی سے اسکو دیکھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"پلیز مجھے میرے دماغ کی قید سے نجات دلا دیں۔"

اس نے سرگوشی کی تھی۔

پھر اسکے ہاتھوں میں تھمائ اپنی گن کو اپنے پیٹ پر رکھا تھا۔

"سارہ پلیز۔"

وہ جو سوچتا تھا پھر کبھی نہیں روئے گا آج پھر رو پڑا تھا۔

وہ اسکو پھنسانا چاہتا تھا مگر خود ہار گیا تھا۔

وہ اسکا بھائی تھا اور اب بھی اسکے آنسوؤں پر اسکا دل تڑپ کر رہ گیا تھا۔

"آئی لو یو بھائی۔"

اسکی سرگوشی پر کالی گہری آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔

www.novelsclubb.com

"بھائی مجھے ڈر لگ رہا ہے، میں آپ کی گود میں سر رکھ کر سو جاؤں؟"

چھوٹی بچی نے اپنے بھائی سے کہا تھا۔

اور پھر وہ واقعی اپنے بھائی کی گود میں سر رکھ کر سو گئی تھی۔

ہمیشہ کے لیے۔

پولیس کی بھاری نفری اس عالیشان بنگلے میں داخل ہوئ تھی۔

پورے گھر میں چھان بین کے بعد ان کو گھر کے بیسمینٹ وہ کمرا مل گیا جہاں اریبہ کو رکھا گیا تھا۔

وہیں ان کو صارم سکندر اور ایم این اے مشتاق ڈار کی بھی لاش ملی تھی۔

سٹریچر کے ذریعے مبین کو وہاں سے لے جایا گیا تھا کیونکہ اسکا خون کافی بہہ چکا تھا۔ آعاز اریبہ کو لے کر اپنے گھر جا چکا تھا جبکہ عرش مصطفیٰ۔۔۔

وہ وہیں اپنی بہن کا سر اپنی گود میں رکھے بیٹھا رہا تھا۔

اسکے ایک ماتحت کے اسکا کندھا ہلانے پر اس نے اسکا سر زمین پر رکھا تھا۔

وہ بہت بری تھی۔

مگر وہ اسکی بہن تھی۔

وہ غلط ہاتھوں میں لگ گئ تھی۔

وہ چاہتا تھا کہ اسکے جرائم جسٹفائ کر لے مگر نا کر سکا تھا۔

وہ اسکو ایک آخری نظر دیکھتے وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

وہ کہتی تھی کہ وہ انصاف نہیں کر سکے گا۔

وہ آج خود سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس نے انصاف کیا بھی کہ نہیں؟

کچھ دنوں بعد۔۔۔

"یہ لیں!"

زویا نے اسکی طرف ایک ڈبیا اچھالی تھی۔

وہ جو اپنے بستر پر لیٹا ایک کتاب پڑھ رہا تھا اس نے چونک کر ایک ہاتھ سے وہ ڈبیا پکڑی تھی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا ہے؟"

ہلکی بھوری آنکھوں میں الجھن ابھری تھی۔

"آپکی منگیتر نے منگنی توڑنے کا اعلان کر دیا ہے."

زویا نے مزے سے اسے جواب دیا تھا۔

"کیا؟ مگر کیوں؟"

آعاز ایک پل کو شاک ہی ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

"مجھے نہیں پتا۔"

زویا نے کندھے اچکائے تھے۔

"کیا کسی نے اسکو روکا نہیں؟"

آعاز نے پریشان ہوتے ہوئے زویا سے پوچھا تھا۔

"انکے کیا ہمارے والدین بھی اس بات پر راضی ہیں۔۔۔ ویسے بھی آپ کونسا ان سے محبت کرتے ہیں؟" زویا یہ کہتے ہی کمرے سے باہر نکل گئی تھی۔

جانتی تھی کہ اب اسکے ڈمب بھائی کو ہنٹ مل گیا ہوگا۔

آعاز اسکی اس بات پر فوراً اپنے بستر سے اترا تھا۔

"آپ کو کونسا ان سے محبت ہے؟"

زویا کی یہ بات اسکے دماغ میں گونج رہی تھی اور شاید پہلی بار اس کے دل نے جواب دیا تھا۔

"اب کیسی طبیعت ہے تمہاری؟"

اریبہ اس کے بیڈ کے نزدیک ایک کرسی پر بیٹھی ہوئ تھی۔

"میں ٹھیک ہوں اریبہ۔"

اسکے ایک بازو پر پلستر بندھا ہوا تھا۔

"تمہیں میرے لیے یہ سب نہیں کرنا چاہیے تھا مبین."

اریبہ نے اب کی بار کچھ رنج بھرے لہجے میں اس سے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میں نے یہ سب آپکے لیے نہیں کیا تھا۔"

مبین اب کی بار قطعی انداز میں بولا تھا۔

اریبہ اسکے اس انداز پر چونکی تھی۔

"میں کانسٹیبل مبین طاہر ہوں اریبہ۔۔۔آپ کی جگہ کوئی بھی ہوتا تب بھی میں یہی کرتا۔"

اس نے اپنی طرف سے اریبہ کی ہر غلط فہمی کو دور کرنے کی کشش کی تھی۔

"تمہارا شکریہ کانسٹیبل مبین طاہر۔"

وہ بمشکل مسکراتے وہاں سے اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"اپنا خیال رکھنا۔"

www.novelsclubb.com

وہ یہ کہتے ہی وہاں سے چلی گئی تھی۔

مگر بستر پر لیٹا مبین کا وجود دروازے کو کھالی کھالی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

شاید دنیا میں سب کے نصیب میں محبت نہیں ہوتی۔

وہ چاہتا تو اریبہ کے سامنے تماشا لگا سکتا تھا مگر وہ سمجھ گیا تھا کہ محبت رہے نا رہے، بھرم قائم رہنا چاہیے۔

مبین سے ملنے کے بعد وہ سیدھا آفس آ گئی تھی۔

اسکا پورا ارادہ تھا کہ آج اس آفس سے ریزائن کر دے۔

یہ وہاب جہانگیر کا آفس تھا۔

جس کا مطلب تھا کہ آعاز جہانگیر کا بھی یہاں آنا جانا لگا رہے گا۔

مگر وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ اس سے منگنی توڑ کر پچھتا رہی تھی۔

www.novelsclubb.com

مگر اب اسکو اس فیصلے پر قائم رہنا تھا۔

اچانک کسی نے اسکی کلائی تھام کر اسکو راہداری کے بائیں جانب موجود کمرے میں کھینچا تھا۔

وہ چیخ بھی نا سکی تھی۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

اس نے مقابل کو غصے سے گھورتے کہا تھا جواب اس کمرے کا دروازہ بند کر چکا تھا۔

"تم نے انگوٹھی کیوں واپس کر دی؟"

وہ آعاز تھا۔

جو اپنی ہلکی بھوری آنکھیں چھوٹی کیے اسکو دیکھ رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری مرضی۔"

اریبہ نے اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے خفگی سے کہا تھا۔

"جب منگنی دونوں کی مرضی سے ہوئی تھی تو تم صرف اپنی مرضی سے کیسے توڑ سکتی ہو؟"

آعاز نے گہرا سانس لیتے اس سے پوچھا تھا۔

"تمہیں جب مجھ پر یقین ہی نہیں ہے تو کیا فرق پڑتا ہے یہ منگنی رہے یا نا رہے؟"

اریبہ کو اب بھی وہ رات یاد تھی جب اس نے اس خبطی لڑکی کو اس پر فوقیت دی تھی۔

"کیا معافی کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی؟"

وہ اب کی بار گمبھیر لہجے میں بولا تھا۔

www.novelsclubb.com

اریبہ نے پوری آنکھیں کھول کر اسکو دیکھا تھا۔

آعاز جہانگیر اس سے معافی مانگ رہا تھا؟

"تم چاہے معاف نا کرو مگر مجھے چھوڑو مت ارو۔"

وہ اپنی جیب سے انگوٹھی نکالتے اس کا ہاتھ تھام چکا تھا۔

اریبہ بس اسکو دیکھتی رہی تھی۔

وہ حیران تھی۔

بے حد حیران۔

"تم مجھے چھوڑ گی تو میرا دل خالی ہو جائے گا ارو۔۔اس ایک دن تم نہیں تھی اور مجھے واقعی احساس ہوا تھا کہ جسم سے جان نکلنا کسے کہتے ہیں۔"

اس نے اسکے ہاتھ پر نرمی سے اپنی انگلیاں پھیرتے ایک بار پھر اسکو انگوٹھی پہنا دی تھی۔

www.novelsclubb.com

اریبہ کو لگا گویا اس کا دل اسکے کانوں میں دھڑک رہا ہو۔

کیا وہ اس سے اظہار کر رہا تھا؟

اگر تھا تو اس سے خوب صورت اظہار اس نے کبھی نہیں سنا تھا۔

"ایک صورت میں معافی مل سکتی ہے۔"

اریبہ نے اپنا ہاتھ اسکے ہاتھ سے نکالتے کہا تھا۔

ویسے ہی اسکو اپنے گال شدید بلش کرتے محسوس ہو رہے تھے۔

"تم جو کہو گی میں ماننے کے لیے تیار ہوں۔"

آعاز نے مسکراتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"میں آعاز جہانگیر کے ساتھ مانچیسٹر گھومنے جانا چاہتی ہوں۔"

www.novelsclubb.com

وہ اپنے سینے پر ہاتھ باندھتے بولی تھی۔

"بس اتنی سی بات۔۔۔ تم اس وقت جان مانگتی تو میں وہ بھی دینے کو تیار تھا۔"

آعاز ایک قہقہہ لگاتے بولا تھا۔

وہ اب اسکو چھیڑ رہا تھا۔

"دفعہ ہو."

اریبہ مسکراتے ہوئے اس کمرے سے باہر نکل گئ تھی۔

"تم ایسے شرماتی رہو گی تو میرے لیے بڑی مشکل ہو جائے گی!"

وہ اسکے پیچھے باہر نکلتا چیخا تھا۔راہداری میں چلتے ورکرز بھی انکی طرف متوجہ ہو چکے تھے۔

اریبہ نے پیچھے مڑ کر اسکو گھورا تھا۔

مگر پھر خیال آیا کہ جب آعاز جہانگیر اسکو دوستی میں نہیں بخشتا تھا تو اب کیسے بخشتا؟

کچھ مہینوں بعد۔۔۔

"عرش پتر میں تینوں پہلے ہی کیندی سی کہ میرے کولوں اپنا سفر نئی ہوندا تو فیر وی مینوں ایتھے لے آیا۔"

ماں جی گاڑی میں بیٹھیں کب سے عرش کو ڈانٹ رہی تھیں جو کہ سفید شلوار سوٹ میں آرام دہ انداز میں ڈرائیو کر رہا تھا۔

"ماں جی میں آپکو وہاں اکیلا نہیں چھوڑنے والا تھا مزید۔"

عرش نے کافی بار دیا جواب ایک بار پھر دہرایا تھا۔

جب اچانک انکی گاڑی ایک جھٹکے کے ساتھ رکی تھی۔

شاید آگے والی گاڑی خراب ہو گئ تھی۔

www.novelsclubb.com

پھر اندر سے کوئ باہر نکلا تھا۔

باہر نکلتے انسان کو دیکھ کر عرش کے ہونٹ آپ ہی آپ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"اے کی ہو گیا عرش؟ کیدی گاڑی خراب ہو گئی؟"

ماں جی پریشان ہو گئی تھیں۔

"میں ایک منٹ آتا ہوں ماں جی۔"

وہ فوراً گاڑی سے باہر نکلا تھا۔

سامنے کھڑی لڑکی نے بھی اسی وقت پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

دونوں ایک دوسرے سے مانوس تھے۔

"آپکی گاڑی تو نہیں چلنے والی۔"

www.novelsclubb.com

عرش نے اسکے ساتھ کھڑے ہوتے کہا تھا۔

"میں آپکے ساتھ پھر بھی نہیں جاؤں گی۔"

مقابل نے خفگی سے اپنے چہرے پر آئے بالوں کو پیچھے کرتے کہا تھا۔

وہ آج بھی اتنی ہی خوبصورت تھی۔

سرخ انار کلی فراک میں ملبوس، ہلکا پھلکا میک اپ کیے جبکہ بال بیچ میں سے مانگ نکال کر کھلے چھوڑ رکھے تھے۔

"دیکھ لیں۔۔۔ایک مستقل ڈرائیور سے ہاتھ دھو بیٹھیں گی آپ وفا حدید۔"

اسکی بات ذو معنی تھی اور وفا کو سمجھ بھی آ گئی تھی۔

"کیا مطلب؟"

www.novelsclubb.com

وہ جان کر بھی انجان بن رہی تھی۔

"سڑک پر پروپوز کرتا اچھا تو نہیں لگوں گا؟"

واہ! کیا معصومیت تھی۔

"کہیں بھی پرو پوز کرتے اچھے نہیں لگیں گے۔"

وہ مصنوعی خفگی سے بولی تھی۔

اب وہ آگے آگے چلنے لگی تھی۔

وہ بھی اسکے ساتھ چلنے لگا تھا۔

"گاڑی میں کون ہے آپکے ساتھ؟"

وفا نے گاڑی میں موجود ایک عورت کو دیکھتے عرش سے پوچھا تھا۔

www.novelsclubb.com

"میری ماں جی، انکو میری شادی کی بہت جلدی ہے۔"

عرش نے اس سے کہا تھا۔

"تو ملی کیا کوئی؟"

وفا نے اسکی طرف دیکھتے پوچھا تھا۔

"ایک ہے کوئی بہت خوبصورت لڑکی، اسکی گاڑی ہر وقت خراب رہتی ہے اور وہ اسکو ٹھیک بھی نہیں کرواتی۔"

عرش نے مصنوعی افسوس سے کہا تھا۔

اسکی اس بات پر وفا نے اپنی مسکراہٹ دبائی تھی۔

www.novelsclubb.com

"سوچ رہا ہوں آج اسکو ماں جی سے ملوا دوں۔"

عرش نے پر سوچ انداز میں اسکو دیکھتے کہا تھا۔

"اگر ماں جی کو وہ پسند نا آئ تو؟"

وفا نے اب کی بار کچھ ٹھہر کر اس سے پوچھا تھا۔

"ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ کسی کو پسند نا آئے۔"

عرش ایک جزب سے بولا تھا۔وفا کے دل نے گویا ایک بیٹ مس کی تھی۔

"اسکی زندگی میں اگر کچھ ذہنی مسائل ہوں تو؟"

وہ اپنے تمام خدشے دور کرنا چاہتی تھی۔

www.novelsclubb.com

"تو وہ عرش مصطفی کو ہمیشہ اپنے ساتھ کھڑا پائے گی۔"

اسکے مضبوط لہجے پر وفا کا دل واقعی ایمان لے آیا تھا۔

"پھر آپ اس لڑکی کو اپنی ماں جی سے ملوادیں وہ ہاں کر دے گی۔"

اب کی بار وفا کچھ آہستگی سے بولی تھی۔

عرش اسکی اس بات پر مسکرایا تھا اور اپنا ہاتھ اس کے آگے کیا تھا جس کو وفا نے آہستگی سے تھام لیا تھا۔

آسمان سے گرتی روئ جیسی برف اس کی روح کو ایک سرشاری سی بخش رہی تھی۔

وہ اس خوبصورت chalet کے باہری دروازے کے بائیں طرف بنی راہداری میں کھڑی ہوئ تھی۔

اپنی شال کو اپنے اوپر اچھی طرح لپیٹے اس نے اپنا ایک ہاتھ آگے کو پھیلایا تھا جس پر snowflakes گر رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

اسکی آنکھوں میں ڈھیروں اشتیاق تھا۔

وہ دونوں شادی کے بعد پہلی دفعہ مانچیسٹر چھٹیاں گزارنے آئے تھے۔

دروازہ کھلنے کی آواز پر اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تھا۔

وہ سفید اونی سویٹس پہنے اور ہاتھوں میں دو hot chocolate کے مگ تھامے اس تک آرہا تھا۔

"تمہیں ٹھنڈ نہیں لگ رہی ارو؟"

اس نے اسکو ایک مگ تھمایا تھا۔

اسکی اس بات پر اریبہ نے نفی میں سر ہلاتے اپنا مگ تھام لیا تھا۔

وہ بھی اب اس کے ساتھ آکر کھڑا ہو گیا تھا۔

دونوں سامنے موجود برف سے لدی سڑکوں اور گھروں کو دیکھ رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

کچھ بچے وہاں snow ball fighting کر رہے تھے، جبکہ بڑے تصویریں بنانے میں مشغول تھے۔

"یہ سب ایک خواب لگتا ہے نا آعاز؟"

اریبہ نے ایک بار پھر اپنا ہاتھ آگے کیا تھا تا کہ اس پر snowflakes گر سکیں۔

آعاز نے ایک نظر اسکو دیکھا تھا۔

صاف شفاف تمتما چہرا۔

وہ اسکی ارو تھی۔

اسکی پیاری دوست اور بیوی۔

"ہاں۔"

اس نے اسکے کندھے پر ہاتھ پھیلاتے کہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جب میں اس رات تمہیں ڈنر پر لے کر جا رہا تھا تو مجھے زویا نے کہا تھا کہ تمہیں ایک تحفہ دوں۔"

آعاز نے کچھ سوچتے ہوئے اس سے کہا تھا۔

"یہ بات تمہیں اب کیوں یاد آ رہی ہے؟"

اریبہ نے اس سے مسکراتے ہوئے پوچھا تھا۔

"کیونکہ وہ کچھ ایسا ہی ہے، تب تم مجھ سے ناراض ہو گئی تھی اس لیے میں تمہیں دے نا سکا، پھر بھول گیا اور آج نا جانے کیوں یاد آ گیا ہے۔"

وہ ہنسا تھا۔

www.novelsclubb.com

"ایسا بھی کیا ہے؟"

اریبہ نے اشتیاق سے پوچھا تھا۔

"میں۔"

آعاز نے اسکی طرف دیکھتے کہا تھا۔

"کیا؟"

اریبہ اسکی اس بات پر ہنسی تھی۔

"میں تمہیں تحفے میں اعاز جہانگیر دیتا ہوں۔"

اعاز کے جملہ مکمل کرتے ہی اریبہ کی ہنسی بھی جو شروع ہوئ آعاز کو لگا گویا ختم ہی نہیں ہو گی۔

ناشکری لڑکی!

وہ سوچ ہی سکا تھا۔

www.novelsclubb.com

"یاد ہے جب میں نے تم سے کہا تھا کہ تم مجھے یہاں گھمانے لاؤ تو تم نے کہا تھا کہ اپنے شوہر کے ساتھ آنا؟"

اریبہ نے اب کی بار اس سے مسکراتے ہوئے کہا تھا۔

"یقین جانو اگر مجھے پتا ہوتا کہ تمہاری شادی مجھ سے ہی ہو جائے گی تو ایسا کبھی نا کہتا۔"

آعاز نے اسکو چڑانا چاہا تھا۔

اس پر وہ ایک بری سی شکل بناتے اسکا بازو اپنے کندھے پر سے اتار گئ تھی۔

کبھی جو آعاز جہانگیر اسکا موڈ خوشگوار رہنے دے۔

www.novelsclubb.com

"ہم یہیں رہ جاتے ہیں آعاز۔"

اب کی بار اریبہ نے اپنا موڈ بحال کرنے کے لیے اس سے کہا تھا۔

"جیسے تم چاہو۔"

آعاز نے ایک گہرا سانس لیتے کہا تھا

"تم بہت فرمانبردار نہیں ہو گئے ؟"

اریبہ نے آئبرو اچکا کر اسکو دیکھا تھا۔

"ہونا پڑتا ہے، بیوی رات کو گھر سے نکال بھی سکتی ہے۔"

اسکے مصنوعی افسوس سے کہنے پر اریبہ نے اسکو گھورا تھا۔

www.novelsclubb.com

"خون پی جاؤں گی میں تمہارا آعاز جہانگیر۔"

اس نے غصے میں خالی مگ پیچھے پڑی میز پر رکھا تھا۔

"بس یہی جلاد روپ تمہارا اڈرا دیتا ہے مجھے۔"

اور وہ آعاز جہانگیر ہی کیا جو اپنی ارو کو تنگ کرنا چھوڑ دے۔

اب کی بار اریبہ نے فرش کے ارد گرد جمی برف کا گولا بنا کر آعاز کو مارا تھا۔

"Okay now you asked for this"

آعاز اپنا مگ میز پر رکھتا اس کے پیچھے بھاگا تھا جو کھلکھلاتے ہوئے وہاں سے دوڑ چکی تھی۔

ختم شد۔

www.novelsclubb.com